ہنوز آں ابرِ رحمت دُر فشان است
خُم و خُم خانہ با مُہر و نشان است

خیالاتِ آزاد

یعنی

مولانا آزاد کی ڈکشنری۔ خمارستان کے ڈِرِّ۔ نامہ و پیام۔ ولایت کے شوق۔ سفر نامے۔ اشتہارِ مسرت بار۔ اور ستایشِ نیچر کا اخلاق آموز۔ دانش افروز۔ فصاحت اندوز۔ دِل کش مجموعہ

جس کو

شاعرِ حقیقت طراز مولوی سیّد محمّد عبد الغفور صاحب شہباز سابق اڈیٹر اخبار دار السلطنہ و جریدۂ نمایش و نور البصیرت و جامع موعظۂ حسنہ و مصنّفِ مثنوی چہار عشق و نیچۂ خورشید و مسدّس شہباز وغیرہ وغیرہ نے بترتیبِ معقول مرتب فرمایا

پہلی طبع

سنہ [illegible] ع

مطبع قومی پریس واقع شہرِ نزہت بہر لکھنؤ چوک

تعداد جلد ۔ ۱۲۰۰ ۔ قیمت فی جلد ۔ عسعہ

اشتہار

کتب زیر ترتیب

(۱) خیالاتِ آزاد کا دوسرا حصہ متضمن مضامین متین و اخلاق آگیں۔ تفصیل مضامین یہ ہے:-
ع - مربی بیمار و مربی رنجور + (سفارش) مسلمانوں کا افلاس -
پرستار پرستی - بنگالے میں شادی - سبب مقدمہ بازی و خانہ بربادی -
ولایت کا سفر اور مسلمان طالب علم - ولایت جانے کا مالیخولیا - سیلہ چھپر -
ع - اے ذوق دیکھ دخترِ رز کو نہ منہ لگا + (مذمت خمر انجواری) - ع -
پیری میں جوانی کے مزے یاد کرینگے + (بڑھاپے میں شادی) - عشرت ہے -
آفت ہے مصیبت ہے - یا قیامت ہے - (بیویوں کی مظلومیت) - صوبۂ بہار -
اور رشوت - بہار کے مسلمانوں میں نکاح ثانی - پیرمن خس ست اعتقادمن بس ست
(سریع الاعتقادی) - حکام رس اور نام ورینے کا شوق - ہرکارے وہرمردے -
فاجرہ عورتوں کی محبت اور اسکے نتائج - کلکتے میں مسلمانوں کے ہوسٹل کی
ضرورت - جیسا دیس ویسا بھیس - جان بھی نثار جیش ہے - ایک مسلمان انگریزی داں
طالب العلم کے زمانۂ تحصیل کے حالات وخیالات - بعض میاں جی بھی غضب کے ہوتے ہیں
میراثن - عالی خاندانی - مفت راچہ باید گفت - تو نے کسبی ہو کر کیا پایا -
لعنۃ اللہ علی داخل النسب وعلی خارج النسب - لباس انگریزی کے فوائد -
دعوت ہے یا عداوت ہے - پان بھی بے اعتدالیوں سے آفت جاں ہے -
حقہ حاضر ہے -

(۲) نوابی دربار - ایک سادہ لوح نواب کے دربار میں وکیل مختار اور اسی قسم کے اور اہل معاملہ کی دست برد بپیرایۂ ظرافت -

(۳) نوابی کھیل - کلکتے کے ہر طبقے کے چلتے پرزوں کی خوش فعلیوں کی ایک مؤثر اور دلکش تصویر - بپیرایۂ ظرافت -

یہ تینوں کتابیں حضرت مولانا آزاد صاحب خیالات آزاد کے قلم آزاد رقم سے ہیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خیالاتِ آزاد

الحمد للہ کہ اب ہمارے ہندوستان میں بھی اہل فرنگ کے فیض صحبت و حکومت اور بہ شرف تربیت و معاشرت سے عالی دماغ اور روشن ضمیر لوگوں کے خیالات میں اُس قسم کی آزادی آتی چلی ہے۔ جو ہر قوم کی علمی نشو و نما کے لیے نہایت ضروری ہے۔ جس طرح آزادی جسمانی نشو و نما کے حق میں اکسیر تاثیر ہے۔ ٹھیک اسی طرح دماغی اور روحانی سرسبزی کے حق میں بھی سمجھنا چاہیے۔ اگر کسی قوم کے خیالات کسی دباؤ کے سبب اُبھرنے نہ پائیں تو تھوڑی مدت میں اُس کے افراد کے تمام قسم کے دماغی اور روحانی قویٰ میں ایک خاص قسم کی افسردگی اور پژمردگی پیدا ہوگی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُن سے کوئی دماغی کام اُس خوبی سے بن نہ پڑے گا جس خوبی سے ہر شایستہ ملک کے لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً انشا پردازی کریں گے تو محدود یعنی اعلیٰ ترقی یافتہ طرز پر مطلق قلم اُٹھا نہ سکیں گے اور اگر اُٹھائیں گے تو پوری طرح دادِ سخن دے سکیں گے۔ تقریر میں اُن کی اتنی وسعت نہ ہوگی کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ مضمون کی شگفتگی کے ساتھ گنجایش ہو۔ عادات و خصائل ایسے ہوں گے

جن کے ساتھ دوسرے ملک کے لوگوں سے قومی معاشرت قریب بہ محال ہوگی یعنی کوتاہی نظر سے غیر قوم کی ہر عادت و خصلت کو اجنبیت کی وجہ سے برا سمجھیں گے۔ لیکن جب وہ دباؤ خیالات سے اُٹھا لیا جائے اور دل و دماغ کے سارے قویٰ کو پوری آزادی کے ساتھ پھولنے پھلنے دیا جائے تو دیکھتے ہی دیکھتے سیکڑوں سراپا اعجاز انشا پرداز ہزاروں فصاحت در کنار صحیفہ نگار۔ اور لاکھوں خوش مذاق صاحبِ اخلاق پیدا ہو سکتے ہیں ایسے کہ جن کی تحریریں قوم کی قوم کے خیالات میں انقلاب پیدا کریں۔ جن کی تقریریں ایک عالم میں ہل چل ڈالیں۔ جن کے دل کش عادات اور جان نواز اخلاق دنیا کی دنیا کو اپنی مقناطیسی تاثیر سے اپنی طرف کھینچ لیں۔

حکام وقت کے عمدہ اصول سیاست نے اِس قسم کی آزادی سے ہم کو بے نصیب نہیں رکھا اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ پورب سے پچھم اور اُتر سے دکھن تک ہر جگہ کثرت سے انجمنیں ہیں جو آئے دن خوش تقریروں کی جادو تاثیر تقریروں سے گونجا کرتی اور قوم و ملک پر ایک نہ ایک عمدہ اثر ڈالتی رہتی ہیں علیٰ ہذا اخبارات اور رسائل بھی بہ کثرت جاری ہیں۔ جن کی قومی محبت میں ڈوبی ہوئی تحریریں ایک ایک نیا کام

بہت سے نہیں تو تھوڑی کے مجروح دلوں اور بیچاری
مناجاتوں کی خبر لی - ستایش تحریر و گستری
کے رنگ کی گویا معراج ہے - یہ وہ چیز ہے جس کی
مثال اردو کی انشا پردازی میں شاید مشکل
سے ملے گی - میں نے بارہا بعض چھپی ہوئی تحریریں
لوگوں میں پڑھتے دیکھا عجیب حالت اُن پر
طاری تھی بار بار بے ساختہ دل سے
مرحبا اور سبحان اللہ کی صدا نکلتی تھی - چونکہ
مجھ کو مولانا آزاد کی تحریرات سے بہ اقتضائے
حالات زمانہ و اتفاق مذاق ایک طرح کا اُنس
بلکہ عشق تھا میں اُنکو مسلسل طور پر جمع کرتا جاتا
یہاں تک کہ جب اُن کا ایک ذخیرہ وافر فراہم
ہو گیا تو میرے ذہن میں یہ بڑے زور سے خیال
پیدا ہوا کہ ان کو ایک ترتیب معقول سے مرتب
کر کے یکجا چھپوا دیا جائے تو نہایت قوم
کے لیے بہت نافع ہوگا - یہ مجموعہ اس
خیال کے نتائج کی پہلی قسط ہے - ہر چند
فرادی فرادی بھی ہر ایک تحریر دل پذیر
اور بجائے خود جدید طرز کی عمدہ انشا پردازی کی
ایک اعلیٰ نظیر ہے - لیکن کل تحریروں کی مجموعی
قوت عجب شگفتہ افزا و جادو تاثیر ہے -
اور میرا قیاس ہے کہ ہندستان میں شاید ہی
کوئی انشا پرداز ایسا ہوگا - جس کے قلم سے اتنے
مختلف نو ایجاد رنگوں میں اتنی مقبول
اور دل پسند تحریریں نکلی ہوں - اس مجموعے
میں جس قدر تحریریں ہیں شوخی و ظرافت آمیز
ہیں وہ بھی مستقل نہیں - اگر کل یکجا کی جاتیں
طومار عظیم ہو جاتا - بہت سے ڈرامے ذاتیات
جو اس شخص کے قلم جادو رقم سے مختلف اخلاقی
مضامین پر نکلے متروک النظر کیے گئے - اسلیے
کہ وہ بجائے خود ایک رسالہ جداگانہ کے مقتضی ہیں
اور متانت کے مضامین تو اس میں بالکل دیے ہی
نہیں گئے - زندگی باقی ہے تو اُن کا مجموعہ جداگانہ
پیش کش ناظرین کیا جائے گا - واللہ ولی التوفیق

مستقر - باقی پور
۲۰ - مئی ۱۹۱۲ء

دیباچہ طراز
محمد عبد الغفور - شہباز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا آزاد کی ڈکشنری

نئی ڈکشنری

نئی روشنی کے گھر کے کیریسن لیمپ مسٹر اودھ پنچ بہادر زاد ظرافتہ - واللہ آپکا آپ تو تہذیب کے بلون پر سوار ہوکر روم ٹرکی کی لڑائی اور مدرسۂ تہذیب آموز مغربی شمالی کی کارگزاری کے ملاحظے کے لیے ایسے رفوچکر ہو جایا کرتے ہیں کہ آپ کا پتا لگنا دشوار ہی - یہ چند ایسے انگریزی لفظوں کے معنی جنکے جاننے کی ان دنوں ہر ہندوستانی کو ضرورت ہی پیش کش ناظرینِ با تمکین و دبیچ کرتا ہوں - آپ بھی چونکہ تیرھویں صدی کے ایک نئی روشنی والے محقق ہیں - اس لیے امید ہی کہ اگر میری تحقیق غلط ہو تو آپ براہ عنایت مجھے ہدایت فرمائیں گے -

لفظ	معنے
پولیسی (حکمت عملی)	خیالی پلاؤ - مفت کرم داشتن لہو لگاکے شہیدوں میں نام - بانگِ بے ہنگام - خودستائی - خودغرضی - وعدہ فراموشی - آشنا فراموشی - گیدڑ بھبکی - ہوائی بندوق کی آواز

لفظ	معنے
	ممبرانِ پارلیمنٹ کے آپس کا ناز و نیاز کمزور کو دبانا - زبردست سے ڈرنا - اپنی قوت خیالی کو مبالغے سے بیان کرنا اپنے منھ میاں مٹھو - زبانی جمع خرچ - دقت کی پیشش - خیالی لڑائی میں حریف کو شکست دینے پر نازش - ہاں میں ہاں ملانا - مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا - کسی کے جلتے ہوئے گھر سے تاپنا -
آنر (عزت)	مفہوم خیالی - جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ - لندن کے اخبار نویسوں کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق پھوٹی ہوئی ہانڈی نقارخانے میں طوطی کی آواز عنقا ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہی - نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی بیچ میں سے نکالا نہیں جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگوں کا دماغ معطر رہتا ہی -
انٹرسٹ	وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہیں -

لفظ	معنے
(حقوق)	ساری دنیا کو اپنا جاننا - ایک مستقل تصوری دوسروں کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا - ایک نازک بڈھی جسے ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑیں کہ اُن کی آواز سے دوسروں کے گزرنے کا احتمال ہو - ایک قسم کے تمدن کی جھلی جو کبھی جال میں پھنستی نہیں جیسے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش میں بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے تھے ہے
پارٹی فیلنگ (پاسداری جماعت)	مثل بے ہنگام کی طرح چلانا - شغل بیابانی کا قائم مقام مگر اپنے ہم قوموں کو راہ راست سے بہکانا - بیہودہ شکایت - ناجائز تہمت - ناحق بندی کا کوٹ جاکٹ پہنکر ایمان پرستی کا ذوق - اپنے معاندین کے بدنام اور ذلیل ہونے کی نیت سے دوسرے کے گھر میں نقب زنی - ظالموں کو رحیم ثابت کرنے میں لڑنا -
	بے وجہ کسی سے عداوت ازلی - وزارت کے کھونے کا صدمہ جگر گداز - پیر کی خواہش پرواز - کوئی سنے یا نہ سنے اپنی کہے جانا - خانگی معاملات میں موافقت بغیر کے تعدد نقطہ زمانہ سازی کے خیال سے مخالفت
سویلزیشن (تہذیب)	اپنے ہم وطن کو نیم وحشی جاننا - اپنے بزرگوں کو (اولڈ فوگس) کہنا -

پرانا فاز ۱۲ ـ

لفظ	معنے
	جاکٹ پتلون پہننا - ٹمٹم پر بیٹھتے وقت سیٹی بجانا - چھڑی ہلانا - اور بوٹ چمکنا - آلو کھانے کا شوق - شراب پینے کا ذوق - دُم دار ٹوپی کا استعمال گردن مروڑی مرغی حلال - البرٹ فیشن سے بالوں کو ترشوانا - تیل کے عوض ریچھ کی چربی سر میں لگانا - ولایت سے میم لانا - انگریزی جانیں یا نہ جانیں مگر اخبار پڑھنا - ہارمونیم کی گت پر بڑھیا کی دھن میں پیروں سے تال دے دے کر ناچنا -
فیمیل ایجوکیشن (تعلیم نسواں)	ناچ گھر میں اپنی بہو بیٹیوں کو لیجانا - اپنی میم کا ناچنے کے جلسے میں ایک وقت کے لیے دوسرے کی میم سے مبادلہ کرنا - کمزور لڑکیوں کو تھوڑا تھوڑا پورٹ پلانا - مس بابا لوگوں کو ہوا کھلانا -
	کالی میموں کو انگریزوں کی ملاقات کے لیے جبر و قہر لیجانا - اور اگر وہ وہاں جاکر شرمائیں تو جوشِ تہذیب سے گھونگٹ کھول دینا -
کورٹ شپ (عشق ازدواجی)	شادی کے قبل عورت مرد میں ایک قسم کی پاک محبت کسی جوان مرد کو جوان عورت اور کسی جوان عورت کو کسی جوان مرد کی طرف شادی کرنے کے لیے ایک طرح کی پُرلطف اور مزہ دار رغبت - بغل گرم کرنا - کسی جوان طرحدار خوبصورت

لفظ	معنی
	زعفران کہ یا باغبانی کو ایک آن میں ہنسا دے۔
پارلیمنٹ (جلسۂ مدبران ملکی)	مدبروں کا آشیانہ - فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ - کسی ملک کے قابل لوگوں کی قوت گویائی کے تماشا دکھانے کا تھیٹر - وہ پالی جہاں کا اصیل اور ٹینی دونوں کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور خیالی اور لسانی کشتی کا مہذب اکھاڑا - تمدن کے دنگل میں حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چت پٹ ہو جانے کا سہارا - مغربی فخر ونمائش کی حفاظت کی مضبوط دیوار ملکی مصلحتوں اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدوں کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ ونادر داوری گاہ جہاں کوئی کالا وکیل نہیں - انصاف آموزی کا وہ اسکول جہاں روسیوں کے ظلم ناحق کے انسداد کی کوئی عمدہ سبیل نہیں - غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ - قومی دولت - قومی عزت - قومی قوت - قومی لیاقت قومی فصاحت - اور قومی شوکت کا خزینہ

راقم - آزاد

جنوری [illegible]

لفظ	معنی
یوروپین کنسرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)	ظاہر میں شہد - باطن میں سم - اندرونی اختلاف - باہمی جنگ و جدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم - یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی کے بچے کے جھولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق - پرانی کاوش - تاریخی عداوت - اور پرشوکت دھمکی کے جھلانے کا جھولا - کمزور کے دبانے کا ہتیار - باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل کی بلند موج - خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج - صلح ناموں کے شروط یاد دلانے کی تاکید - مانٹی نیگرو کے واسطے نفرت اثر نوید - سلاطین یورپ کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل - دنیا کی آزادی کا ضامن - محجوب المیراثوں کے حقوق کا سرپرست اور کمزور سرکشوں کا وکیل - مشرقی مسئلے کے حل کرنے کی کل - کمزور کو زور آور اور زور آور کو کمزور بنانے کی ولایتی کل - کمزور سلطنتوں کے لیے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ [illegible] کا نہایت نیک شگون -

لفظ	معنی
	دوسروں کے انتظام خانگی میں دست اندازی کا بہانہ۔ اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ۔ ناروا اصرار۔ دلشکن دباؤ۔ ناجائز جبر۔ احمد کا مردہ۔ محمود کی قبر۔ اندرونی اختلافات کے ڈھانکنے کا سرپوش۔ وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش۔ شاہانِ یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام۔ ترکوں کے لیے ایک روح افزا۔ جاں پرور۔ اور مسرت بار پیام۔ پرانے مریض کے لیے نیا پرسکرپشن[له] سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن۔ مہذب شاہوں کے آشوبِ چشم کا علاج ایک پنتھ ہزار کاج۔
سائنٹیفک فرانٹیر (علمی حد جنوبی)	سفارت کے دو رخی پہلو دار اور پرمعنی محاورے کے مطابق ایک خیالی سرحد۔ روسی یاجوج و ماجوج کے روکنے کے واسطے سکندری سد۔ بدمحمد جنگیوں کے ملک پر لشکرکشی کا بہانہ۔ پیچیدہ مسائل تمدن کے بکھرے اور الجھے ہوئے بالوں کے سلجھانے کا عمدہ شانہ۔ افواج ہند کے زنگ آلود اسلحہ کی صیقل۔ نامی گرامی سپہ سالاروں کے ڈھالنے کی کل۔ ہندوستانی قلیوں اور

لفظ	معنی
	بارکشوں کی جفاکشی۔ اور والیان ملک کی اطاعت و وفاداری کی آزمایش۔ کنسرویٹو گورنمنٹ کی باصرہ نواز بہار دانش۔ وحشی اور پرآشوب ملک میں مہذب اور شایستہ سفارت کا مرکزِ قرار۔ خوں بار و خوں چکاں تمدنی اسرار۔ ایک دانشمند سکرٹری کے دماغ کا بدرنگ اور بدبو تیل۔ بے اصول معاملہ ملکی اور بیجا شور و غل اور خیالی حملے کے خوف کے سمندر کی وہیل۔ شاعروں کے داد دینے کے لیے ایک نادر مضمون۔ مخالفین کا منہ بند کرنے کے لیے تیر بہدف افسوں۔ وہ طلسمی سرحد جو باصرے کی رسائی سے باہر ہے۔ وہ فنونی سرحد جس سے بانی کی سفارت کی قابلیت ظاہر ہے۔ افاغنہ کی شورہ پشتی کی سنگین سزا۔ سرحدی مفسدوں کے مزاج کو اعتدال پر رکھنے کی مجرب دوا۔ ترقی تجارت کا ہادی۔ غیر آباد ملکوں کا سبب آبادی۔ بیرونی بلاؤں اور آفتوں کے روکنے کا حصار۔ ایک داغدار دائمی خیالی اور تاریخی یادگار۔ امیر شیر علی خان کی تقدیر کی سیاہ لکیر۔ روسیوں کے خیالات کشورکشائی کے پیر کی بھاری زنجیر۔ وہ اسم جس کا مسمیٰ اب تک کسی کو ملا نہیں۔ وہ عقدۂ لاینحل جو آج تک کسی طرح حل ہوا نہیں۔ دنیا میں مشہور

له نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہیں ۱۲۔

لفظ	معنی
	سات عجائبات تھے اور یہ ہشتم ہے۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے خزانے کے ڈوبنے کا یہی قلزم ہے۔ ہندوستانیوں کی عقل کی رسائی کی حد۔ خیالی حلقہ خیالی سد۔ جنوری [illegible] عیسوی راقم۔ کوئی نہیں

تیرھویں صدی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنی
نائیکا	تماش بینوں کے کمزور مشت کے لیے نزلۂ حارہ۔ عاشق مزاجوں کے فلک آرام و اقبال و کامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانوں کی دل شکنی اور ایذا رسانی کا تیر اور سم آلود ہتھیار۔ حسن پرست نوخیزوں کے دیدۂ امید و تمنا میں کھٹکنے والا نوک دار خار شیطان کی نحس سواری کا شوریدہ پشت کٹر اڑیل ارجل اور بدذات رہوار۔ دجال کے چار گوشۂ دنیا میں چڑھ کر پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ [illegible] احسان فراموشی عہد شکنی مکاری و دغابازی کے کوہ آتش فشاں کا تیرہ و تار دھواں دھار اور ادبار بار بخار۔ رند مشربوں کے اقلیم قلوب کا نحس نحس اور برباد کرنے والا زار حکمت کا وہ زندہ پور منطقو جو ختم فلاطوں پر ہنستا ہے۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خود غرض اور خوشامد طلب ڈائن جسکی فتنہ ساز اور [illegible] یار حیلوں کے طرفۃ العین میں سیکڑوں عاشقوں کی حسرت کدۂ دل بنتا اور بگڑتا ہے۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کر آتش کدۂ آذر کی آگ کی زبان کا منھ چوم لیتا ہے۔ وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر بیٹھنے کے قبل تمیز و تہذیب کا اُسی کا بدنام اور نافرجام نام [illegible] لیتا ہے۔ وہ نادرہ اور جسکا خراج ناامید حسرت زدوں اور مظلوم امیرزادوں کے دل کا خون ہے۔ وہ اژدرِ مردم جسکے بلا نوش پُر وسعت اور عمیق غار آتش بار شکم کے دولت [illegible] خزانے میں گنج قارون مدفون ہے۔ وہ ڈینگو فیور[۵] جو قبر تک میں انسان کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا رہے۔ وہ تمنچہ جس کی گولی کبھی جگر کے ادھر اڑی نہیں۔ وہ صفہانی تیغ ستم جس کی ضرب بجز دل کے اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہیں۔ وہ سامری جس نے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی گرم سرد آزمائی سے بیسیوں بقراط کو شیشے میں اتارا ہے۔ وہ سُور بھنکیت جس نے بڑے بڑے کال بھینکیت و پیٹ کو دم کے دم میں

[۵] ایک قسم کا بخار جس میں ہڈیوں تک میں درد ہوتا ہے

لفظ	معنی
	ہشیار کر کے بے پانی کے مارا ہے۔ وہ
	نئی قسم کے بے حیا اور بے رحم وبا جس کے
	بھگانے کی کوئی مؤثر دعا نہیں۔ وہ
	مرضِ لاعلاج جس سے جان بچانے کی
	کوئی مفید دوا نہیں۔ وہ عقرب جس کے
	نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہے۔
	وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جلیلہ
	جس کی پُر خشم پُر عذاب پُر ہیبت اور
	وحشت ناک آنکھ کمتر زور دل اور
	خصلت کے خویشتن فراموش دل فروشوں
	کے لیے چاہِ بابل ہے۔ وہ ناز آفریں گل
	جس میں زنڈیاں بنتی ترشتی اور ڈھلتی
	ہیں۔ وہ جادو تاثیر گھریا جس میں
	آفت کی پڑیاں اکسیر بننے سے قبل
	برسوں جلتی ہیں۔ وہ تیز روشن دماغ
	اور بلند خیال معلم جو نامی گرامی ملّازادوں
	کو گلستاں کے باب پنجم میں سبق
	پڑھائے وہ علّامۂ دہر جو ... [illegible]
	نئی روشنی کے مولویوں کو طفلِ مکتب
	سمجھ کر بزرگانہ شفقت اور پیار سے
	اپنی بہارِ دانش میں ساری دنیا کی
	حکمت بتائے۔ دنیا کے گنجینۂ حسن کا مار۔
	ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔
	صفت کے زر و جواہر تولنے کی
	عمدہ ترازو۔ بھولی اور اصلی غارتگرانِ
	ایمان کی سرپرست پشت پناہ اور
	قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا

لفظ	معنی
	سلسلہ جس سے براہِ راست ملا ہے۔ وہ
	پرانی خونخوار باگھنی جس کی غرش سے
	جوان مردوں اور آغاؤں کا کلیجا
	مثلِ بید کے ہلا ہے۔ وہ پیرِ نابالغ جس کی
	عمر کسی سال گرہ میں بحساب تعداد
	کبھی گھٹی نہیں۔ وہ بدچلن چنچل کمسن سال
	اور بدخصال چھنال جس نے معلم الملکوت
	ایسے تیز تجربہ کار اور استاد دم باز اور
	زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
	پٹی نہیں۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن
	آتش دان کے گرم کرنے کا کول شرفا
	کے افسانۂ ذلت اور رسوائی کی شہرت
	دینے کا بے ڈول ڈھول۔ عاشقوں کے
	داغ دار دل کے توس کرنے کا فرائی پان
	گلستانِ فسق و فجور کا ہمیشہ بیدار
	پاسبان۔ بادیۂ عشرت کا پرانا غول
	حسن کے تجارتی جہاز کے پال اڑانے
	اور لگانے کا مضبوط مستول۔ ستم
	کیشوں کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔
	بازارِ حسن و عشق کا مشہور دغاباز اور
	فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا
	وہ انجن جو ہمیشہ رواں ہے۔ دل جلوں
	کے مارنے کی وہ توپ جس میں بارود کی
	نہ دھواں ہے۔ خونیں جگروں کے شتابِ
	گلفام کی پُرستہ معجون کے روغنے کا شیشہ
	حیلہ و فریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔
	عیاشوں کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی

لفظ	معنی
	دواؤں کی قرابادین - بیسوا اپنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا امیر ادب کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جس کا ہر حلقہ گرداب بلا ہے - وہ اخگر جس سے ہزاروں دل دادوں کا خرمن امید جلا ہے - وہ بیلون جو بجز دوسروں کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہیں - وہ بم کا گولا جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہیں - وہ رہزن جس کی کسی پینل کوڈ میں کوئی تعزیر نہیں - وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہیں - بگڑنے والوں کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرما میٹر[1] جس میں خطا نہیں - مریض درد والم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس میں بجز شربت مرگ کوئی دوا نہیں - وہ صنم جس کے خم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہیں آیا وہ سمندر جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی و ہشیاری کو جوش نہیں آیا وہ عاشق گر جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑوں میاں مجنوں اور ہزاروں فرہاد بنائے - وہ کافر جس نے لاکھوں کعبۂ دل توڑ کر کروڑوں بتخانۂ بیداد بنائے - وہ بوم جس کا ویرانہ امیر کا کاشانہ ہے - وہ لالچی مرغ زر و جواہر
	جس کا دانہ ہے - عاشقوں کے پہلو کا ایذا رساں پھوڑا - شوریدہ پشت عیاشوں کی ادب آموزی کا کوڑا - وہ عمان بلا جس میں ایک مرتبہ ہر نا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے غوطہ کھایا ہے - وہ سمندر جس میں غوطہ خوروں نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا پایا ہے - وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے - وہ کھرل جس میں عاشقوں کا دل آن کی آن میں پس کر گرد ہو جائے - وہ جونک جو تندرستوں کے بدن میں ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہیں - وہ فساد کی شیشی جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہیں - وہ اژدہا جو اپنی سانس کی کشش اور کوشش بیجا سے دور دور سے روز تازہ شکار کھینچ لائے - وہ بے پیر بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی پلائے - وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی میں چڑھا نہیں وہ پھانسی کی رسی کا حلقہ جس کی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب میں شوق سے بڑھا نہیں - رنڈیوں کی محفل گرم بازاری کا پُر نور لیمپ - قرمساقوں کے لشکر نحوست پیکر کا محفوظ کیمپ - رجواڑوں اور شہزادوں کی دولت کی بالائی

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ -
[2] دواخانہ ۱۲ -

لفظ	معنی
	اُٹھانے کا کف گیر۔ مجسّم ریاستِ شکمی تعلقۂ لاخراج جاگیر۔ تماش بینوں کے سیاہ نامۂ اعمال کا شیرازہ۔ دنیا سے سیدھے دوزخ میں جانے کا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ۔ عیاشوں کے بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا میں گنہگاروں کے عذاب کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتبِ عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال۔ دلدادوں کی جان کا جنجال۔ امیرزادوں کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ۔ چھنالوں کی گرو گھنٹال۔ تماش بینوں کی سزائے اعمال۔ خوانِ حُسن کا سرپوش۔ جو نما گندم فروش۔ ایک مجسم شخصیم لالچی تند خو غضبناک بیباک بے رحم اور بے مروت دلالہ۔ فرعون کی ماں شیطان کی خالہ۔
قرمساق	نائیکا جی کا وزیر۔ حیرت انگیز تعویذ تسخیر۔ رنڈیوں کا ظفر تکیہ۔ بڑی بی کا گاؤ تکیہ مریضِ عشق کے لیے اکسیر بحران۔ دادی گیاہ الفت کی خلاصی کی غیرمستر و نظیر۔ شریف زادوں کی بے آبروئی کا اخبار۔ مہ وشوں کے حُسن کی شہرت کا اشتہار۔ شیطان کی خاص سواری کا گھوڑا۔ کوچۂ بربادی بنیادِ تماش بینی کا ایذا رساں روڑا۔ پری وشوں کا گربہ دسترخوان

لفظ	معنی
	عیاشی کی روح۔ حرام کاری کی جان عشرت انگیز خروں کے لانے بجانے کا تار۔ زانیوں کے غنچۂ دل کے کھلانے کی بادِ بہار۔ کھوٹے کھرے تماش بینوں کی آزمایش کا معیار۔ رنڈیوں کا باپ۔ رنڈیون کا چچا رنڈیوں کا یار۔ وہ سمندر جو ہزار برس تک آتش کدۂ مکر و فریب میں جلا ہے۔ وہ بڑی چوٹی کا حرامزادہ جو حوروشوں کے کنارِ عاطفت میں پلا ہے۔ رنڈیوں کے شکمی تعلقے کا پٹواری۔ آتشک۔ سوزاک۔ اور جملہ امراض سوداویہ کا بیوپاری۔ شمع رویوں کی مجلس کا حاضر باش پروانہ۔ عیاشوں کی گرفتاری کا پروانہ۔ بیسواؤں کی منفعت کا معتمد نگہبان اور حافظ۔ کسبیوں کی نابالغ چھوکریوں کا ولی محافظ۔ چھنالے کے ست نلے کا لاسا۔ حُسن و عشق کی چوسر کی بازی کا پڑا اونچا پاسا۔ رنڈیوں کے رفع ضرورت کا آلہ۔ ایک بلائے بے درماں۔ یک فتنۂ محشر در آغوش۔ ایک آفت کا پرکالہ۔ امیرزادوں کا کھلونا۔ بد معاشوں کی منت کا کھرا دونا۔ ۔۔۔شہیدوں کی مغفرت کا سہارا۔ سیماب مزاجوں کی طبیعت کے ٹھہرانے کا

لفظ	معنی
	پارا - نایکاجی کی کونسل کا قانونی ممبر شرارت اِفساد اور دغا کی چلم کا محفوظ چنبر- رنڈی بازوں کے لیے ہلالِ عید- نوجوانوں کے لیے مسرت انگیز تعویذ- وہ خاک کا پتلا جو نزار شیطان کی خاک سے بنا ہے- وہ شقی ازلی جس کو اُس کی ماں نے بڑی مشکل اور نہایت دقت سے رو رو کر جنا ہے- زناکاری کے ایوان کا سنگی ستون- مقہور مطعون- مذموم- ملعون- یا مجسم بھنگ- مجسم تاڑی- مجسم افیون- وہ ستارہ جو ہمیشہ خورشید طلعتوں کے مطلع شفقت پر چمکتا ہے- وہ بیباک صبا رفتار جو شب گردی اور کوچہ گردی میں کبھی نہیں تھکتا ہے- وہ فتنہ شرارت اور دغا جس کی زمین ہے- وہ خاہیشہ نتیجۂ افساد جس سے رنگین ہے- ستم کشتوں کی تلوار کی ڈاب- میخانۂ عشرت کے متوالوں کے دماغ روشن رکھنے کی پرانی شراب- ماہرویوں کے سلام و پیام کے صاف ہونے کا فلٹر- تمنا آرزو- وعدہ- اور توبہ کے خون کے رکھنے کا شفاف اور بے داغ کنٹر بڑی بی کا عصائے پیری- طائفہ داروں کا آلہ سخت گیری- وہ کبوتر زینۂ ادبار جس کا بام ہے- وہ قاصد کسی رنڈی کا پیام جس کا سلام ہے-

لفظ	معنی
	رنڈیوں کے خاص وعدوں کے پکنے کا تنور- معدن حرفت کا کوہ نور وارستہ مزاجوں کی ہتکڑی- بائی جی کے محل کی زندہ ڈائرکٹری- فاجرہ عورتوں کی مکاری کے لعب مسلسل بازیچۂ آشنائی کا بنانا بگاڑنا جس کے بائیں ہاتھ کا کھیل- رنڈیوں کو لوٹنا جس کا ہنر- وہ بزرگ جن کو رسوائی کا خیال نہ خدا کا ڈر- دوسرے کی بربادی کی حسرت انگیز حالت پر جس کی امید بنی بنا- وہ سعید ازلی جن کو بھلائی کرتے کسی نے دیکھا نہ سنا- باپ دادے کے حرام زادے ہونے کا جس کو غرور ہے بے غیرتی و بے تمیزی سے سرمست مخمور- دریائے ذلت سے پار اترنے کا پل- خیابانِ فریب کا تروتازہ گل- وہ متقی کسی کا پھنسانا جس کے لیے حج اکبر ہے- وہ کالا جس کا پراثر منتر ہے- فاحشہ کے ثبوت عظمت کا کفیل- رنڈیوں کا ایڈووکیٹ جنرل- اٹرنی اور وکیل- وہ مفرح معجون جو مفرح یاقوتی سے زیادہ مطلوب ہے- وہ دواء المسک جو ہر طبیعت کو موافق اور مرغوب ہے- رنڈیوں کے شکمی تعلقوں کا متولی- پیٹھ پیچھے شیر اور منہ پر بیچ شیخ نجدی کا پیارا ولی عہد- ایک حرام زادہ- ایک نمک حرام- ایک بد عہد- وہ تیرانداز امیروں کا گھر

لفظ	معنی
	جس کا نشانہ۔ وہ چند ہنسیوں کا دل جس کا آشیانہ۔ غارتگروں کی زرہ غارت گروں کا چار آئینہ۔ غارت گروں کا بکتر۔ رنڈیوں کا ناظر۔ رنڈیوں کا پیشکار۔ رنڈیوں کا محافظ دفتر۔ گرما گرم۔ ناتجربہ کار۔ اور من چلی چھوکریوں کی طبیعت کی حفاظت کا حصار۔ نایکاجی کا خزانچی۔ نایکاجی کا مہاجن۔ نایکاجی کا ساہوکار۔ کاشانۂ ذلت کی قندیل۔ مال مفت کے لیے عمرو عیار کی زنبیل۔ نوجوانوں کی آتش شوق کے لیے باد تند۔ دیتولی کے اسٹڈ کا خوش رفتار و چالاک سمند۔ تماش بینوں کے گلے کا ہار۔ خدا کی لعنت۔ خدا کی مار۔ خدا کی پھٹکار۔ رفع سوزش شوق کی پچکاری۔ باعث ذلت۔ سبب خانہ براندازی۔ بانی حرام کاری۔ وہ بچھو جس کا نیش مزہ دار اور خوش گوار۔ وہ ملا زادہ جس کی روشن رائے پر سارے حرام کاری کے قواعد و رسوم و ضوابط کے فیصلے کا مدار ہے۔ عشرت کی جھیل کی مرغابی۔ میکدۂ راز و نیاز کا مست و الا شرابی۔ مال حرام ہضم کرنے کا سوڈا واٹر۔ اقبال و ادبار کے تماشے کا تھیٹر۔ گل آتشک کا فدائی عندلیب۔ مرض عشق کے بیماروں کا مشہور اور نامی طبیب۔ نشۂ دولت کے
	خمار کے رفع کرنے کا صبوحی جام۔ عیاشوں کے طائر دل کے پھنسانے کا زمین دوز دام۔ ہفت اقلیم زناکاری کا دارا۔ کیکاؤس۔ اور جم ہے۔ وہ مرکب القویٰ دوا جو رنڈیوں کے حق میں تریاق۔ اور تماش بینوں کے حق میں سم ہے۔ وہ رئیس زادہ جو وراثت میں سنگ مثانہ اور سوزاک پاتا ہے۔ وہ ہونہار بچہ جو ماں کے پیٹ ہی میں پھول پھٹر کاٹتا اور آنکھ جھپکاتا ہے۔ ناتجربہ کار لونڈوں کے طائر دل کے بند رکھنے کی کابک۔ تماش بینوں کو ڈرانے دھمکانے اور سیدھا بنانے کا چابک۔ عیاشوں کے گال کا کالک چونا۔ پارساؤں کی ریش کا بزر قطونا۔ آب زیر کاہ۔ مار آستین۔ مورد لعنت مستحق غضب۔ مستوجب نفریں۔ وہ مجرا۔ ناچنا۔ بتانا۔ گانا۔ الاپنا جس کی تکمیل ہے۔ وہ مجرم سپاہی بزدلوں کا اٹھانا بٹھانا جس کی دلیل ہے۔ وہ باد موافق جس سے ہزاروں عاشقوں کی امید کا بیڑا پار لگتا ہے۔ وہ ٹیلیگراف کا آفس جہاں سے سارے جہان کی رنڈیوں کے مکان میں تار لگتا ہے۔ وہ ہشیار اور تجربہ کار باغبان جو گل کو غنچہ کر کے دکھائے۔ وہ منعیہ جو شہر ساران بادۂ الفت کو بحر خون

لفظ	معنی
	اور کچھ نہ پلائیے۔ وہ نامی خلیفہ جس نے فوجداری کے دنگل میں اکثر شیریں فرہاد کے جوڑوں کو لڑا دیا ہے۔ وہ بھیپیت استاد جس نے جب چاہا میدان عیاشی میں کسی کو گھٹا اور کسی کو بڑھا دیا ہے۔ تاجداران مملکت حسن کا طلائے دست افشار۔ فساد کا ٹیلا۔ مکر کا پہاڑ شرارت کا انبار۔ وہ جو عصمت کی گٹھری پر ہمیشہ جس کی نظر ہے وہ مومن بندہ جس کا پیر جس کا پیمبر جس کا خدا زر ہے۔ وہ تیز اور ہوشیار عہدہ دار جو ہر دل ابلیس کا قائم مقام رہا۔ وہ نامی گرامی حرام کاری کے کارنامے میں جس کا ہمیشہ نام رہا۔ ستم کیشوں کی جفا کی بریچ لوڈر کا کارتوس۔ ایک تیز گوئندہ۔ ایک باخبر مخبر۔ ایک بدذات جاسوس۔ دل چلوں کا دبیر۔ دل چلوں کا سفیر۔ دل چلوں کا مشیر۔ گل رخوں کا مرشد۔ گل رخوں کا پیشوا۔ گل رخوں کا پیر۔ رنڈیوں کا طوق۔ رنڈیوں کی ہیکل۔ رنڈیوں کا مالا۔ سیکڑوں کا سسرا۔ ہزاروں کا سالا۔ کسبیوں کا مایۂ عجب و نازش۔ صحیح المزاج نوجوانوں کی صحت کا باعث کاہش۔ رنڈیوں کی کمند۔ رنڈیوں کا تیر۔ رنڈیوں کی کمان۔ رنڈیوں کا دین۔ رنڈیوں کا مذہب رنڈیوں کا ایمان۔

جنوری ۱۹۰۸ عیسوی۔

راقم آزاد

چودھویں صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنی
اولڈ پاپا (پدر بزرگ والا)	الزام حرام زادگی کے سینہ فگار اور دل خراش تیر کے روکنے کی مضبوط اور محفوظ ڈھال۔ اباجان کے لیے ایک شرعی اور قانونی آلہ کارآمد و قابل استعمال۔ حقارت یا جھٹکوں کا خانگی نشانہ گاہ۔ حماقت جہالت اور بدتہذیبی کا مددگار و پشت و پناہ۔ نوجوانوں کی خود غرضانہ زرکشی کے حق میں بے خلش عمل دست غیب۔ ہمارے لیے سراپا عیب۔ پرانی روشنی کے ہزاروں ہنرمندوں کا لقب۔ مجازی نئی روشنی کے لاکھوں پرینوں کی تنہا عزت و آبرو کے لیے ایک بستیاں سوز آتش بازی۔ دنیوی ضرورت کا اسباب بیتے وقت عرق و ... کی زنبیل۔ اثبات حلال زادگی کے واسطے بے نظیر دلیل۔ تہذیب یافتہ سعادتمند اور بلند اقبال نوجوانوں کی خیالی عظمت کے گھٹانے کا ایک خطرناک آلہ۔ بداخلاقی کا زلزلہ اور بدتہذیبی کا

لفظ | معنی

بڑا نا اور گندہ پرنالہ۔ روشن خیال
لڑکوں کی آزادانہ آسایش کا چراغ
گل کرنے کو طوفان بلانشاں۔ دقیانوسی
خیالات کے اقلیم سوز کوہ آتش فشاں کا
شعلہ درگریباں دھواں دھار دخان
بے ضرورت دنیا میں رہنے اور دنیاوی
امور میں دخل دینے کو ہر وقت طیار۔
باوجود ہزاروں دل فریب ساماں
جنت پر بے دیکھے بھالے ایمان لائے
ہونے کے گورنمنٹ ملک جاودانی کی
پنشن کے نام سے بیزار۔ کاشتکاری
خلقت میں بے تمیزانہ غیر ضروری رغبت
سے شبانہ روز کوشاں۔ غیر مسلسل
بے اصول اور دقیق قانون وراثت کو
اپنے غیر محتاط عمل درآمد سے پیچیدہ بنانے
اور دولت آبائی کے منتشر اور پارہ پارہ
کرنے پر نہایت نازاں سفر ولایت کے
اخراجات کا پرامیسری نوٹ۔ داغ افلاس
چھپانے کا عمدہ پرانا کوٹ۔ سامان
عیش و عشرت مہیا کرنے کا غیبی خزانہ
چراغ خانداں کا بے وقوف مدہوش و
بے تمیز پروانہ۔ آزادی نسواں کے
لیے برق آفت۔ انیسویں صدی میں
مسلمانوں کی سب سے بڑی شامت
عورتوں کے ہولناک اور مصیبت
نشاں زنداں کا نہایت سنگدل زنداں باں
ہم لوگوں کا سبب فضیلت۔ وجہ حسرت

لفظ | معنی

اور باعث حرماں۔ محدود خیالات
اور نقص تعلیم کے سبب سارے جدید
علوم و فنون کی امداد اور فوائد سے
یک قلم بے نیاز۔ نیم وحشیانہ ڈھل مل
یقینیوں کے باعث معتقد جن و ملک
قائل شیطاں و خباثت گرویدہ انبیا
و خدائے کارساز۔ ازالہ حیثیت عرفی کا
سرسبز باغ۔ جبہ اولوالعزمی و بلند نامی کا
بدنما اور بدرنگ داغ۔ نوجوانوں
کی ہمت۔ امنگ۔ اور آزادی کا
سبب کاہش۔ اپنی حماقتوں کے
صلے میں چند بڑے اخفش نما حمقا کا
باعث نازش۔ کالے صاحبوں کی تاریکی
الواں کا روشن اکس [1] پلیے نیشن
غیر مہذب عادات اور وحشت انگیز
خصائل کا انٹرنیشنل [2] اگزبیشن۔
وہ فولادی ہتھوڑا جس نے اپنی ظالمانہ
چوٹوں سے بیسیوں ہونہار تہذیب
یافتہ نوجوانوں کی ترقی کے سر کو گنجا
کر دیا۔ وہ ڈسپاٹ (حاکم جابر)
جس نے اپنی جابرانہ حکومت اور وحشیانہ
خصلت کی بے تمیزانہ اثر پاشی سے سیکڑوں
فیشن ایبل (وضعدار) کم سن مسٹروں
کے پرستان آستاں آشیانوں کو
ان کے حق میں شکنجہ کر دیا۔ ہماری
ملکوتی آفرینش کو دنیا میں ذلت انگیز طور پر

[1] تشریح ۱۲ [2] بڑا نمائش گھر ۱۲

لفظ	معنی
	قومی سے فصل میں لانے کی بد قطع اور ناہموار کل۔ ہمارے سمندِ اولوالعزمی و آزادی کے پیروں کے پھنسا رکھنے کی نہایت بد رنگ غلیظ اور دشوار گزار دلدل۔ جاہل اور متعصب عورتوں کے ایک غول کی خانگی پرستش کے دیوتا بننے پر نازاں۔ باجی کی معصومانہ قرآن خوانی سے خوش۔ ہمارے اسباب ترقی اور سامانِ تہذیب سے لال بادۂ ارغوانی کے بدیہی اور حکیمانہ فوائد کی مذمت پر انیسویں صدی میں داد طلب۔ اپنے بوسیدہ خیالات اور غیر مسلسل آرا پر خوشامدی اور بے اصول مصاحبوں کی ایک جماعت سراپا حماقت سے ہر وقت صاد طلب۔ تقدیر کے وہمی اور خیالی ظفر تکیے پر خندہ پیشانی سے جاں نثار فرشتوں کی قدرتِ پرواز حوضِ کوثر کے آبِ جاں نواز۔ اور وجود آسمان و شیطان پر اس زمانہ عروجِ تہذیب و شائستگی میں بھی دل سے اقرار کا خوشگوار جملہ قسم کی اسپرٹ خواری سے تنگ۔ اور اسپرٹ خواروں سے برسرِ جنگ۔ فدائے افیوں۔ شیدائے چرس۔ اور عاشقِ بنگ۔ ناعاقبت اندیشانہ اور وحشیانہ استحصالِ خواہش نفسانی کی ترنگ میں نمایاں ضرر انگیز تقسیم
	جائداد کے نقصان رساں اثر دل سے بد نیتانہ چشم پوشی ہماری قسم کی اخلاقی تمدنی اور ملکی خرابیوں سے ازلی ایک دشمن۔ وہ اژدہا جس کی شعلہ فشاں سانسوں نے ہماری ترقی کے باغ کے لہلہاتے ہوئے پتوں کو جلا کر خاک کر دیا۔ وہ خونخوار بلا کہ جس نے روحِ قومی کو زمانے کے ہنڈولے میں بچپن ہی میں گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا۔ وہ مارِ گنج جو دولتِ قومی کے خزانے کے دروازے سے کبھی ہٹتا نہیں۔ وہ پودا جس کی ثمر کا دریا ہماری بد نصیبی سے گھٹتا نہیں۔ مشرقی بھولوں کو مغربی بھائیوں سے زینۂ اخلاق و موانست پر آزادانہ اور معصومانہ طور سے جذبِ حرارتِ روحِ قومی کی غرض سے بھی ملنے دینے میں ہزار رنگ سے مفسدہ پرداز۔ مہذب نوجوانوں کو حیوان سیرت وحشی نژاد عورتوں کے ساتھ زنجیرِ ازدواج میں جکڑ کر جابرانہ اور ظالمانہ ان کی ہر طرح کی دنیوی ترقیوں میں رخنہ انداز۔ کم ہمتی اور پست خیالی سے اولاد کی عبادت اور خدا پرستی کے صلے کی دستوری میں جنت میں بے خلش طور سے دائمی مزے اڑانے کا

لفظ	معنی
	امیدوار۔ ٹرانشب زندہ دار، روزہ دار۔ اور نماز گزار۔ سفر حج کے نام سے اپنے بدنما دانتوں کے گلدستے کو کھلا دینے والا۔ سفر ولایت کے مغفرت اثر ذکر پر طیش کے مارے آسمان اور زمین ہلا دینے والا۔ غیروں کے ذریعے سے باسرافِ کثیر گھر بیٹھے حج کرنے پر مغرور۔ اولاد کی تعلیم ولایت کے خرچ کے لیے ہر طرح مجبور۔ عورتوں کے تعصب و جہالت کی آگ کے بھڑکانے میں طوفان کی طرح معین۔ لڑکوں کے مہذب کوٹ پتلون اور پھندنے دار لال ٹوپی سے ہمیشہ چیں بجبیں۔ وہ روشن خیال حکیم جس کی رائے میں (سوائے ٹرکی تمام) کل ملک یورپ جہنم ہے۔ وہ عالی دماغ مدبر جس کے نزدیک سفر ولایت مسلمانوں کے حق میں سم ہے۔ گریبان تہذیب کو جنھوں نے اپنے خونریز ناخنوں سے ہندوستان میں چاک چاک کر دیا۔ ہر شربت و مفرح کو جنھوں نے فرطِ تشدد سے ہمارے حق میں زہر بجائے تریاق کر دیا۔

راقم

نئی روشنی کا ہستی سوز چراغ

سنہ ۱۸۸۵ عیسوی

نمبر ۲ چودھویں صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنی
ولایتی بی بی	دلکش۔ دلربا۔ اور دل فریب جڑی۔ میاں سے سِن میں دس بیس برس بڑی۔ حلقۂ اغیار میں اکثر وقفِ جلوہ گری۔ لباسِ انسانی میں بے پر کی پری۔ وہ جادو جو سر چڑھ کر بولے۔ وہ زندہ ترازو جو اپنے پُرفسوں آنکھوں کے پلّوں میں ہر انسان کو تولے۔ غنچۂ دلِ احباب کے کھلانے کی ہوائے بہار۔ ایک انار ۱۰۰ ...... عمدہ اور مہذب خانگی شکارگاہ۔ نزاکت۔ دلفریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمائشگاہ۔ مہذب دماغوں کے معطر رکھنے کا تہہ دار گل شبو۔ سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو۔ میاں کی نہایت معتمد مشیر۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر۔ ہمدردی کی کان محبت کی جان۔ میاں کی دولت اڑانے کا طوفان بلانشان۔ ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا۔ ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا۔ میاں کی سرتاج۔ ایک منتر اور ہزار کاج۔ ہر پیشے اور ہر کام میں نہایت آسانی اور بغیر محنت طور سے استعمال پذیر۔ میاں کی آفرینش

لفظ	معنی
	عزو مراتب اور ترقی عہد میں اکسیر تاثیر شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو۔ بے ضرر سحر پُر لذت کرامت۔ بے خطا جادو خزانۂ راحت آرام کی خوش نصیب کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت نمائش کا مصنوعی طاؤس۔ وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبوں کا دل ربا جاسوس۔ وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف اور تند شراب جس کا نشہ عزیزوں کی محبت کنبے کی رعایت۔ مذہبی حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا دے۔ وہ حور وش تجربہ کار۔ روشن دماغ اور ادا شناس دایہ۔ جو بڑے بڑے قابل ہمہ دان۔ آزاد۔ اور دوانہ مزاج۔ جوانوں کو اپنے آغوش عاطفت میں دو چار تھپکیاں بار تھپکیوں سے مثل شیر خوار بچوں کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت میں سُلا دے۔ وہ مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار جس کی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جس کی ہر حرکت دلاویز ہے۔ جس کا ہر قول میاں کے حق میں فرمان سعادت نشاں۔ جس کی ہر بات میں میاں کی نجات اور جو کہ ان کے لیے تمام عالم میں سب سے بڑھ کر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہے۔ مرض بلد اقبالی اور ناقابلیت کی صحت کا وہ چلتا ہوا
	نسخہ جس میں کبھی خطا نہیں رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی کفایت آموز انجن جس میں آگ نہیں۔ پانی نہیں ہوا نہیں۔ وہ تریاق جو اپنی اثر فشانیوں سے اپنے شوہر کی سم آلود اور ظلم انگیز حکمت عملی کے شیون خیز اور ماتم ریز ضرروں کا آسانی سے ازالہ کر دے۔ وہ آفت کار پرکار۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُر حکمت اور سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کر دے دلی مرادوں کے ملنے کی بشارت کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال۔ ہر میز کا صحت بخش اور شامہ نواز گلدستہ تیرہ گوں اور سیاہ بخت نوجوانوں کی تیرہ وش ہاون عقل کا کافوری دستہ بعض کالوں کے دنیوی امور میں مددگار اور ساز گار۔ مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت۔ پُر خلش خار۔ اور باعث ادبار۔ میاں کو ریل کی ریل پیل میں توشۂ عفت و محبت در آغوش بوسہ۔ مہذب محفل رقص و سرود میں اپنے کرتب سے غرور کا موقع۔ اور حلقۂ احباب میں غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب پرتگالی کا جام دے گھر میں عمدہ عمدہ لذیذ چیزوں کے اصرار

معنی	لفظ
اور پیار سے کھلانے میں جاں نثار کالی نانی اما سے کہیں بڑھ کر کام دے۔ میاں کو فیشن سوسائٹی میں گھٹانے بڑھانے کا آلہ۔ ایک قیامت آفت۔ ایک شرر ہزار اخگر در جگر ایک آتش کا پرکالہ۔ بازار دل میں اپنے گرما گرم اور روز افزوں سودے سلف سے میاں کے نام کو چمکانے والی۔ ہزار بار بگڑتے پر اُن کو ہزار بار بنانے والی۔ اماں جان کی شفقت۔ باجی کی ہمدردی۔ دادی اما کی ناز برداری۔ یہ سب اُس میں موجود۔ بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُس کے سامنے اظہارِ اطاعت و فرماں برداری میں سر بہ سجود۔ ہمیشہ رواں چشمۂ فیض ہمیشہ بہار گلستاں۔ اور ہمیشہ سرسبز بار آور شجر۔ طریقۂ عشرت کا ہادی مسلکِ تہذیب کا ہادی۔ اقلیم شائستگی کا ہنر مند رہبر۔ کالے بھجنگیوں کو عزت دینے اور ڈرانے کی چیز۔ سمندِ عقل و ہوش کی جولانی کے لیے مزہ دار مہمیز۔ دنیا میں عافیت اور عاقبت میں مغفرت کا ساماں۔ دوست اتالیق معلم اور جاناں۔ شتر بے مہار نوجوانوں کی مہذب تکمیل۔ ہندوستانی کے ہیبت انگیز اور دائمی دلیل۔ خوش رنگ اور صحیح التوی گھوڑ کے ڈھالنے کی مہذب اور خوشنما مشین۔ ل — کل ۱۲ —	

معنی	لفظ
مصنوعی آرائشوں اور رنگ آمیزیوں سے مجسم ارژنگ چین۔ مہذب اور خوبصورت بچوں کی ٹکسال۔ عاشق مزاج مچھلیوں کے پھنسانے کا پرتکلف جال۔	

راقم

نئی روشنی کا ہستی سوز چراغ

۱۸۹۶ء عیسوی

چودھویں صدی کی پرانی روشنی کی ڈکشنری

معنی	لفظ
نائکا جی کے امید و بیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے تنڈے اور سنڈے مرغِ طمع کا نوخیز اور امید نیز اور پری وش پر پرواز۔ بڑی بی کے اڑگڑے کی خوب صورت پریا پونی کی جوڑی بازاری اکّا۔ گزارے کی کشتی۔ کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشاں فتنۂ خفتہ کو جگاتا جس کا کام ہے۔ وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزاروں طرح کی ذلت و رسوائی کا پیام ہے۔ وہ چنچل جس کے کوتل میں شیطان کی خالہ ہے۔ وہ سیاہی جس کا سب سے کارگر اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہے۔ وہ ساقی	نوچی

لفظ	معنی
	جو با وہ خود فراموشی و بے حیائی کا پیالہ اپنے پُر بلا حلقے کے رندوں کو پلائے ۔ وہ شمع رو جو بزم عشق میں ہزاروں سوختہ تن دل کو صورت پروانہ جلائے ۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھری عشاق کے دلوں کی کم زور گردن پر پل کے پل میں پھر جاتی ہے ۔ وہ بے وفا بے مروت اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھ اپنے پالنے والوں کی طرف سے چشم زدن میں پھر جاتی ہے ۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانوں کی ذلت اور رسوائی کو طشت از بام کرکے اپنا نام کرے ۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان کے پُر اثر نشتر کو مجروح جان زخم محبت کے تہ کام کرکے بے لاگ دل کے اندر اپنا کام کرے ۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جس نے اپنا سکہ تماش بینوں کی اقلیم قلوب پر بٹھا دیا ۔ جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کے سونے کی قیمت کو کورے مغز نوجوانوں کی نظر میں گھٹا دیا ۔ تماش بینوں کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی ۔ نوجوانوں کی سب سے بڑی شامت اور بدبختی ۔ بڑھاپے میں بڑی بی کی امید اساس لاٹھی ۔ فرس قوت بہیمی کی خوب صورت سانٹھی ۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا سم آلود ہے ۔ وہ عزت و حمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہے ۔ وہ اخبار

لفظ	معنی
	ذلت بار جس کی سرخی آب رو کا خون ہے ۔ وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال سراسر جنون ہے ۔ نائکہ جی کا دل ربا آلۂ جفاکاری ۔ مشعل عفت سوز حرام کاری حرام کاری کی اونچی دکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان ۔ بوڑھے تماش بینوں کے پیسے آن کے مول سے حلوان ۔ نائکہ جی کی وہ ٹیڑھی انگلی جو تنگ نظر امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی میں کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے ۔ وہ شمع جو دن رات سوختہ دلوں کے روغن جاں سے جلتی ہے ۔ وہ مکارہ جو دن بھر میں گرگٹ کی طرح ہزاروں رنگ بدلتی ہے ۔ کبھی ڈرتی ۔ کبھی بہلتی کبھی چمکتی ۔ اور کبھی مچلتی ہے ۔ تماش بینوں کے ڈھالنے کا خوب صورت سانچا ۔ روسیاہی کا ہوش ربا طپانچا ۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی ۔ شہوت پرست نوجوانوں کی ٹھیل گاڑی ۔ نائکہ جی کے دام کا دانہ ۔ کامل آوارگی کے سکھانے کا خانہ ۔ وہ سڑی بوٹی جس پر جیفہ خواران خوان حرام کاری لڑتے ہیں ۔ وہ آوارہ اور مکارہ جس کی صحبت میں نوجوان اکثر بگڑتے ہیں ۔ خمیر بے حیائی کی وہ روٹی جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پہ بے تکلف لگتے دیکھا ۔ آتش دوزخ کی

لفظ	معنی
	وہ چنگاری جس کو سوختہ بخت نوجوانوں کی باد بربادی سے اور زیادہ سلگتے دیکھا نیچے شاعروں کے مجہول خیال میں سیماب مزاج اور سہ پارہ۔ واقع میں ذلت کا فوارہ۔ گردش کا ستارہ۔ جفاکیش عیار اور صحت سوز خام پارہ۔ شعرائے ہندی کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا پیمانہ اُن کے فرس خیال کا پڑا اترتا زیانہ۔ نایکا جی کی دستکار گاہ کا چیتا۔ تماش بینوں کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ قرمساق پروری میں طاق۔ ابلہ فریبی میں مشاق۔ وہ خود غرض جو عاشق مزاج نوجوانوں کو زرکشی کی غرض سے اپنے شکنجۂ محبت میں ہمیشہ کسے۔ زائیدۂ کسے و... کسے۔ قرمساقوں کے دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل۔ ظاہر میں سلام۔ باطن میں پیام اجل۔ چند بے غیرت لونڈوں کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کم تر ذی شعور۔ (راقم۔ آزاد) سنہ ۹۶ عیسوی

نمبر۲ چودھویں صدی کی پرانی و نئی ڈکشنری

لفظ	معنی
ڈبنی	بعض بیگمات کا جاں دار اور مزہ دار

لفظ	معنی
(بڑے چال چلن کی)	آلۂ تفریح۔ شکم عفت کی جگر خراش اور روح فرسا تیغ۔ وہ شراب خانہ خراب جو آوارہ منش بیگمات کو خوب پچتی ہے۔ وہ خانہ برانداز اور دغاباز جو حمقا اور ناتجربہ کاروں کی نگاہ کم بیں سے اکثر سم جنسی کے پردے میں چھپ کر پہنچتی ہے۔ بعض گھروں میں ہوائے بربادی بن کر چلتی ہے۔ اکثر محل سراؤں سے جان و دولت و عفت کو نکال کر نکلتی ہے۔ بیگمستان میں بربادی کی شادی۔ بدچلن اور کمزور خصلت کی عورات میں افعال شنیعہ کی بادی۔ بد نصیب مردوں کا آبرو شکن رقیب۔ شہوت پرست عورتوں کے امراض خواہش نفسانی کا پرانا طبیب۔ پٹنے پٹانے اور پٹنے والی۔ چٹنے چٹانے اور چٹنے والی۔ ایک بوسیدہ اور فرسودہ آلے کے زور پر تحریر سے ہمیشہ وقف خانہ جنگی۔ مختلف لذتوں کے حاصل کرنے کی ضرورت سے مرد و عورت کے مذاق کے مطابق استعمال پذیر ہو کر ایک سچی تصویر دورنگی۔ قطع نسل کا وہ آزمودہ۔ رحم نواز۔ لذت افزا۔ اور بے خلش نسخہ جو ہمیشہ تیر بہدف ہے۔ وہ ساحل ہزار آفت و رنقل جس میں ابر نیساں کا قطرہ پڑتے ہی تف بے آبروئی سے برق خرمن صدف ہے۔ وہ مہلک فالج جو سوا چہرۂ ننگ و ناموس امرا کے اور کہیں

لفظ	معنی
	پڑتا نہیں۔ وہ خارِ ذلت جو سوا دیدۂ
	عزت کے اور کہیں گڑتا نہیں۔ وہ
	برق دم جس کی گرماگرمی سے دل چلی اور
	سیماب مزاج بیگمات کی طبیعت میں ہمیشہ
	لذت انگیزتہ و بالا۔ جس کی بدولت
	ہر سال بیسیوں گھروں کا دِوالا مظلوم
	شوہروں کے حقوق پر مداخلت بیجا
	کی عادی۔ اکثر اونچے گھروں میں سبب
	خانہ بربادی۔ اکثر زن و شو کے
	بیچ میں ایسا سدِ سکندر جس کا آدھا
	باہر آدھا اندر۔ وہ سرنگ جس کے
	ذریعے سے محلات میں سیکڑوں قسم کی
	ذلت و بربادی کا خفیہ دخول ہوتا ہے۔
	وہ نحس اکبر جس کا سایہ پڑتے ہی ہزاروں
	قسم کی بلاؤں اور آفتوں کا نزول ہوتا ہے
	زن و شو میں ایک غیر ضروری عقدۂ حائل
	مردوں سے اکثر متنفر عورتوں پر عموماً
	مائل۔ وہ طویلہ خراب کن گھوڑی جو کم تر
	اپنے تھان پر دانہ گھاس کھاتی ہے۔
	وہ فتنہ نشان آندھیاں جو پردے میاں باغیچہ
	میں نیک نامی اور عزت کے لہلہاتے
	ہوئے پھول پتوں کو جڑ سے جھاڑ رہی
	ہے۔ گانے بجانے کے بہانے اکثر
	گھروں میں آنے جانے والی کہیں ننھی ننھے
	کہیں اپنے کو مصنوعی بنا بنانے والی ابتدائے
	بلوغ سے اپنے شوہروں سے بے جا کھٹ پٹ
	اپنے مطلب کی بیگمات سے ملتے ہی جھٹ پٹ نعمت

لفظ	معنی
	دنیا میں بلا استعانت اپنے مردوں کی
	اپنی نسل کے قائم رکھنے پر نازاں۔
	شیخ سدو کا بے غل و غش نطفہ غصب
	کرنے پر حصول ترکۂ پدری سے کہیں
	زیادہ شاداں۔ بد وضع عورتوں کے
	امراض شہویہ کی صحت کے لیے علاج
	الامراض بالمثل کے اصول سے لذت
	افزائی کے ساتھ استعمال پذیر۔ کالبد
	نسوانی میں لونڈے بازوں کی ہم حکو ستی
	تصویر۔ بال توڑ کی کیل کی طرح مشکل
	سے اندر سے نکلتی ہے۔ اس محبوبہ کی
	حکمت عملی کی ہانڈی میں مردوں کی
	دال بہت کم گلتی ہے۔ مردوں سے
	رقابت کی ہمسری پر تنتی ہیں۔
	شوہروں کو بگاڑ کر اکثر ڈومنیاں
	بنتی ہیں۔ رقیبوں پر بھولے سے بھی
	ان کی نظر محبت آفت بار ہے۔ بنیا نہیں
	ڈومنی کا یار سدا خوار ہے۔ وہ نمانمن
	جو طلا و امساک کی تائید سے بے نیاز
	ہے۔ جس کو خلاف وضع فطری
	اپنی قوت کی کامیابی پر ہمیشہ
	ناز ہے۔ چمکنے بھڑکنے بھڑکانے
	میں طاق۔ مچلتے بھڑکنے بھڑکانے
	میں مشتاق۔

راقم

آزاد

سنہ ۱۸۸۷ عیسوی

خمارستان کے تہذیب یافتہ مدکیوں کی تجارت کے جلسے کا سالانہ ڈنر

(روے داد)

حاضرین نکبت قرین

مسٹر منیک الدولہ۔ چیرمین۔
چسکی الملک۔ گورنر صوبۂ ترپاک آباد۔
مرزا خمار بیگ۔ راقم نوجو گزٹ۔
میر مہرو خاں۔ منڈالین ہانگ سانگ
سید بانبو جنگ۔ کمانڈر نحیف افواج فغفور چین
دھونڈھار خاں۔ انسپکٹر جنرل۔
چانڈو خانجات۔

مسٹر منیک الدولہ حضرات میں اپنے لئے درجے کی خوش نصیبی اور افتخار کا باعث اس کو سمجھتا ہوں کہ آج میرے نصیب یہ عزت بخش خدمت ہوئی کہ میں آپ صاحبوں سے اپنے اُس شاہنشاہ آفتاب نسب۔ عادل۔ انصاف گستر۔ پُر قوت ذی شوکت اور پُر ہیبت کے جام صحت و تندرستی کے پینے کی استدعا کرتا ہوں جسکے عہدِ انصاف مہد میں ہم لوگ کالی ناگن کو بے تکلف نگل جاتے ہیں اور وہ بد ذات اور فتنہ گر ہم لوگوں کو ڈسنے اور آزار پہنچانے کی ہمت نہیں کر سکتی۔ میرے ہاتھ میں اس وقت اُس عالی قدر بادشاہ کا جام صحت ہے۔ جس کی رعیت سے بڑھ کر کسی کی رعیت منکسر المزاج نرم طبیعت۔ اور تہذیب یافتہ نہیں۔ اور جس کی نیک نیتی اور پاک طینتی کی برکت سے افیون کی سی مفید۔ نفس کش اور مفرح چیز ہم لوگوں کے استعمال میں ہے۔ جس نے ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ آرام اور تسکین اور راحت اور بے خلش طور سے زندگی بسر کرنے کا سامان ہم لوگوں کے واسطے مہیا کر دیا ہے۔ اور جس کی بدولت قوم حکمراں نے ہم لوگوں کی جیب سے لاکھوں روپیہ پایا ہے۔ (چیرس) یہ اُسی متبرک چیز کی برکت ہے کہ ہمارے ملک کے لوگوں نے آج تک بجز اُسکی یاقوتی رنگت کے خون کی رنگت تک کبھی خواب میں نہیں دیکھی اور یہ اُسی کی کرامت ہے کہ صدہا سال سے ہمارے کان بجز سامعہ نواز آواز بانبو کے توپ بندوق کی وحشت انگیز اور ہیبت ناک اور عافیت سوز آواز سے آشنا نہیں (چیرس) یہ اُسی پری کا جلوہ ہے جس کا تصور ۱۲ بجے دن تک ہم لوگوں کو آنکھ نہیں کھولنے دیتا۔ اور یہ اُسی حور کا عشوہ ہے جس نے ہمکو ساری دنیا کی شیطانی اور نفسانی ہوسوں لذتوں اور خواہشوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ یہ رحم کا مادہ ہماری قوم میں اُسی کا خاص عطیہ ہے کہ ترکوں کے بہادرانہ طور سے لڑنے مرنے کا تذکرہ سُنکر دو دو دن تک ہم لوگوں کے ہوش پرّاں رہتے ہیں۔ اور یہ اُسی کی بخشی ہوئی بہادری کی نعمت ہے۔ کہ ہمارے ہم وطن پٹاخے کی آواز پر دست بقبضہ ہو جاتے ہیں (چیرس) ہم لوگوں کا عمدہ بریچ لوڈر مسٹر قسم ہوم کا

سالف۔ ایک قسم کی بندوق کا نام ہے ۱۲—

ایجادی بانبو ہی۔ جس کا دھواں خطے کے خطے
کو جلادے۔ اور اقلیم کی اقلیم کو خاک میں
ملادے۔ ہماری مدک کا چھینٹا چشم دور میں
کے لیے مٹروٹیوز[51] کا گولا ہی۔ اور کون آج تک
اُس کی چوٹ کھا کر سنبھلا ہی۔ (چیرس)
ہم لوگوں کا خیالی جنگی جہاز ایسا ہی جو ہمارے
چین کے سمندر سے ایک منٹ میں بحر اسود کی
موجوں پر برق کی طرح چمکنے لگتا ہی۔ اور
ہماری پینک کی ریل گاڑی ایسی ہی کہ ایک
لمحے میں ہزاروں سمندروں اور لاکھوں
پہاڑوں کو طے کرتی ہی۔ اب ہمارے
ملک میں بھی افیون کی کاشتکاری سرکاری
طور سے جاری ہوگئی ہی۔ کیونکہ ہمارا سارا
ملک اُسکا محتاج ہی۔ اور اب وہ زمان مسرت
نشان قریب ہی۔ کہ ہم لوگوں کا کروروں
روپیہ ہمارے ہی ملک میں رہیگا۔ اور
ہم لوگ مالوے اور بہار کے بار عظیم سے
دائمی طور سے سبکدوش ہوجائیں گے۔
(چیرس) - عام تجارت کی بھی ایسی ترقی
ہمارے ملک میں فضل الٰہی اور توجہ سلطانی
سے ہی جسکا ذکر ناگفتہ بہ ہی۔ تہذیب اور علم بھی
ان دنوں اوج پر ہی۔ کہ یوروپ والے بھی
جس پر رشک کرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے
کامل پروفیسر[52] لوگ ہماری یونیورسٹی میں
ہیں جو برسوں مراقبے میں ستارے اور بروج کا
حال دریافت فرماتے رہتے ہیں۔ خلاصۂ
کلام ہر قسم کی ترقیوں سے ہمارا ملک چین

٥١ - ایک قسم کی توپ کا نام ہی ١٢-
٥٢ - کسی فن کا اُستاد ١٢-

اور ممالک مفتوحہ فغفوریہ مالا مال ہی۔ اور
ہر فرقے اور ہر طبقے اور ہر درجے کی رعایا
مرفہ الحال ہی۔ اب ہم جام صحت سلطانی کو
نوش جان کرجاتے ہیں (چیرس)
بینڈ بجنے لگا۔ ٥

کھو دیا حسن مدک نے ستم ایجادوں کا
اُڑ گیا رنگ دھواں بن کے پریزادوں کا

مرزا خمار بیگ - رائتم فوچو گزٹ
یور ایکسلنسی جنٹلمن انڈ لیڈیز-
میری قسمت میں آج ایسا مشکل سبق پڑا ہی
جس کے قابل حاشا اپنے کو تصور نہیں کرتا۔
اور کبھی مجھکو اسکی امید نہیں کہ میں اپنی آج کی
اس عظیم خدمت کو پوری طرح سے اور نیک
طور سے انجام دے کر سرخرو اس جلسے سے
نکل جاؤں گا۔ میری دلی مسرت اور بڑی عزت
کی یہ بات ہی۔ کہ میرے سپرد اُس جلیل القدر
مہمان کا ٹوسٹ[53] ہوا ہی۔ جو آج اتنے بڑے
صوبے کا گورنر ہی۔ اور جس کے قلم کی نوک پر
ہم لوگوں کے اقبال و ادبار کا دار و مدار ہی۔
مجھکو فقط اس ہی کی مسرت نہیں ہی کہ میرے
سپرد ایسے عالی جاہ اور بے مثل عہدہ دار کا
ٹوسٹ ہوا ہی۔ بلکہ اسکے ساتھ وہ قلبی شادمانی
بھی ضم ہی کہ میں اپنی خوش نصیبی سے گورنر
ممدوح کا ذاتی دوست بھی ہوں۔ اور اکثر
میں نے لڑکپن میں اپنی ولایت کی چراگاہوں
میں اُن کے ساتھ چھوٹے چھوٹے سوروں کے خوشنما
اور خوش رفتار اور نیک اطوار بچوں کو چرایا تھا
جب کہ وہ اور میں گمنامی کے سمندر میں ڈوبے

٥٣ - جام صحت ١٢-

ہوے تھے - اُس وقت اس ایوانِ فیض البنیان
کے دیکھنے اور عام لوگوں کے سامنے اس
حیثیت سے پیش ہونے کا تصور تک مجھکو
نہیں تھا - اپنے معزز دوست کی ذاتی
صفتوں کا بیان کرنا یہاں تحصیل حاصل ہے -
کیونکہ آپ لوگ بھی اُنکے ذاتی دوست ہیں
اور اُنکے خلق وسیع سلیم الطبعی تحمل مہمان نوازی
ہمدردی - اور نیک نفسی کا مزہ چکھے ہوے
ہیں - اس لیے ضرور ہے کہ میں اُن کی قدرت
انتظام ملکی - اور اُسکے عمدہ نتیجوں کی طرف
رجوع کروں - اور مشتے نمونہ از خروارے
آپ لوگوں کو سناؤں - جو صفائی اور رونق
کہ سررشتہ آبکاری کی اِن کے زمانِ
حکومت میں ہوئی ہے ایسی کبھی آج تک
دیکھی نہیں گئی تھی - اور صرف شراب افیون کی
تجارت کو ترقی دینے سے اس قلیل عرصے میں
تہذیب اور علم ایسا شائع ہوا ہے کہ ہر کوچہ بازار میں
شراب خانے اور مدک خانے کثرت سے نظر آتے
ہیں - اور اُن کے دیکھنے سے نیک نیت آدمیوں
کی آنکھوں کو بڑا آرام ملتا ہے ٹیکس کی تلخ گولی کو
مصلحت ملکی اور خزانۂ خالی کے خیال سے
حکمت عملی کی مصری میں ملا کر اس چالاکی سے
اُنھوں نے ہم لوگوں کو کھلا دیا ہے جس طرح
لڑکوں کو دوا سے تلخ شہد ملا کر لیکن اور
کنٹن[۵۱] میں اس لطف کے ساتھ ٹیکس جاری ہوا
اس دوا کا ایسا اثر لوگوں پر ہوا ہے کہ ہزاروں
آدمی روزانہ خون تھوک تھوک کر اس خارستان کو
گلستان بنا رہے ہیں یہ اُنھیں کی گرمی کونسل

[۵۱] چین کے شہر ۱۲ —

اور قانون خانہ ہے - جس نے ہم لوگوں کو اس
جنگلی ملک میں ایسا محافظ صحت اور سرپرست
اطوار اخلاقی - قانون عطا کیا ہے - اور یہ اُنہی
ہی فوج کے تلنگے ہیں جن کے طفیل میں خارستان
کے اکثر شہروں اور کمپوں کے نوجوان الکحول
کی تائید سے بے نیاز ہو گئے ہیں گو اس سے
بظاہر چین کی دوا کے تاجروں کا نقصان
معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے وہ نقصان
خفیف اس فائدۂ عظیم کا مقابلہ نہیں کر سکتا -
یہ بھی ہمارے عالی مرتبہ دوست کی اعلیٰ درجے
کی سرگرمی اور عرق ریزی پر دال ہے کہ ضلع
خرابہ کے کوہی لوگوں کی زبان بھی اس سے
آشنا ہوئی اور اُنھوں نے بھی مغربی تہذیب کا
مزہ چکھا - چیف کمشنر خرابہ کی رپورٹ سے ظاہر
ہوتا ہے - کہ جب سے رم[۵۲] کو ان کوہستانی ملکوں میں
مروج کیا گیا ہے - تب سے سیکڑے میں بیس آدمی
آگے سے زیادہ قحط کی سختی اور خوف کو کم کرنے
کے لیے دار البقا میں نشیمن کرتے جاتے ہیں -
اسکا کامل یقین ہے کہ ہمارے جلیل القدر دوست
بعد انقضائے ایام خدمت گورنری اس ملک سے
جب کہ سرسبزی اور کامیابی کا ہار گلے میں ڈالے
اپنے وطن کو تشریف لے جائیں گے تو وہاں بھی
اپنے ملک کے لیے پارلیمنٹ میں بڑا اہتمام
کریں گے - اور یہ ہوم گورنمنٹ کی تحویل میں جتنے
اعلیٰ درجے کے تمغے اور خطاب ہیں سب کے سب
حاضرین نے بڑے تپاک سے گورنر کا [illegible]

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ بر آسماں نیز پرداختی

[۵۲] - نام شراب ۱۲ —

چینکی الملک - (آنکھ ملتے ہوئے) ہمارے
نامی گرامی لائق فائق دوست مرزا خمار بیگ صاحب
نے مجھ سے ناچیز کی شان میں جو تحسین آمیز کلمات
کہ غایت شفقت سے اس برگزیدہ موقع پر
فرمائے ہیں - اُس کی میں جہاں تک قدر
کروں بجا ہی - اور اس پیسے میں اُن کا
جس قدر ممنون ہوں روا ہی - میں حاشا
اپنے کو اُن تعریفوں کا سچا مستحق نہیں سمجھتا
ہوں - جس کا تاج اُنھوں نے میرے سر پر اوا
سر کو بیٹھایا ہی - مگر وہ کرتے تو کیا کرتے کیونکہ
اس قسم کے جلسوں کی اصل غرض ہی یہی ہی
کہ ایک دوسرے کی تعریف میں مغمسنج ہو اور
جہاں تک مبالغہ اس بارے میں ممکن ہو
کیا جاوے - چونکہ انسان بالطبع بعد بڑے
بڑے اہم کاموں کے کرنے اور انجام دینے
کے صلے اور داد کا خواہشمند ہوتا ہی اس لیے
یہ عمدہ طریقہ باہمی مرحبا اور حبذا کے مبادلے کا
میری راے میں نہایت مفید مطلب ہی -
(چیرس) - آج میں نے چودہ برس کے بعد
اس معزز جلسے میں اپنی بغل میں اُس پرانے
دوست کو دیکھا - جن کے زمان اڈیٹری میں
فوج گزٹ نے خاطرخواہ ترقی پکڑی ہی -
اور بہت کچھ مدد گورنمنٹ تریاک آباد کو
درخصوص امورات ملکی کے دی ہی میری حکومت
اور انتظام ملکی نے جو کچھ کامیابی اور عام پسندی
(گو وہ کیسی ہی کم کیوں نہو) حاصل کی ہی
اسکی تعریف کے سننے سے مجھے غایت درجے کی
تسکین اور شادمانی ہوتی ہی - اور درواقعی
اس کامیابی کے سارے صلے اور داد کا

میں صرف مستحق نہیں ہوں بلکہ اس کے بڑے
حصے کے مستحق ہمارے آنربل ممبران کونسل ہیں
جنھوں نے اپنے پختہ تجربے سے وقتاً فوقتاً
بر سر وقت مدد مجھکو دی ہی - اگر ایسے موقع
میں اُن کی اعانت اور امداد کو بھول جاؤں
تو بڑی احسان فراموشی ہوگی - اس وسیع
ملک کے پیچیدہ اور دقت انگیز معاملات کا
چارج جب کہ میں نے سنہ ۱۸۶۲ع میں اپنے
گرامی دوست لارڈ چیلی پونگ سے لیا تھا
اُسی وقت سے عام پسند حکمت عملی کو میں نے
اپنی کارروائیوں کا تار دہی بنایا - چنانچہ اُس کی
طرف میرے قدیم دوست نے اپنی تقریر جادو
تاثیر میں اشارہ کیا ہی - اس مملکت کے
انتظام کی باگ لیتے ہی میں نے آبکاری
کی طرف اپنی کامل توجہ مبذول کی اور اس میں
جو کچھ ترقی ہوئی ہی اُس کا حال عام شفاخانوں
یعنی شراب خانوں اور چانڈو خانوں کی تعداد کے
نقشوں کی طرف دیکھنے سے ظاہر ہو سکتا ہی
افیون کا تجربہ ہمارے ملک چین میں ساتھ
کامیابی کے ہو چکا تھا - اور اس لیے اُس پر
مجھے کامل بھروسا تھا - اور شراب نے
انگلستان کو جو فائدہ پہنچایا ہی اُس سے
میرا ذہن خالی نہ رہا - بارے الحمدللہ کہ ان
دونوں چیزوں کے شائع کرنے اور پھیلانے
سے خاطرخواہ عمدہ اور زود اثر ثمرہ ملا -
افیون نے یک قلم خونریزی - ڈاکے - بغاوت
اور خانہ جنگیوں کا انسداد کر دیا اور شراب نے
تجارت کو چمکایا یہ ضعیف القوی آدمیوں کو
ہر قسم کی محنت کرنے کی طاقت بخشی -

عہدہ داران فوجداری کے قائل کو بھاری کیا
کونسلیوں کے جیب و دامن بھر دیے۔
گورکنوں کی تعداد بڑھا دی۔ آیندہ قحط کا
کامل طور سے انسداد کیا۔ اور فروغ علم و
تہذیب مغربی سے اس وحشی ملک کے
لوگوں کے دل و دماغ کو نورانی بنا دیا۔
گو یہی لوگ اکثر مضر اور زہریلی اشیائے منشیہ کا
استعمال کر کے جان دیتے تھے اس لیے
ہمارے بورڈ کے بیدار مغز اور سرگرم افسروں
نے حسب ہدایت ہماری روشن دماغ
گورنمنٹ کے گویہی قسم کے لوگوں کو رم سے
رام کیا۔ اور اُن کی زبان کو مغربی تہذیب کا
مزہ چکھایا۔ اب یہ لوگ خرابے کی ترائی
میں تجارت کرنے آتے ہیں اور ہم نے سنا ہے
کہ حد سے زیادہ رم کو پسند کرتے ہیں۔ اور
اب اُن میں خون ریزی بھی کم ہو گئی ہے۔
اور وہ لوگ دن بہ دن پولیس مانتے جاتے
ہیں۔ فقط افیون اور شراب سے علمی
اخلاقی۔ اور تجارتی ترقی ہی نہیں ہوئی
بلکہ آیندہ کے لیے بلائے قحط کا شایستہ
عنوان سے انسداد ہو گیا۔ اور ساتھ اس کے
عمدہ محصول بیک کرشمہ دو کار سے خزانہ
شاہی بھی مالا مال ہو گیا۔ اور گورنمنٹ
فغفوریہ کے دیوالا نکلنے کا خوف جاتا رہا۔
ہوا۔ آئین کی نسبت پہلے دیسی اخباروں نے
بہت کچھ ناجائز شور و غوغا مچایا تھا۔
مگر اب اُس کے فوائد ستاروں بلکہ آفتاب
کی روشنی کی طرح ملکی لوگوں کو نظر آنے لگے

اور بعد اتنی مدت کے اُنھوں نے یہ جانا
اور مانا کہ یہاں حفظ صحت عامۂ خلائق اور
سر بستی اطوار اخلاقی خلق اللہ کے لیے یہ
قانون کیسی مجرب اور مفید اور پُراثر دوا ہے۔
چانڈو خانے اور مدک خانے اور شراب خانے
بے شک شفا خانے ہیں۔ کیونکہ ایک بڑے
حکیم نے افیون کی نسبت کہا ہے۔ ع

خود مرض و جملہ مرضہا را دوا

اور اگر اس مفید اور نفس کش چیز کے ہزاروں
فائدوں سے کوئی واقف ہوا چاہے۔ تو میں
اُس کے خیال کو پروفیسر ہیسٹنگ پو کے مشہور
افیون نامے کی طرف رجوع کردوں گا۔
اور شراب کے فوائد کے ثبوت کے لیے دلیل
لانے کی ضرورت کیا ہے۔ صرف انگلستان کی
روزافزوں ترقی کی طرف انگلی سے بتا دینا
کافی ہے۔ (چیرس) چونکہ اکثر قائم مقامان
فغفوریہ کو اس کا بہت کم موقع ہاتھ آتا ہے
کہ اپنی پبلک اور مدبر گورنمنٹ کے خیالات کو
اُس کے ممالک محروسہ کی رعایا کے سامنے اُس کی
اصلی ہیئت اور قوت سے پیش کر سکے۔ اس لیے
میں اس نایاب موقع کو غنیمت جان کر دو ایک لفظ خصوص
امورات تمدن کے کہے ہاتھ سے جانے نہ دوں گا
(سنو سنو کی آہستہ آواز) اخبار ایک عمدہ مشیر ارکین
سلطنت کا ہے اور ایک نیک نیت تہذیب یافتہ
گورنمنٹ اور ایک نیک طینت اور سخن شناس رعایا کو
بہت کچھ فائدہ مل سکتا ہے۔ اور ویسے ہی اس کے
ذریعے سے انواع و اقسام کی مشکلیں بھی انتظام
سلطنت میں واقع ہو سکتی ہیں۔ اور یہ بغاوت
اور فتنہ و فساد کا ایک تیز ہتھیار بھی بنایا جا سکتا ہے

لہ۔ مثل ۱۲۔

آج دنیا میں ہمارے ملک چین سے زیادہ خبار کی آزادی کہیں نہیں ہی۔ مگر ویسی آزادی خالی از مشکلات نہیں ہی۔ اور ویسی آزادی کو ہماری مدنی گورنمنٹ ممالک محروسہ کے لیے ناپسند کرتی ہی۔ اور خمارستان کے نیم وحشی لوگوں کے حسب حال نہیں جانتی۔ ہم لوگوں کے ممالک محروسہ کے حسب حالات موجودہ اخبار کی آزادی کے لیے ایک حد قائم کردی گئی ہی۔ اور وہ حد اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اخبار گورنمنٹ کی بجا اور بے جا مصالح ملکی کی تعریف کرے۔ جب تک اخبار ممالک محروسہ کے باشندوں کے حقوق کے ثابت کرنے میں بے التفاتی دکھاوے جب تک اخبار ہر قسم کے منحوس ٹکسوں کو حب الشفا کہے۔ جب تک اخبار چیں منڈالینوں کی ہاں میں ہاں ملاتا جاوے۔ جب تک اخبار چاپلوسی اور خوشامد ناجائز کے رنگ سے اپنے مضمون کو رنگین رکھے۔ جب تک اخبار چینی لوگوں کو بہشتی اور دیسی لوگوں کو دوزخی ثابت کیے جاوے۔ ہماری گورنمنٹ کی یہ بڑی مسرت اور تشفی کا باعث ہی کہ آج تک ہمارے چین کے اخباروں کا کب ولہجہ بہت درست ہی اور اُنھوں نے تا امروز اُن بیش بہا روغن قاز کی شکیوں اور پیپوں کا کہ جو اُن کو سرکار فغفوریہ سے (گرانٹس) یعنے بلا قیمت ملتے ہیں ایسی اچھی طرح سے استعمال کیا کہ اوڈیٹران ماہتاب نسب کے ہاتھوں میں فدائی جاں نثاری۔ سلطان پرستی۔ اور ایمان داری کے گھٹے پڑ گئے ہیں۔ (چیرس) ۔ مگر دیسی خمارستانی اخباروں کی حالت کے دیکھنے سے ابھی تک نہایت درجہ کی حسرت ہوتی ہی۔

کیونکہ اُن پر کُل یوم بسنتو کی مثل صادق آتی ہی۔ اور اُن کو ابتک گورنمنٹ فغفوریہ کا منشا صاف طور سے معلوم نہیں ہوا اور وہ کچھ نہیں جانتے کہ لارڈ لینچی التانگی نے کس لیے اس (سُنو۔ سُنو۔) ملک محروسہ کو پریس کی آزادی دی ہی۔ میں دیکھتا ہوں کہ اُن کی نافرماں بردارانہ روش آیندہ ان کی ترقیوں کی بیخ کنی کرے گی۔ اُن کو لازم ہی کہ اپنے سن اور تجربہ کار چینی اوڈیٹر بھائیوں سے اخبار نویسی کی مغز نگالی کے پکڑنے کا ڈھنگ و انداز و طرز سیکھیں اور جو آزادی کہ اُن کو دی گئی ہی اُس کا بُرا استعمال نہ کریں۔ اس موقع پر اُن چینی خاص دیسی اخباروں کا بھول جانا اور ذکر نہ کرنا بھی بڑی بے انصافی ہوگی جنھوں نے گورنمنٹ چین کی غرض اصلی کو پہلے ہی سے سمجھ کر اپنے اخبار ذریعہ روسی اخباروں کا پردہ از دیدیا ہی اور آج تک اپنے چینی بھائیوں کے ساتھ گورنمنٹ کو راضی رکھنے اور ہدردی بہتے اور خوش کرنے میں گوشش بکوشش اور دوش بدوش چلے ہیں۔ (چیرس) ان کی حسن کارگزاری کی طرف سے کبھی گورنمنٹ فغفوری غافل نہیں ہی۔ اور اُسی حسن کارگزاری کا صلہ ہی کہ ۱۸۷۴ عیسوی سے روغن قاز کی شیشیاں ملنے لگی ہیں اور اُنھوں نے اُس بیش قیمت روغن کو گورنمنٹ کی عمدہ اور زیبا حکمت عملی پر اس زور و شور اور خوشی خروش سے ملا ہی کہ اُن کے ہاتھ میں اپنے مثل اسم پر

اور مجھکو امید کامل ہے کہ میں قلیل عرصے میں
اُن کے ہاتھوں میں بھی سلطان پرستی
وفاداری - اور جاں نثاری کے زرشت
و درشت گھٹے دیکھوں گا - ٹکس کی تلخ گولی
کے کھلانے میں مجھے بھی واقعی بڑی دقت
ہوئی ہے - اور یہاں کی رعیت جو بدمزاج
لڑکوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے - بسبب
غیر مہذب ہونے کے اس نسخے نگلنے میں بہت کچھ
شرارت کرتی ہے - مگر بمدد ممبران گرامی کونسل
میں اُس خزانے کو صحت کی حالت میں لانیوالی
گولی کے کھلانے میں کامیاب ہوا - اور اب
ہماری گولی رعایا کے معدے میں فعل کر رہی ہے
اور بہت جلد اُن کو تحلیل ہونے والی ہے -
بعض صاحبوں کی یہ دلیل کہ ہوم ملیٹری خرچ کو
کم کر دیا جاے تو ٹکس قحط کی ضرورت جاتی رہتی ہے
کیونکہ بے انتہا روپیہ خمارستان کا چینی مدکیوں
کے چھیٹوں کے رنگ اُڑ جاتا ہے محض بے کار ہے
کوئی اسکو غور نہیں کرتا کہ اگر دلاوران عیش اس
ملک کی حفاظت نہ کرتے تو کیا ملک اجنبی دشمنوں
اور اندرونی بغاوت کے صدموں سے محفوظ
رہ سکتا - ابھی تک خمارستانی فوج اس قدر
لائق اور تربیت یافتہ نہیں ہوئی کہ ان پر
تکیہ کامل کیا جاے اور یہ باہر کے دشمن
کی فوج سے لڑائی کر سکیں - گو متعدد چانڈو
جو ہمارے چینی انجنیروں کے بنائے ہوے
حصار ہیں مختلف مقامات ملک میں بنائے
گئے ہیں - اور وہاں چینی رجمنٹیں رہتی ہیں -
مگر ابھی تک اُس کثرت سے یہ خیالی قلعے
نہیں بنائے گئے کہ چینی فوج کا پکن سے منگوانا
موقوف ہوسکے - اور ہوم ملیٹری کا خرچ
گھٹایا جاے - جیسا کہ میرے دوست نے
کہا ہے - میں بھی امید کرتا ہوں کہ بعد مراجعت
وطن میں کبھی خمارستان کو (جہاں میری عمر کا
بڑا حصہ گزرا ہے) نہیں بھولوں گا - اور میری
توجہ کے کنار عاطفت میں خمارستانی ہمیشہ
خدا نے چاہا تو سب سے پہلے جگہ پائیں گے -
اس تقریر کے ختم کرتے وقت ضرور ہے - کہ
میں آپ صاحبوں سے معافی چاہتا ہوں -
کیونکہ میں نے دیر تک حاضرین کو تکلیف
دی ہے - بینڈ باجا بجنے لگا - ع

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد

راقم
آزاد
فروری ۱۸۷۵ء

مولنا آزاد کا نامۂ و پیام

نئی روشنی کا نامۂ پیام

لنڈن - سوہوٹن اسٹریٹ - نمبر ۳۲۸۹۵
تاریخ ۳۰ - جولائی ۱۸۷۵ء

مائی ڈیر عفت بیگم - جب سے میں تم کو چھوڑ کر
لندن آیا ہوں - ہمیشہ تمھارے بزرگوں سے
اور محلے کے احباب کے خطوط میرے نام آتے
ہیں میرا پہلے پہل بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا لکھ کر
دریاے فراق میں کشتی ڈالنا - اور بندر بمبئی
سے جہاز دخانی پر چڑھنا کہ تمھاری فرقت
مجھپر سوار ہوئی - اکثر راتوں کو جہاز میں تمھارے
گیسوے مشکیں مو باف سرخ تنگ و چست

کلی دار پاجامے اور اکری ململ کے دوپٹے کا خیال مجھے ستایا کرتا تھا۔ حتی کہ آنکھ ذرا جھپکی اور خواب میں تم موجود۔ مگر جب سے کہ اس طلسماتی شہر لندن میں میں نے قدم رکھا روز بروز صدمۂ مفارقت گھٹتا گیا۔ اور درد جدائی کی تکلیف کم ہوتی گئی۔

اب بخدا تمھاری محبت اسی قدر اور اسی طرح کی مجھے ہے کہ جیسے کسی کو اپنی پالی ہوئی چڑیا یا کسی پیارے جانور کی محبت اور یاد ہوتی ہے۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ میں تم کو بھول گیا ہوں یا تمھاری محبت بالکل میرے دل سے مٹ گئی ہے بلکہ تمھاری حالت کا جب کہ میں اس ملک کی حور نژاد عورتوں سے مقابلہ کرتا ہوں تو تم بالکل ایک نیم وحشی جانور یا بچی کہ میرے دیدۂ تصور کے سامنے آتی ہو اور میں نہایت اس سے پچھتاتا ہوں کہ کیوں میری پیدائش ہندوستان میں ہوئی۔ کیوں نیم وحشی گوشت کے ایک بلبلے اور لوتھڑے وائی چیز کو میرا باپ بنایا گیا۔ اور کیوں تم سی معصوم نیم وحشی آدمی کے دائمی عیش و آرام پرورش کا میں ضامن ٹھہرا۔ واقعی اس سے بدنصیب دنیا میں کوئی نہیں جو اس مردم سوز خطۂ غیر مہذب ہندوستان میں پیدا ہوا ہے۔

جب تک میں تمھارے ساتھ وطن میں تھا میرا یقین اور میرا خیال یہ تھا کہ شاید مجھ سے خوش نصیب کوئی شخص دنیا میں نہیں اور شاید مجھ سے زیادہ مزے سے کوئی بھی زندگی بسر نہیں کرتا ہوگا۔ اب جو میں دیکھتا ہوں تو میں زندہ داخل بہشت ہو گیا۔ اور تم اب تک یا دیہ کو اپنا زاویہ بنائے بیٹھی ہو۔ چونکہ انصاف اور ایمان اور مروت کے بالکل خلاف ہوگا کہ میں آرام اور راحت سے زندگی بسر کروں اور تم کو اس بری حالت میں چھوڑ دوں۔ یا میں ولایت میں رہ جاؤں۔ یا کوئی دوسری شادی اس پرستان میں کر لوں۔ یا تمھارے زندہ رہنے اور مرنے کو برابر خیال کر لوں۔ اس لیے میرا خیال بہت زور سے اس طرف رجوع ہوا ہے کہ بذریعہ نامہ و پیام کے تمھارے خیالات کی صفائی کروں۔ تمکو تہذیب یافتہ بناؤں۔ تمھارے دل سے تعصب آمیز خیالات نکالوں۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ کیونکہ تم کو اس قدر استعداد ہے کہ تم میرے خطوں کو بخوبی پڑھ لیتی ہو۔ اور بغیر تائید کسی غیر کے ان کے معنی بھی نکال لیتی ہو۔ مگر ہاں اس میں دقت اسی قدر ہے کہ ایسے خطوں کا کسی محفوظ سبیل سے تمھارے پاس پہنچنا چاہیے۔

لیکن خوشی کا مقام ہے کہ میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ کیونکہ (ف) بہم پہنچا میرے خیالات کا آدمی ہے۔ اور اس کے ذریعے سے تم کو میرے خطوط ملا کریں گے۔ مگر خبردار کبھی یہ مراسلات تمھارے ابا جان یا تمھارے بھائی صاحب کی نظر سے نہ گزریں اور اگر اس میں تم غایت درجے کی حفاظت کو کام میں نہ لاؤ گی تو بڑا غضب ہو جائے گا۔ اور قیامت برپا ہوگی۔

کوہ قاف کوہ قاف۔ سبز پری۔ لال پری زرد پری۔ نیلم پری۔ پکھراج پری سطر بیڑ پری کے قصے لڑکپن سے سنا کرتا تھا اور ان قصوں کو خیالی باتیں جانتا تھا۔

مگر تمھاری جان کی قسم پریوں کا ملک یہی ہے
یہاں کی عورتیں آزادی کی ہوا کھا کر جیتی ہیں
ہر قسم کی تعلیم پاتی ہیں - ہر مجلس محفل میں بے
تکلف جاتی ہیں - گاتی ہیں - بجاتی ہیں -
ناچتی ہیں - ہر قسم کے مردوں کو خوش کرتی
ہیں - عمدہ سے عمدہ شرابیں پیتی ہیں -
متوالی بھی بنتی ہیں - سواریوں پر سیر کو
نکلتی ہیں - لباس صاف پریوں کا سا ہے
صرف پر کھونس دینے کی کسر ہے - غرضکہ جو
مصالح جو ہوتا تو اڑ بھاگتی -
میں تو یہاں پڑھنے آیا ہوں - مگر کیا خاک
کتاب دیکھوں - کوئی آن - کوئی وقت
کوئی لحظہ - تجھی تو آئینۂ خیال کسی پری وش
کے جلوے سے خالی نہیں رہتا - اکثر اوقات
تمھارا دل میں خیال آتا ہے - جب کسی فرنگن بی
واٹسالک کی گون پر آنکھ پڑ جاتی ہے - مجھے
تمھارا گرنٹ کا پاجامہ کس نفرت سے یاد آتا ہے
جب کسی کی میم ہمکو کبھی دوسرے صاحب کے
ساتھ بے تکلفانہ ناچتے کودتے دیکھتا ہوں
تمھاری شرم ایک تیر کی طرح دل کے پار
ہو جاتی ہے - جب کسی سفر زلیدی کو بیف[۵۱]
کے ٹکڑے پر ہاتھ صاف کرتے دیکھتا ہوں
تمھارا چپاتیوں کو حنائی انگلیوں سے ٹھکنا
یاد آتا ہے اور کیا جی گھبراتا ہے - جب کسی
مس کے سر سے جاں کی کلغب[۵۲] یا پیٹیم کی بو
آتی ہے - تمھارے سر کے حنا کے تیل کے خیال
اور اس کی بری بو کے تصور سے دماغ پراگندہ
ہو جاتا ہے - جب کسی خاتون کو اتنا کھیلتے وقت
پھرتی سے منی پوری ٹانگھن کی طرح تڑپ
جاتے دیکھتا ہوں اور تمھارا مرنا پیٹنا نہ
اور نخرے سے کمر کو سو جگہ سے خم دینا اور
چوکی پر سے طاق تک عطر لانے جانا یاد
ہوتا ہے - تو دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے
جب ایک روشن دماغ عورت کو دیکھتا ہوں
کہ اپنی گفتار رفتار اور ذہانت اور جودت سے
بیس بیس جنٹلمین[۵۳] یعنی شریف مردوں کو خوش
کرتی ہے تو اس وقت اس کا تاسف ہوتا ہے
کہ تم تو میرے عزیز مردوں کو دیکھ کر اس طرح
سے مرجھا جاتی تھیں جس طرح لجالو -
تمنے آج تک شاید بجز ایک آسمان کی نیلی
اور زمین کی خاکی رنگت کے اور کچھ دیکھا ہی نہیں
ایک مرغی خانے میں پیدا ہوئیں اُسی میں پلیں
اُسی میں رہیں - کھانے میں فقط مری ہوئی بکری
یا سیپ لگی مرغی کا گوشت - یا سڑی گلی مچھلی
نصیب ہوئی - پہننے کو گوٹا کناری مسہری
کی آرائش کی چیزیں ملیں - نہ عمر بھر خدا کی
قدرت کا تماشا دیکھا نہ آزادی سے سانس
لینے کی فرصت ملی - بھلا تم ہی خیال کرو کہ تم
اور ایک جانور سے کیا فرق ہے - کھانا - پینا -
سونا - یہ سب کچھ تو حیوان کو بھی نصیب ہے -
تم اگر تھوڑا سا کام اپنی موٹی عقل سے لو تو تم کو
خود معلوم ہو جائے کہ دنیا ایک قدرتی نظارہ
ہے - اور بندگان خدا اس میں عیش و آرام
کرنے آئے ہیں نہ کہ قیدی بن کے پاخانے اور
مرغی خانے میں رہتے - عورت اور مرد دونوں خدا کے

۵۱ - گاے کا گوشت ۱۲ -
۵۲ اقسام خوشبو ۱۲ -
۵۳ مرد شریف ۱۲ -

بندے ہیں - اور خدا بڑا منصف مزاج ہے -
اُس نے دونوں کو برابر بنایا ہے - مرد کی دو
آنکھ تو عورت کی بھی دو آنکھ (ناتواں
جسمانی کا ضعف اور طبعی جبن سو اسپر بحث ہو گی)
پھر کیا وجہ کہ عورتیں آزادی اور علم اور خدا کی
قدرت کا تماشا دیکھنے سے محروم رکھی جائیں
بھلا کیا یہی انصاف ہے کہ ہم لوگ عورتوں کو
قید خانے میں بند اور تمام دنیا کے تماشے
دیکھنے سے باز رکھیں - اور خود پڑھ لکھ کر
لائق بنیں - خود عمدہ سے عمدہ چیز کھائیں
پئیں - اور اُن کو کھانے پینے نہ دیں -
مردوں کے غنچۂ دل کھلانے کے لیے عورت
باد بہار ہے - مردوں کے دماغ کی صفائی کے
لیے عورت کی محبت کا نشہ شراب حسن سے
بڑھ کر ہے - عورتوں کو اللہ نے مردوں کی
طبیعت کو ہر وقت اعتدال پر رکھنے کا آلہ
بنایا ہے - پھر ایسی حالت میں اگر عورتیں قیدیوں
کی طرح بند رہیں تو کیونکر مرد چستی و چالاکی
اور ہوش و حواس سے دنیا کے کاموں کو
انجام دے سکتے ہیں - یہاں کی عورتیں ماشاءاللہ
عورتیں نہیں ہیں - تمھارے لکھنؤ کی بیگمیں
نہیں کہ بھوت کا قصہ سنکر ڈریں - شیر کے
نام سے کانپ جائیں - توپ کی آواز سے
تھرتھرانے لگیں - بیس روز میں دالان سے
صحن خانے میں نکلیں - فقط بیکار ناز اور
نخرے میں دن رات کاٹیں - اپنے شوہروں
کو خود پردہ نشیں بنائیں - کوٹھے تک کو
نامحرم جانیں - ایک چپاتی کھانے پر غرور
کریں - حضرت عباس کی درگاہ تک جانے کو
حج کا سفر جانیں - جیتے جی ہمیں کہار سے
اپنی زندہ لاش اٹھوائیں - بکریوں کی طرح
دن بھر پان چباتی رہیں - موتیوں کے سے
دانتوں کو مسی مل ملکر سیاہ بنائیں درد سر
اور اختلاج قلب کی شکایت میں آٹھ پہر
مبتلا رہیں - کانوں کو چھید چھید کر شہد کی
مکھیوں کا چھتا بنا ڈالیں - مہندی کی تھوپن
سے ہاتھ پاؤں سرخ کریں - غیر مردوں کی
آواز سنکر وحشیوں کی طرح بھڑکیں -
جلسوں کا تماشا چلمنوں سے دیکھیں گاڑی پر
سیر کو نکلیں - پڑھنے لکھنے کے نام سے جلیں -

حوران انگلستان - ۶

وہ بلا آفت قیامت برق ہیں
کہ ایک دم میں پرانے بھوت کو سر سے
اتار دیں - ایک آن میں محل سرا سے جن کو
بھگا دیں - شیروں کے شکار کا تماشا دیکھنے
جاتی ہیں - موقع اور محل سے ہاتھی پر بیٹھ کر
گولی بھی لگاتی ہیں - پریڈ[۵۱] پر دس ہزار
بندوق اور دو سو توپ کی آواز سنتی
اور قہقہے لگاتی ہیں - سیر کرنے روم اور
جزائر اور سوئٹزرلینڈ[۵۲] کے پہاڑوں پر
مرد احباب کے ساتھ بلکہ اکثر اوقات
تنہا بھی چلی جاتی ہیں - دن بھر لکھتی پڑھتی
اور خانہ داری کا کام کرتی ہیں - شام سے
تماشا خانوں محفلوں درباروں اور جلسوں
کو زینت بخشتی ہیں - اپنے شوہروں کو
وطن میں چھوڑ کر عجائبات روزگار دیکھنے

۵۱ - قواعد کا میدان ۱۲ -
۵۲ - فرنگستان کے ایک چھوٹے سے ملک کا نام ۱۲

دور دراز ملکوں میں چلی جاتی ہیں - اور
اپنے تجربے کو پختہ کرتی ہیں - بڑے بڑے
لال کالے اور سفید رنگ والے سفیروں سے
ڈنٹ کر ہاتھ ملاتی ہیں - اور لپٹ کر خوب
ناچتی ہیں - دو دو سیر گوشت اور چار چار
بکس سارڈین مچھلی ٹفن[51] میں کھا جاتی ہیں چار چار
بوتل بیر بیسیوں بوتل شام پین کھیلتے کھیلتے
نوش جان فرما جاتی ہیں - ہندوستان میں
جانا اُن کے لیے ایک سہل اور تفریح انگیز سفر ہے
اپنے شوہروں کی ساری آمدنی ایک ایک
گھوڑ دوڑ میں خرچ کر ڈالتی ہیں - ریل پر اور فٹن پر
اور جرٹ پر اور جہاز دخانی پر ہوا کھانے
جاتی ہیں - کسی کے مرجانے سے برسوں لباس
سیاہ پہن کر سیپی کھاتی اور ناچتی گاتی اور
اُس کی روح کی دعوت میں مصروف رہتی ہیں یا
کسی مصنوعی چیز کے رنگ سے اپنے بدن اور
اپنے دانتوں کو خراب نہیں کرتیں - غیر مردوں سے
بڑے تپاک - بڑی محبت - بڑے اخلاق -
اور بڑی گرم جوشی سے ملتی ہیں - کتابیں
تصنیف کرتی ہیں - تحریریں لکھتی ہیں -
دکان میں ہر قسم کی چیز بیچتی ہیں - ہزار ہا
قسم کی تجارت کرتی ہیں - ٹیلیگراف[52] چلاتی
ہیں - بیماروں کا علاج کرتی ہیں سیتی ہیں
پروتی ہیں - پارلیمنٹ میں بحث سننے جاتی ہیں
تماشا خانوں میں سانگ لاتی ہیں - مدرسوں میں
درس دیتی ہیں - شفا خانوں میں مریضوں کی
خبر لیتی ہیں - جیل خانوں میں قیدیوں کی خبر گیری

۵۱ - ناشتا ۱۲ -

۵۲ - تار برقی ۱۲ -

اور جادو جوئی کے پیچھے جاتی ہیں - عمر بھر
پارسا بن کر گرجا میں پادری صاحبوں کے
ہاتھ پر شام و صبح توبہ کرتی ہیں - بن ٹھن کر
نماز پڑھنے تشریف لے جاتی ہیں -
خلاصہ یہ کہ دنیا میں جو کچھ مرد کرتے ہیں یہ سب
یہاں کی عورتیں بھی کرتی ہیں - اور ہمارے
ملک کے مردوں سے کہیں آرام و مسرت اور
تکلیف اور شوکت سے زندگی بسر کرتی ہیں -
اب بتلاؤ یہ عورتیں نہیں نہیں یہ فرنگستانی
پریاں اچھی ہیں یا ہمارے ملک کی بیگمات
کہ جن میں تم بھی ہو - میں نہایت افسوس کرتا ہوں
کہ کیوں میں تم کو اپنے ساتھ نہ لایا - وگرنہ آج تک
تمکو تراش خراش کر اپنے مطلب کا بنا لیتا
اور تمھارے تیرہ و تار دل میں نئی روشنی کا چراغ
جلا دیتا - اگر تم میرے ساتھ ہوتیں تو مجھے بہت
کچھ فائدہ پہنچتا - کیونکہ یہاں میم والے آدمی
کی مجرد سے زیادہ قدر و منزلت ہوتی ہے -
اور وہ ہر قسم کے جلسے اور صحبت اور مجلس اور
دربار میں بلایا جاتا ہے - اور ہر قسم کے لوگ عموماً
اُس کی بڑی خاطر کرتے ہیں - خصوصاً مجرد لوگ تو
اُس کو پوجتے ہیں - پھر ایسی حالت میں اگر میں
تم کو اپنے ساتھ لاتا تو گویا سارا لندن تمھارا
تماشا دیکھتا - اور ہزاروں میم تم سے ملاقات
کرنے آتیں - بیسیوں نوجوان لارڈ[53] اور ڈیوک
روز مجھ سے ملنے آتے - کیونکہ تمھارے ملک کی
تو کوئی عورت یہاں آئی ہی نہیں اس لیے تمھاری
خاطر حد سے زیادہ ہوتی - اور تم کو ہر کوئی گلے کا ہار بناتا

۵۳ - اِن القاب سے بڑے بڑے نواب اور
اُمرا پکارے جاتے ہیں ۱۲

اور میرا کام مفت میں نکلتا۔ یہاں عورتوں کی
سفارش ہر قسم کی سفارش سے زور آور پُر اثر ہی
ان کی سفارش سے بڑے بڑے جلسوں کا ممبر بنتا ہی
ان کی سفارش سے عہدہائے جلیلہ ملتے ہیں ان کے
ذریعہ سے اعلیٰ درجے کی صحبتوں میں رسائی ہوتی ہی
ان کی سفارش سے وزرا کی حکمت عملی میں فرق آجاتا ہی
ان کے دباؤ سے بڑے بڑے مدبر اپنی رائے بدل ڈالتے ہیں
القصہ کوئی کام ایسا نہیں ہی جو تمھاری محبوبوں کی
تائید اور توجہ سے نہ نکل سکتا ہو۔ پھر ایسی حالت میں
تم ہی خیال کر سکتی ہو کہ تمھارے یہاں چلے آنے اور
رہنے سے مجھکو کیا فائدہ پہنچتا اور میری رسائی
کیسی چمک جاتی۔ غالباً اس خط کو پڑھکر
تمھارے دل میں گدگدی اٹھے کہ تم بھی
یہاں آکر اپنی مغربی بہنوں کے ساتھ ان
جنتی مزوں کی حصہ دار بنو جن کو اللہ تعالیٰ
نے مرد و عورت دونوں کے لیے دنیا میں
اُتارا ہی۔ تمھارا آنا یہاں کچھ مشکل نہیں ہی
بشرطیکہ تم ہمت کرو۔ اور تعصب اور رسم
ناجائز کی زنجیر کو ایک بار توڑ ڈالو۔ مگر جب تک
کہ تمھارے باپ (جن کو میں ایک بڈھے
اور نیم مردہ قاز سے تشبیہ دے سکتا ہوں)
زندہ ہیں۔ البتہ بہت سی دقتیں پیش آئیں گی
کیونکہ وہ شخص نہایت متعصب اور تیرہ عقل
ہی۔ اور اس کا بیٹا بے جوہر بالکل تہذیب
مغربی کے اثر سے خالی ہی۔ اس شخص کے
جو خطوط میرے نام یہاں آتے ہیں ان کے
مطالعے سے میرا وقت بے کار ضائع ہوتا ہی
کیونکہ ان خطوط کو بخوبی بد تہذیبی۔ حماقت
اور تعصب کا ایک مجموعہ کہا جا سکتا ہی۔

ان خطوں کے مضامین پڑھکر کبھی تو بے
اختیار مجھے ہنسی آتی ہی۔ اور کبھی غصے سے
میرا چہرہ سرخ ہو جاتا ہی۔ میرا قصد ہی کہ
عنقریب ان لوگوں سے نامہ و پیام بند کر دوں
کیونکہ ایسے لوگوں سے مراسلات رکھنے میں
میرے نازک اور روشن دماغ کے خراب
ہو جانے کا ڈر ہی۔ جب تک یہ بڈھے بیوقوف
زندہ ہیں تمھارا ہندوستان سے قدم نکالنا
خالی از دقت نہیں ہی۔ اور وہاں کے قوانین
قومی کے مطابق ایک طرح غیر ممکن معلوم ہوتا ہی
مگر بہرحال تم کو اپنے خیالات کی صفائی بہت
ضرور ہی۔ اور لازم ہی کہ میرے ہندوستان
پہنچنے کے قبل تم اپنے کو زیور شائستگی
آزادی سے آراستہ و پیراستہ کر ڈالو۔ اور
میرے ساتھ عمر بھر زندگی بسر کرنے کے قابل بناؤ
کیونکہ ہندوستان میں میں وہ دل وہ دماغ
وہ مزاج وہ طبیعت وہ مادہ تہذیب اور
وہ اخلاق لے کر نہیں آنے کا جس کے ساتھ
جہاز پر سوار ہوا تھا۔ بلکہ میں اپنی قوم کا
مصلح اور تہذیب آموز بن کر آؤں گا۔
عورتوں کو آزادی دلوانے کا وکیل میں بنوں گا
تعصب اور پرانے خیالات کی زنجیریں توڑوں گا
پھر۔ ان بڑے بڑے کاموں میں میری
کامیابی زیادہ تر تمھاری تائید پر موقوف
رہے گی۔ اور گویا تمھارے ذریعے سے میں
اس کو ثابت کرنا چاہوں گا کہ ہاں بیگمات میں
بھی تہذیب یافتہ ہونے کا مادہ ہی اور وہ بھی
نئی روشنی کے مطابق اخلاق اور آزادی کو
صحیح طور سے برت سکتی ہیں۔

یہاں کی میم صاحبوں کے اخلاق کی تعریف
میں کیا کروں۔ کوئی کم بخت روز ایسا ہوتا ہوگا
کہ میری دعوت کہیں نہوتی ہو۔ چاے کی
دعوت۔ بادہ نوشی کی دعوت۔ قہوے کی
دعوت۔ کھانے کی دعوت۔ اکثر ہوا کرتی ہی
اور اکثر تہذیب یافتہ عورتیں حین ملاقات
تمھارا ذکر چھیڑتی۔ اور تمھارے حالات کی
مستفسر ہوتی ہیں۔ مگر میں اپنی عزت
سلامت رکھنے کو دروغ مصلحت آمیز پر نہ
رہتی فتنہ انگیز پر عمل کرتا ہوں۔ عورتوں
کیسے ساتھ یہاں کے مقنن صاحب نے کبھی
واللہ بڑی رعایت کی ہی۔ یعنی عورت کے
لیے کوئی سزا اس حالت میں بھی نہیں ہی جب
وہ اپنے شوہر سے بے وفائی کرے۔ دوسرے
کسی مرد سے پھنس جائے یا دل لگائے۔
کیونکہ ایسے تعلق کے کرنے میں سزا دینے سے
آزادی میں فرق آجاتا ہی۔ اس غدار شہر میں
سیکڑوں عورتیں ایسی ہیں جن سے اُن کے
شوہروں سے قانونی جدائی ہوگئی ہی۔ مگر
شوہر اُن کو عزت و آرام سے زندگی بسر کرنے
کے لیے ماہانہ ایک مشاہرہ معتدبہ دیتا ہی۔
اور وہ پوری آزادی سے اس کو خرچ کرتی ہیں
اور اپنے احباب کی صحبت میں بسر رہتی ہیں
حالانکہ تمھارے ملک کے لوگ زنانے مکان کے
جھانکنے پر گولی مار دیتے ہیں۔ خیالی بات پر
جان دیتے ہیں۔ اس قسم کا قصہ سنکر جورو کے
گلے پر چھری چلا دیتے ہیں۔ اور یہ سب بدتر
قسم کی بد اخلاقی ہی۔ جس کا تذکرہ سن کر یہاں
کی عورتیں کانپ جاتی ہیں۔

تمھارے ہم وطن بھائی کے خط کے ذریعے سے
مجھے معلوم ہوا تھا کہ اکثر تمھاری طبیعت بدمزہ
رہتی ہی۔ اور ضعف کے آثار تمھارے بشرے
سے ظاہر ہیں۔ اور حکیم لوگ سڑے ہوے
پتوں کا عرق پلا پلا کر تمھاری جان مارنے کی
فکر میں ہیں۔ اگر مجرد ضعف ہی تو اس قسم کے
بے اصول علاج پر لعنت بھیجو۔ اور اپنے بھائی
کے ذریعے سے کسی انگریزی دکان سے ایک
بوتل پرانا عرق پورٹ وائن کہ ایک نہایت
مقوی دوا ہی منگالو۔ صبح کو ایک تولہ و شام کو ایک
تولہ پیا کرو۔ پھر ہفتے بھر میں چہرہ گلنار ہوجائیگا
طاقت اور پھرتی آجائے گی۔ اور خوب بھوک
لگے گی۔ یہاں کی عورتیں ضعف میں اکثر اسی دوا کا
استعمال کرتی ہیں۔ اور ہزاروں مرتبہ یہ مجرب
عرق تجربے میں آچکا ہی۔ اسکے پینے سے ایک
مزہ دار گرمی مزاج میں آجائے گی۔ اور دل خوش
ہوجائے گا۔ کیونکہ یہ دوا مفرح ہی۔ مگر اس
گرمی سے ڈرنا نہیں۔

اب اس وقت میل کا وقت قریب ہی۔ اس لیے
میں خط کو بند کرتا ہوں۔ پھر آیندہ میل میں
تمکو میرا خط ملے گا۔

راقم

سعید ازلی

نئی روشنی کا نامہ و پیام

لندن سیوو ڈن اسٹریٹ نمبر ۳۲۸۹۶
ستمبر سنہ ۷۸ عیسوی

مائی ڈیر پاپا۔ شاید حضور یہ مختصر مفید مطلب
القاب اور اسکے نازک و پیارے اور دل نواز

معنی نہ سمجھیں۔ اور مجھسے خفا ہوں۔ کہ کیوں
میں نے مغلق اور پرشوکت الفاظ القاب
استعمال نہ کیے۔ اور کیوں ایک انگریزی
القاب سے عریضہ شروع کیا۔ لازم ہی کہ قبل
مضامین ضروری کے میں آپ کو اس کی کیفیت مُکمّل
تصریحی لکھوں۔ اس فقرے کے معنی پیارے
ابا جان ہیں۔ مگر انگریزی زبان کی ملاحت
کے سبب ان تینوں لفظوں کے اجتماع میں
ایک عجیب خوشگوار مزہ پیدا ہوا ہی جو ساری
قاموس اور صراح کے لکھنے سے بھی ممکن نہیں۔
کیونکہ مصنوعی اور اصلی طور کے اظہار محبت میں
باہم بڑا فرق ہی۔ اور مشرقی السنہ کل مصنوعی
ہیں۔ اسلیے اُن کا اثر دل پر پورا پورا انہیں ہوتا
یہاں بادشاہزادے اسی القاب سے اپنے
والد کو یاد کرتے ہیں۔ اور جب کوئی غریب
لڑکا اپنے باپ کو مائی ڈیر پاپا کہکر پکارتا ہی
اُس وقت بلا مبالغہ میری کیفیت صاف
وجد کی سی ہو جاتی ہی۔ چاہے حضور مجھسے
خفا ہی کیوں نہوں۔ مگر میں تو اپنے سچے دل
کے جوش محبت سے حضور کو اس لقب سے حاضر و
غائب پکارا اور خطاب کیا کروں گا۔ اور میں نے
اپنے چھوٹے بھائی حیدر مرزا کو بھی اس کی
ہدایت کی ہی۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ اُس کو ہمت کی
ہمت ہوگی۔ اور وہ اس لفظ کو ایسا پسند
کرے گا جیسا میں نے کیا ہی۔ کیونکہ ابتک
تو وہ اُس بدر رو میں بند ہی جہاں سے بد تہذیبی
او تعصب اور بوسیدہ خیالات کے نجس
ابخرے نکلا کرتے ہیں۔ آپ نے چلتے وقت
جو عمدہ عمدہ سرمائی کپڑے شال اور زردوزی کے

بنوا دیے تھے سب یہاں بیکار ہو گئے۔
کیونکہ ایک روز میں اُن میں سے ایک جوڑا
پہن کر ہائیڈ پارک کی سیر کو نکلا تھا۔ بلا مبالغہ
دو سو بدذات اور شریر لونڈے تالی بجاتے
ہوے میرے ساتھ ہو گئے۔ اور صاف
ہولی کے سانگ کی قطع میری بن گئی۔
اُس لباس فاخرہ سے ایک نقصان یہ بھی ہوا
کہ ہوٹل والے صاحب نے اپنا بل بڑھا دیا
اور مجھ سے بہ نسبت اور معمولی مسافروں کے
ہندوستانی شہزادہ جاننے کے سبب
روپیہ زیادہ لیا۔ مجھے بہ مجبوری یہاں
کپڑے بنوانے پڑے۔ اور قریب ۵۰۰ روپیہ
کے خرچ ہوا۔ امید کہ جلدی ہنڈوی
کے ذریعے سے آپ یہ روپیہ عنایت کریں
علاوہ اور نقصوں کے ہندوستانی لباس
سے اس سرد ملک میں اعضاے اندرونی
و بیرونی کی پوری حفاظت بھی نہیں ہو سکتی
فقط لباس سے کیا خاک حفاظت ہو اگر غذا
گرم نہ کی جاے اور عمدہ عمدہ ولایتی عرق کا
استعمال نہ ہو۔ کیونکہ یہاں مرد و زن تک تو
پانی پینا حرام جانتا۔ اور بیر یعنے جراتا اور
وسکی جو کا مرکب عرق کشیدہ پیتا ہی۔ اسی
کو آپ لوگ اپنے خیالات کے مطابق شراب
کہتے ہیں۔ اور اس بارے میں آپ لوگوں کا
سارا ایمان خانساماں لوگوں کے قول پر ہی
انھوں نے جو کچھ کہدیا وہ ہندوستانیوں
کے لیے وحی آسمانی ہی۔ یہاں آنے کے
تھوڑے روز بعد میری طبیعت بدمزہ
ہو گئی تھی۔ میں نے فوراً ڈاکٹر لینگ کو بلوایا

اُنھوں نے دوا بھی دی۔ اور مجھ سے یہ بھی کہا
کہ اگر میں روز چار پائینٹ (یعنی نا بالغ بوتل)
کلاریٹ سے کم پیوں گا تو غالباً مر جاؤں گا
اب مجبوری سے مجھے کلاریٹ کا عرق پینا پڑتا ہے
اِس خرچ کا حساب بھی وہاں نہیں ہوا تھا۔
ضرور ہے کہ اب جو آپ ایجنٹ کے نام خط لکھیں
اُس میں اِس خصوص میں ایک عام ہدایت
فرماویں کہ میری حفاظت جسمانی میں بصلاح
اطبا جو خرچ ہو اُس کا بل وہ پاس کر دیا کرے
میں یہاں نرا انگھٹہ ملا بنکر تو رہ نہیں سکتا۔
کیونکہ یہ میری طبیعت کے بالکل خلاف ہے۔ اور
علاوہ اِس کے آپ کے نام و نشاں میں بھی اس سے
فرق آئے گا۔ اور جب کہ نرا انگھٹہ ملا میں نہ بنا تو
پان تمباکو کا خرچ تو ضروری ہے۔ اور یہاں
پان تمباکو کے قائم مقام چائے قہوہ (سیگار)
اور چرٹ وغیرہ ہے۔ پس ضرور ہے کہ اس ضرورت
شدیدہ کا خیال بھی خاطر شریف میں رہے۔
میں کیا کہوں یہاں شریف کے لیے کئی ایک قسم کا
خرچ ہے۔ جو لوگ کہ ہندوستان میں رہ کر یہاں
کے حساب کا تخمینہ کیا چاہتے ہیں اُن کی یہ سراسر
حماقت ہے۔ کیونکہ کوئی تخمینہ حساب کا وہاں سے
ہو نہیں سکتا۔ اور انگریز لوگ جو وہاں ہیں
سب کے سب اپنے انداز کا خرچ بتا دیتے ہیں
یہاں جب کوئی غیر ملک کا آدمی کسی قسم کی
اچھی صحبت میں ملنا جلنا چاہے تو ضرور ہے کہ وہ
پہلے سے جیب میں حسب موقع خرچ کرنے کے لیے
کافی روپیہ رکھ لے ورنہ کبھی اس کی رسائی
ہو نہیں سکتی۔ فرض کیجیے ایک تعلیم یافتہ دوست
کی ملاقات کو جاؤں اور وہ اُس وقت اور چند

دوستوں کے ساتھ گنجفہ کھیل رہا ہو تو مجھے
ضرور یہاں کے ولایتی اخلاق کے مطابق
اُس کھیل میں شریک ہونا ہوگا۔ اور یہاں کا
کھیل اللہ کے فضل سے کوئی سادہ کھیل ہندوستان
کی طرح کا تو ہے نہیں کہ مفت میں کوئی اپنی
اوقات ضائع کرے۔ بلکہ یہاں بغیر بازی کے
کوئی کھیل ہی نہیں۔ روز شاید کروڑوں روپیہ
کی ہار جیت کی نوبت آتی ہوگی۔ پس اِس صورت میں
اس مہذب کام کی انجام دہی کے لیے خرچ کی
ضرورت ہے۔ ہاں ہاں ایک بات رہ گئی۔
کہیں آپ میری اس تحریر سے یہ نہ خیال کر لیں
کہ یہاں کے لوگ عموماً جواری ہیں۔ کیوں کہ
لفظ عزت شکن ہے۔ حالانکہ یہاں کوئی ایسی
بات نہیں ہے۔ بلکہ صرف تفریح اور عقل کی
صفائی کے لیے لوگ بعض بعض قسم کا کھیل
کھیلتے ہیں۔ یہاں کے ہوٹلوں اور مکانات
عام میں اکثر نوکروں کی جگہ خوب صورت
طرحدار تربیت یافتہ چیت اور چالاک
کمسن عورتیں ہیں۔ اور یہی لوگ ہر قسم کا کام
دن کو اور رات کو دیتی اور کرتی ہیں۔ اور
اس خوش اخلاقی اور مروت سے پیش آتی ہیں
کہ آدمی اُن پر جان دینے لگتا ہے۔ حضور کے
سر مبارک کی قسم میری تو یہ کیفیت ہے کہ بے
اختیار اِن کو مارے محبت اور اخلاق کے
گلے سے لگا لینے کو جی چاہتا ہے۔ یہ لوگ ایسی
شایستہ اور ہوشیار ہیں کہ ان پر سے ہزار انگلینڈ
صدقے کر ڈالوں تو بجا ہے۔ جب کچھ دونوں اچھی
طرح سے خدمت کرتی ہیں اور جب یہ جان لیتی
ہیں کہ اُن کا آقا یا مالک یا مسافر ہوٹل اُن سے

خوش ہوا تو وقتِ فرصت میں مسکراتی ہوئی
آتی ہیں۔ اور اس انداز سے انعام مانگتی ہیں
کہ صاف یہ جی چاہتا ہے کہ منی بیگ اٹھا کر ان
کے حوالے کر دیجیے اور جب ان کو کچھ مل جاتا ہے
تو پھر ایک پھرتی کی ادا سے گون کو جھٹک دے کر
اور سر کو جھکا کر تھینکس دے کر کمرے سے
اس طرح نکل جاتی ہیں۔ اس انعام دینے والے کو
شہید کر ڈالا۔ ان کا ہندوستانیوں کی طرح
یہ قاعدہ نہیں کہ ہر وقت انعام کے لیے دق کریں
بلکہ موقع اور محل سے خواستگار ہوتی ہیں۔ شاید
ہمارے ملک کے بعض رئیسوں کے ملازموں نے
اس قسم کی حور نژاد عورتوں سے کچھ حد سے زیادہ
ہندوستانی اخلاق برتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ یہاں بہت سے اکڈشن بچے ہو گئے۔ یہ بات
بہت بری ہوئی کہ بچہ ہو گیا۔ کیونکہ یہاں کے
اخلاق کے مطابق نمایاں طور پر ذلت بہت معیوب
ہے۔ خیر گوشت خر دندان سگ۔ اس سے مجھے
کیا کام میں نے فقط ان کی وسعت اخلاق کے
دکھانے کے لیے اس قدر بھی لکھا۔ ورنہ اس کی
کچھ ضرورت نہ تھی۔ پرسوں ایک رئیس کے مکان
میں ایک ناچ کا جلسہ تھا۔ وہاں میں بھی گیا تھا
میری جان پہچان ایک میم نے مجھ سے ناچنے کو کہا
اور اس کی خواہش تھی کہ میں اس کے ساتھ ناچوں
مگر میں نے شرمندہ ہو کر انکار کیا۔ وہ کب مانتی تھی
مجبوری سے مجھے باضابطہ اس سے لپٹ کر کودنا
پڑا اور اچکنا پڑا۔ چونکہ میرا پاؤں بے قاعدہ
پڑتا تھا۔ اس سے بڑی ہنسی ہوئی۔ اور بعض
طبیعت دار میموں نے خوب تالیاں بجائیں۔
اور بعض مسخرے صاحبوں نے ہُرّا دیا۔

دوسرے روز مجھے ایسی ندامت ہوئی کہ میں
علی الصباح ایک ناچ سیکھنے کے اسکول میں چلا گیا
اور ایک ہفتے کے دو پونڈ دے کر اپنا نام لکھوایا
اب میں تو برابر اس کی بھی تعلیم پا رہا ہوں۔ اور عنایت
ایزدی سے میرے پاؤں خوب اچھی طرح پڑنے
لگے ہیں۔ اور اسکول میں میری بڑی تعریف ہے
اور میرے ہم درس طلبا مجھے پر ہمایونی کہتے ہیں
اور یہ نام مشہور ہوتا جاتا ہے۔ اس سے یہ غرض ہے
کہ میں جانور ہوں۔ بلکہ میری قدم بازی کی
پلے سرے کی تعریف ہے۔ ناچ کے اسکول کی معلمہ
ایک معزز خاتون ہیں۔ اور وہ خود ساتھ
ناچ کر ہم لوگوں کو ناچنا بتاتی ہیں۔ حضور اس کو
سُن کر بہت خوش ہوں گے کہ اب میں کانٹے
چھری سے خوب جلد جلد کھا سکتا ہوں۔
اور کانٹے سے سارڈین مچھلی کے گوشت
بھی صفائی سے اور ضابطے کے مطابق
الگ کر لیتا ہوں۔ اور ولایتی پنیر بھی
شوق سے کھاتا ہوں۔ میرا قصد ہے کہ عمدہ
سارڈین اور ولایتی پنیر اور کچھ نمکین گوشت
حضرت والدہ صاحبہ اور حضور کے لیے بھی
آئندہ میل میں روانہ کروں۔ یہ چیزیں نہایت
مقوی اور خوش ذائقہ ہیں۔ اور یقین کلی
ہے کہ حضور نوش فرما کر غایت درجہ اس
ارادت کیش سے راضی ہوں گے۔
اما اور باجی کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوئی خط
نہیں آتا۔ اس سے میرا دل اکثر غمگین رہتا ہے
اور اکثر میں افسوس سے اس طرف خیال کرتا ہوں
کہ سات سمندر پار مجھے ان کی پیاری پیاری
باتیں سننی نصیب نہیں ہیں۔ اور نصیب ہوں تو کیونکر

آپ نے تو اپنے تعصب انگیز خیالات کے مطابق
اُن کی تعلیم ہی نہیں کی۔ اُن کو پڑھنے
لکھنے سے کیا کام پھر کون سی مشکل ہی کہ مجھ سے
اور اُن لوگوں سے نامہ و پیام ہو۔ اور
جب تک باہمی خیالات محبت آمیز کا مبادلہ
نہ ہوتا رہے کبھی محبت کا درخت سرسبز اور
تازہ نہیں رہ سکتا۔ وہ لوگ کبھی منشی صاحب
سے خط لکھوا کر بھیجا کرتی ہیں۔ اُس خط میں
بجز دعا سلام اور خاک پتھر کے کچھ بھی نہیں ہوتا
پھر ایسے خط سے مجھ دور افتادہ کی کیا تسکین
ہوگی۔ کیا اب بھی حضور تہذیب کا چشمہ
نہ لگائیں گے۔ کیا اب بھی حضور تعصب کی
زنجیر کو نہ توڑیں گے۔ کیا اب بھی حضور تعلیم
نسواں کے فوائد کو نہ دیکھیں گے۔ کیا اب بھی
حضور بہار دانش اور مینا بازار کے ورق
گنا کریں گے۔ کیا نئی روشنی کی چمک ابتک
حضور کے آرام خانے میں نہیں گئی۔ کیا ہم
لوگوں کے بڑے مغربی پیشوا کی آواز ابتک
گوش مبارک تک نہیں پہنچی۔ میں بہ منت
التماس کرتا ہوں۔ کہ اب بھی حضور خواب
غفلت سے چونکیں۔ اور دنیا کی موجودہ
اور آیندہ ضرورتوں کو غور اور توجہ سے
دیکھیں۔ خیر اماں جان کی تعلیم کا وقت تو باقی
نہیں رہا اسلیے سراسر مجبوری ہی۔ باقی رہیں
چھوٹی باجی اور منجھلی باجی۔ ان کو تو للہ
کسی سکول میں بسم اللہ کر کے داخل کر دیجیے
تاکہ قبل شادی کے زیور تعلیم و تہذیب سے
آراستہ ہو جائیں۔ جاہل عورت کو کسی مرد کے
حوالے کرنا صاف ایسا ہی ہی کہ کسی کو عمر بھر
ایک بلاے بے درماں کے ساتھ رہنے کے
لیے مجبور کیا جاے۔ مجھ کو بعض عزیزوں کے
خط سے یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ آپ کو
میری شادی کا بھی خیال ہی۔ اور آپ بغیر
اجازت میرے ادھر اُدھر وعدہ کرتے پھرتے
ہیں۔ مگر اس کا انجام اچھا نہیں ہی۔ کیونکہ
میں کبھی ایک وحشی اور غیر مہذب عورت کے
ساتھ عمر بھر رہنا پسند نہیں کروں گا۔ اور
کبھی اس خصوص میں آپ کی کوئی بات نہیں مانونگا
میرے اس التماس کو اپنے آغوش خیال میں رکھ کر
حضور میری نسبت کوئی بات کریں۔
تعلیم نسواں کے باب میں اگر آپ کے خیالات
صاف نہوں تو آپ حضور مجتہد عصر حضرت قبلہ و کعبہ
مغربی کے حضور میں حاضر ہوں اور اُن سے
اس بارے میں صلاح کریں۔ پھر وہ ہمہ وجوہ
آپ کا رفع شک کر دیں گے اور آپ کے خیالات
کی تاریکی روشنی سے مبدل ہو جائے گی۔
حیرت ہی کہ ایسا شخص آپ سے دو اسٹیشن کے فاصلے پر
رہتا ہی۔ پھر بھی آپ اُس کی صحبت تہذیب
بخش سے فیض اندوز نہیں ہوتے۔ میری راے ہی
کہ اگر حضرت قبلہ و کعبہ کی راے ہو تو مغربی کالج
میں میری بہنوں کو اللہ کا نام لے کر بڑے
دن کے دن داخل کر دیجیے۔ پھر دیکھیے زمانہ
تحصیل کے ختم ہونے پر کیسی دو حوریں گھر میں آتی ہیں
جن کی لیاقت اور سلیقہ اور نئی روشنی کی
چمک سے بزرگوں کا نام روشن ہو جاے۔
اور جن کی زیارت کو بزرگوں کی روح اپنے
مقبرے سے ہمیشہ آیا کرے۔

راقم سعید ازلی۔

نئی روشنی کا نامہ و پیام

لیڈن ہال اسٹریٹ نمبر ۱۰۹- لنڈن-
تاریخ ۴- فروری ۱۸۹ء

مائی ڈیر پاپا- حضور کو معلوم ہی کہ حضور کے احکام کی بجا آوری میں یہ ارادت اندیش کس قدر دل و جاں سے کوشش کرتا ہی- ہر میل میں عریضہ روانہ کرنا میں نے اپنا فرض سمجھ لیا ہی- کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مشرقی خیالات کے لوگوں کو اپنے عزیزوں کی خیر خیر و عافیت کے ہمیشہ نہ ملنے سے بڑا اضطراب اور سخت تکلیف ہوتی ہی- اور جب کہ دیر تک کسی عزیز دور افتادہ کی خبر نہیں ملتی تو مستورات بہت پریشانی ظاہر کرتی ہیں اور نہایت بے چین ہو جاتی ہیں اور اس کثرت سے نذر و نیاز مانتی اور کرتی ہیں اور اتنے قل آعوذیوں رمالوں اور فال کھولنے والوں کو بلواتی اور اس قدر درگاہوں میں شیرینی بھیجتی ہیں جس سے ایک خاندان کی تحویل کو بڑا نقصان پہنچتا ہے اور اس کی اسٹیٹ کی مالی قوت بہت کم ہو جاتی ہی- ایک مرتبہ بسبب کثرت اشغال کے گزشتہ اگست ۱۸۸۰ عیسوی میں کئی ہفتے کئی روز تک کوئی عریضہ ترسیل نہ کر سکا تھا- اسپر میری ہمشیرۂ مکرمہ نے کونڈا مانا تھا- جس میں آخر کار قریب تین سو روپے کے خرچ ہوا اور اس بیوقوفی کی خبر کو سن کر میں دو تین روز تک افسردہ خاطر اور ملول رہا

اور اب تک میرے دل سے اس کا صدمہ نہیں گیا- بلکہ وہ صدمہ کبھی دور نہ ہوگا کاش وہ زر خطیر کسی تہذیب یافتہ خیرات یا فائدۂ عام کے کام میں خرچ ہوتا تو بندگان خدا اس سے کس قدر فائدہ اندوز ہوتے- حضور جس سیر چشمی سے مجھکو خرچ بھیجا کرتے ہیں اس کا تہ دل سے میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہاں کے قابل احباب بھی حضور کی بلند ہمتی اور سیر چشمی کی تعریف کرتے ہیں- کبھی کبھی میرا جی چاہتا ہی کہ اپنے اخراجات کا حساب بھی حضور میں ارسال کروں مگر یہاں کے اخراجات ایسے مختلف قسم کے ہیں جن کے مفصل طور پر لکھنے کا قصد کرنے سے ایک نوجوان طالب العلم کا بہت وقت ضائع ہو سکتا ہی- اب فرض کیا جائے کہ میرا کسی معزز خاتون کی دعوت میں ۴ پونڈ خرچ ہو جائے یا ہو جاتا ہی تو میں ایسے خرچ کا حضور کو کیا حساب دوں- کیونکہ ایک قسم کی عمدہ شامپین کی قیمت سن کر تو حضور متحیر ہو جائیں گے- اور علاوہ اسکے اور بیسیوں چیزیں ایسی ہیں جن کے نام سے بھی حضور واقف نہیں- آپ اکثر سرفراز ناموں میں مجھے کفایت شعاری کے باب میں تاکید فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ حضور ایک مبلغ سنگین میری تعلیم میں خرچ کر رہے ہیں- اور صرف میری ہی تعلیم کے حضور جواب دہ نہیں بلکہ میرے اور بھائیوں کی تعلیم بھی حضور پر فرض ہی- اور علاوہ بریں ہندوستان کے امرا اور رؤسا کے جیسے اخراجات ہوتے ہیں

ویسے سیکڑوں قسم کے ضروری اخراجات حضور
کے ہی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ میری تعلیم کی اجرت
یا قیمت بہت ہے۔ مگر اس کا فائدہ بھی بندہ
نظر آئے گا۔ جب کہ میں بعد تحصیل کامیاب ہو کر
آؤں گا۔ ہندوستان کے رئیسوں کی فضول
خرچی کا حد و حساب نہیں ہے۔ اور اس الزام سے
آپ بھی پاک نہیں ہیں۔ ہندوستان کے
بے وقوف رحم دل لوگ اپنے ہر قسم کے عزیز
کو بے کار پرورش کرتے ہیں اور اس طرح
کاہلوں کی ایک فوج تیار کرتے ہیں۔
حالانکہ یہ بہت برا طریقہ پرورش ہے۔
یہاں ہر شخص اپنی قوت بازو سے کما کھاتا ہے
اور اپنی کمائی سے اپنے باپ تک کو ایک پیسہ
نہیں دیتا۔ باپ کو بیٹے اور بیٹے کو باپ سے
کچھ کام نہیں۔ ہر کوئی اپنا سیر و سامان مہیا
کرنے اور کمانے میں خود مشغول ہے۔ یہاں پر
میں مشہور ہے کہ ماں کی محبت سب سے زیادہ
ہوتی ہے۔ مگر ولایتی مائیں بھی اپنے بیٹے کا
اور کاہل بیٹیوں کو اپنے پاس آنے نہیں دیتیں
اور کسی طرح ان کی تائید نہیں کرتیں۔ مگر
ہندوستان کے سیدھے اور بے علم لوگ
خود اپنے قرابت مندوں کو تباہ اور برباد
کرتے ہیں۔ ہندوستان کے ہم وحشی لوگوں
میں ایک مہمان نوازی کا رواج بھی بہت برا ہے
یعنی اگر ایک شخص کے مکان پر دس بیس مہمان
رہتے ہیں۔ اور ان کی خاطر تواضع برابر
ایک ہی انداز سے ہوتی رہتی ہے۔ اور جب تک
مہمان صاحب رونق افروز رہتے ہیں
ان کی آؤ بھگت میں فرق نہیں آتا۔ اور

اس حماقت کا نام وضعداری ہے۔ جس لفظ کے
کوئی معنی تا اینکہ میری فہم ناقص میں نہیں آئے
وضعداری کے معنے ایک مدت تک میرے
ذہن میں بالکل ہی نہیں تھے۔ مگر اب دوسرے معنی
حماقت کے ہی معلوم ہوئے۔ جب تک میں اپنے
گھر سے نہیں نکلا تھا ہر روز ایک تازہ افسانہ
بھوت اور جن اور ڈائن وغیرہ کا سننے میں آتا تھا
اس مد میں بھی ہمارے گھر کی عورتیں ہزاروں
روپیہ ہر سال اٹھاتی ہیں۔ اور حضور اس کا
کچھ بھی انسداد نہیں کرتے۔ جب میں گھر میں
رہتا تھا ان افسانہ ہائے خوف انگیز کو سن کر
ہمیشہ روز میری ہمت پست ہوتی جاتی تھی
اور اب تک اس کا اثر میرے دل پر ہے۔ گو میں
اس نقش نامہ دیوانگی و حماقت و تعصب کو اپنی
لوح دل سے روز تہذیب کے پانی سے دھوتا
ہوں۔ مگر آج تک اس کے حروف بالکل محو
نہیں ہوئے۔ حضور بھی اللہ کے فضل سے ان
باتوں میں اماں جان اور باجی سے کم نہیں۔
کیونکہ اکثر آپ یہ ارشاد کرتے تھے کہ گلی والے
پیپل کے تلے سے ہو کر رات کو اور دوپہر کو کوئی
لڑکا نہ چلے۔ کیونکہ اس پر بڑے بدذات اور
شوریشت بھوت رہتے ہیں۔ چونکہ آپ کے
اور نیز دوسرے عزیزوں کے ایسے خیالات ہیں
اس لیے عامل اور جھاڑنے پھونکنے والے فقیر
بھی مستورات کی خاص تحویل پر خوب ہاتھ
صاف کرتے ہیں۔ بھلا کب کوئی عقلمند اور
تعلیم یافتہ ایسی خیالی باتوں کا قائل ہو سکتا ہے
ہاں البتہ قصوں کی آرائش تاریخوں کی زیبائش
کے لیے دیو۔ جن۔ پری۔ بھوت۔ یہ سب

مصنفوں نے بنائے ہیں۔ حالانکہ اِن کا
کوئی وجود فی الخارج نہیں ہے۔ اور ان کو
بھی ایک طرح کا عنقا کہا جائے تو بجا ہے۔
اگر آپ لوگوں کے خیالی عقیدے کے مطابق
جن یا بھوت ہیں تو کیا وجہ کہ یہ لوگ یورپ میں
نہیں آتے اور انگریزوں کی گردن پر سوار
نہیں ہوتے۔ جن اور چڑیل کی خصوصیت
فقط ایشیائی ممالک ہی سے کیوں ہے۔ مجھے
دو برس سے زیادہ یہاں آئے ہوا۔ مگر
آج تک میں نے جن اور چڑیل کا نام تک بھی
نہیں سُنا دیکھنا تو درکنار۔ ہندوستان میں بھی
آج تک کسی انگریز کو جن نے نہیں پچھاڑا۔
اور چڑیل نے نہیں ستایا۔ حالانکہ مسلمانی
خیالات کے مطابق وہ اکثر ناپاک رہتے ہیں۔
کیا بھوت اور چڑیل کو ہم لوگوں سے کوئی خاص
محبت ہے۔ یا وہ لوگ ہندوستانیوں پر
عاشق ہیں۔ اگر عشق ہے تو چاہیے کہ یورپ کی
عورت اور مرد کو وہ لوگ زیادہ چاہیں۔
کیونکہ اُن میں حسن زیادہ ہے۔ اور لباس
اور پوشاک بھی اُن کا ہم سے نفیس اور عمدہ ہے۔
اب میں چاہتا ہوں کہ حضور سے پیرانیوں کے
بارے میں بھی دو چار باتیں عرض کروں
کیونکہ ہم لوگوں کی مستورات کے اخراجات
ذاتی کی مد میں سب سے زبردست اور زیادہ
یہ مد ہے۔ شاید حضور کو تو پہلے نشاں سے
تحقیق ہو۔ مگر حضور کو کبھی ہمت نہ ہوگی
کہ اُن کی شان میں کچھ برا کہیں۔ میری رائے
میں پیر کھیلنا بھی جھانسے کا ایک رنگ ہے۔
اور اس پردے میں اکثر عورتیں نیک کردار

بن کر روپیہ بھی کماتی ہیں۔ اور درپردہ
مزہ بھی اُڑاتی ہیں۔ پیر کیا شئے ہے کہ کسی پر
آئے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ فکر یا غلبۂ شہوت سے
کوئی عورت مضطربانہ لوٹنے لگے۔ اس قسم کی
پیرانیاں عموماً میری معلومات کے مطابق
فاجرہ ہوتی ہیں۔ پھر باوجود علم کے آپ کو لازم
نہیں کہ ایسی عورتوں کو زنانے میں جانے کی
اجازت دیں۔ انشاءاللہ تعالےٰ میں بخیر
وہاں پہنچ کر اس کا قرار واقعی انسداد کروں گا
عورتوں کی طبیعت پر جو ایسی بدذات اور مکار
عورتوں کا قبضہ ہو جاتا ہے اس کی وجہ فقط
اُن کی جہالت ہے۔ بھلا کسی تعلیم یافتہ عورت کو
کبھی بھی کسی پیرانی یا پیر میاں سے اعتقاد ہو سکتا ہے۔
اُس روز ایک پروفیسر[۵] صاحب کی ذی اخلاق
میم صاحبہ نے اپنے باغ کے مکان میں جو شہر سے
دس میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے واقع ہے
میری دعوت کی تھی۔ اور میں تین شبانہ روز
اُن کے خاندان کے ذی جوہر اور مہمان نواز
اراکین کے ساتھ رہا۔ اور اس مسرت و خوشی سے
یہ تین روز بسر ہوئے کہ میں عمر بھر نہ بھولوں گا
ہمارے معزز مہمان نواز پروفیسر کی ایک قابل
نوجوان لڑکی ہے۔ اور اُس کو اخباروں میں
تحریریں لکھنے کی قدرت ہے۔ اور نظم بھی
کبھی کبھی لکھ لیتی ہے۔ اس نوجوان خاتون نے
مجھے تعلیم و تربیت کے متعلق بہت سی نیک
صلاحیں دیں اور عمدہ عمدہ اخلاقی سبق بھی
پڑھائے اور تین روز تک اپنی محبت سراپا عشرت
سے مجھے ایسا محظوظ کیا کہ میں تادمِ مرگ اُن کے

۵؎ کسی فن کا اُستادِ کامل ۱۲

احسانات نہ بھولوں گا واقعی جس شخص نے دنیا میں ایک قابل عالی خاندان اور ذی اخلاق خاتون انگلستان کی مہمانداری کا مزہ نہیں چکھا وہ گویا آدمیت اور مہمان پروری کے معنی ہی نہیں جانتا۔

بہت سے ناتجربہ کار لوگ یہاں آنے والے نوجوان کو یہ صلاح دیتے ہیں کہ کوئی یہاں آکر کسی قسم کی شراب مُنہ سے نہ لگائے۔ مگر یہاں آتے ہی یہاں کے حکما اور ڈاکٹر لوگ یہ غل مچاتے ہیں کہ ہم لوگ خلقی طور سے کمزور ہیں اور اگر اس سرد ملک میں مفید شراب نہ پئینگے تو ہرگز جانبر نہ ہوں گے آخر مجبوری سے اس چیز کو استعمال کرنا ہوتا ہے۔ مگر یہاں ہم لوگ حکیمانہ انداز سے حفظ صحت کے لیے تھوڑا تھوڑا کلارٹ شب کو غذا کے ساتھ پی لیتے ہیں۔ اور دعوت وغیرہ میں جب کوئی لیڈی شامپین کا گلاس دیتی ہے تو اخلاقاً اُس سے انکار نہیں کیا جا سکتا قریب قریب سارا صوبہ بہار اور حیدر آباد تاڑی باز ہے۔ اس کی شکایت نہیں۔ اور ہم کو جو کہیں ضرورت سے ولایتی تاڑی یعنی بیر اور کلارٹ پی لیتے ہیں تو ہندوستان میں غل ہو جاتا ہے۔ اور متعصب لوگ تیر ملامت کا نشانہ بنا دیتے ہیں۔ جو حضرات کہ بادہ نوشی کے خلاف میں وعظ فرماتے ہیں وہ ایک مرتبہ یہاں آزادانہ طور سے تشریف لائیں۔ اور چند روز رہیں۔ اور شامپین کا گلاس کسی میم کے ہاتھ سے نہ لیں تو بندہ البتہ تقوی کا قائل ہو۔

اور امتحاں بغیر تو یہ آپ کا غلام
قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

ایک بڑے شاعر کا مقولہ ہے۔ کہ جو نہیں پئیے گا وہ کبھی انگریزی لفظوں کو صحیح طور سے تلفظ نہیں کر سکے گا۔ اور امورات تمدن میں اس کی طبیعت کبھی نہیں لڑے گی۔ حضور اگر دس ہزار روپیہ سے میری تائید کریں تو میں یہاں شادی کر سکتا ہوں۔ اور ایک بڑی قابل حسین اور صاحب جائداد دولہن کو لے کر وہاں آسکتا ہوں۔ اُس کی طرف سے تو کورٹ شپ[1] کے لیے اصرار ہے۔ مگر میں نے چونکہ حضور کی مرضی اس بارے میں دریافت نہیں کی اس لیے مجھکو اب تک انکار ہے۔ اس میں تو شک نہیں اگر میری شادی بعد مراجعت ہندوستان میں ہوگی تو دس ہزار روپیہ مصارف بے جا اور ناچ رنگ میں خرچ ہو جائے گا۔ اور اس کے علاوہ ہزاروں روپیہ اُٹھے گا۔ اس کے سوا پچاس ہزار کا کابین جو خطِ غلامی سے کم نہیں دینا ہوگا اور اس قدر بربادی زر کے بعد ایک بدصورت سیاہ فام اور جاہل عورت ملے گی جس سے تا زیست مجھے موافقت معلوم۔ ہاں البتہ امّا جان اور ابّا جان اُس کو کمخواب کے تھان میں لپیٹ کر اور سونے سے اُس کے بدن کو جکڑ کر اُس کا تماشا دیکھیں گے۔ مگر ایسی عورت مجھ سے تہذیب یافتہ آدمی کے لیے ایک بلا سے کم نہیں۔ اور آپ کب گوارا کر سکتے ہیں کہ ایسی عورت کو جورو بنانا میں قبول کروں گا ہاں اگر میری شادی میری پسند کے موافق یہاں ہو جائے۔ اور میں اپنی بی بی کو لے کر وہاں آؤں۔ اور چورنگی میں بر لب میدان

[1] عشق ازدواجی یعنی شادی کے لیے میل جول ۱۲

ایک سو ادارا ور پُرشوکت ایوان میں ہول
تو اُس وقت حضور دیکھ سکتے ہیں کہ میری
ولایتی بی بی اپنی لیاقت اور اخلاق سے
کلکٹے کی اعلیٰ درجے کی صحبتوں میں کیسی
رسائی پیدا کرتی ہے اور روز کتنے دیسے
سے بلیں اور پارٹیں ہوتی ہیں جن کو خداوند کہتے کہتے
آپ کی زبان خشک ہوتی ہے میری میز پر
صبح شام کھاتے پیتے اور ناچتے گاتے ہیں
اور ہم لوگوں سے اور یوروپین لوگوں سے
کیسی بے تکلفی اور دوستی رہتی اور ہوتی ہے
ایسی تابع دلہن کے گھر لے جانے سے علاوہ
اور فوائد کے یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے کہ
ہماری گھر کی ساری لڑکیاں بخوبی تعلیم
پائیں گی۔ اور اخلاق سیکھیں گی۔
یوں میم ہونے کے سبب سے اماں جان اور
ابا جان اور خالہ اماں اس سے نفرت کریں
تو یہ دوسری بات ہے۔ مگر صورت سیرت
دیکھکر تو خدا کی قسم پھڑک ہی جائیں گی۔
اس بارے میں اور عزیزوں سے صلاح
کرکے حضور مجھے جلد اپنی رائے سے آگاہ
فرمائیں۔ کیونکہ اب میرا کلیجا دردِ ہجراں
سے منھ کو آتا ہے۔ اگر وقت معین پر جواب
عریضہ نہیں ملا تو شاید میں عالم اضطراب میں
کورٹ شپ شروع کردوں۔ اور اگر بعد
اس کے آپ نے خلاف میں رائے ظاہر کی
تو آپ کو رحم دینا ہوگا۔ آج شب کو
ایک معزز گورنر کی دعوت میرے مکان
میں ہے۔ اور ابھی سے اہلکاران ہوٹل
سارا سامان درست کر رہے ہیں۔ آج
میرے گھر میں عنایت ایزدی سے ہندو
مسلمان جا پائی اور انگریز ایک ساتھ
کھائیں۔ اور ایک گلاس میں پییں گے
وقت کم ہے۔ اور میل کا وقت بہت قریب ہے
اس لیے یہ عریضہ اب ختم کرتا ہوں۔
زیادہ حدِ ادب۔

عریضہ
بندہ سعید ازلی

مہذب نامہ و پیام

سِسل اسکوائر۔ لندن۔ ۲۷۔ نومبر
سنہ ۱۸۷۲ عیسوی

وقت شب پیش چراغ در عالم سرخوشی دماغ

مائی ڈیر۔ عبد الرزاق

نیم وحشی القاب و آداب پر لعنت بھیج کے
تم سے عالم تصور میں بڑے تپاک سے گوڈ ڈے
کرتا ہوں۔ اور نئی روشنی کی آتشبازی کے
دیو کو میدان خیال میں اُڑا کر تمھارے واسطے
چند عمدہ اور مفید مطلب مضامین لاتا ہوں
اور واللہ باللہ صاف اس نصیحت آمیز
و خلوص انگیز کو صد چند نقصان کا
باوا بنا دیتا ہوں۔
سنو یار۔ تمھارا نیازکیش جب سے
کہ اس طلسم خانہ لنڈن میں آیا ہے۔
اُس کے دل کی کوہ آتش فشاں کی
قطع بن گئی ہے۔ اور اُس کے دماغ سے
خیالات جدیدہ۔ اور نئی روشنی کے
نئے مضامین کا لاوا (مادہ) اس زور
وشور سے دن رات خروج کرتا رہتا ہے

کہ جس طرح فال آف نیاگرہ[1] سے شبانہ روز
پانی۔ صاف صاف یہ ہے کہ میرے غریب اور کم زور
دماغ پر مغربی پُر قوت اور تہذیب آموز
خیالات کا وہ حملہ ہے۔ جس طرح گورکھے کی
پلٹن اور سکھ کی رجمنٹیں درۂ خیبر میں دھنستی
چلی جاتی ہوں۔ اور ہر وقت میری میز پہ
ایک نوٹ بک رکھی رہتی ہے۔ جب کوئی
تازہ بات یا نیا مضمون خیال میں آجاتا ہے
فوراً قلمبند کر لیتا ہوں۔ تاکہ آیندہ سوانح
عمری کے لکھتے وقت ان یادداشت کی
کتابوں سے بر سر وقت پوری مدد ملے۔
تم کو تعجب ہوگا کہ اس ناتمام اور کم زور اور
پھیکی زبان میں میں نے تم کو کیوں خط لکھا
اور باوجودیکہ تم بھی کچھ انگریزی میں
شد بد رکھتے ہو۔ مگر تو بھی تم کو میں نے
زبان مذکور کی شیرینی سے کیوں محروم کیا
اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت اشتغال سے مجھے
اس قسم کے عالمانہ خطوں کے لکھنے کی فرصت
بہت کم ملتی ہے۔ اور جو شخص ولایت میں
نہیں آتا وہ وقت کی قدر نہیں سمجھتا ہے کہ
وقت کیا نعمت ہے۔ اور اس کو کس طرح پہ
استعمال میں لانا چاہیے۔ چونکہ میں نے دیکھا تھا
کہ جب تم مغربی مدرسے میں نیچے کے درجہ
میں پڑھتے تھے اُس وقت سے تمھارے
خیالات میں ایک قسم کی صفائی تھی۔ اور تم
غیر مدلل اور خیالی اور بے اصل باتوں کو بہت
ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ تم کو یاد ہوگا کہ
ایک روز تم نے باغ کی روش پاس یوسف
نامے ایک لڑکے کی تقریر کی بہت کچھ داد
دی تھی۔ اور وہ عربی داں ایک طالب العلم
سے وجود آسمان کو معدوم ثابت کرنے میں
گفتگو کرتا تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس برس
میں تمھارے خیالات کو اور جلا ہوئی ہوگی
میری غرض اصلی اس قدر وقت نائٹ و ایام
ضائع کرنے اور ایسے مطول اُردو خط لکھنے سے
یہ ہے کہ میں ہندوستان کے نوجوانوں کے
خیالات کو درست کر دوں۔ تم کو نئی روشنی سے
سینے کو روشن کرنے میں مدد دوں۔ اور تم بھی
اور نوجوان طلبا کے دماغ کی مرمت کرو۔
اور وہ لوگ بھی ان مضامین فوائد آگیں سے
فیض اندوز ہوں جو اپنی بدنصیبی سے
زبان انگریزی نہیں جانتے۔ اور صرف
عربی و فارسی کی کرم خوردہ بے معنی کتابیں
پڑھ کر فلاطوں اور بوعلی سینا کی ارواح سے
خواب میں مباحثہ کرتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ تم
ان بے بہا خطوں کو برباد کرو۔ یا ایسے
لوگوں کو دے دو جن کو ان کے سمجھنے
کی لیاقت نہیں۔ اور جن کے دل و دماغ
تعصب کے پکے رنگ سے رنگے ہیں۔
ہاں ویسے منصف مزاج لوگوں کے مطالعہ
کرنے کا مضایقہ نہیں جو ہونہار معلوم
ہوتے ہوں۔ یا جو انصاف کے آئین کے
پابند ہوں۔ میں ہندوستان میں کسی شخص کو
بے تکلفانہ خط نہیں لکھتا اور واقعی خانگی خطوط

[1] امریکا میں اس نام کا ایک بہت بڑا معلق آبشار ہے۔ جو کمان کی شکل میں بڑے زور سے پہاڑ پر سے کوسوں دور جا کر گرتا ہے۔ اور دنیا کے سات عجائبات میں سب سے بڑا شمار ہوتا ہے ۱۲ +

لکھتے وقت کمیت قلم کی باگ بڑے زور سے
روکے رہتا ہوں - کیونکہ خدانخواستہ اگر
علی العموم میرے خیالات جدیدہ مشتہر ہو جائیں
تو ہندوستان جانے سے بعض قسم کی تکلیف
اور بعض طرح کی ناکامیابی ہو - جیسے رفارمر
مغربی کے بعض عزیزوں کو ہوئی - اسلیے
میں نہیں چاہتا کہ ہر شخص سے دل کھول کر
باتیں کروں - اور کسی کو اپنی ضرر رسانی کا
موقع دوں - تم چونکہ میرے لنگوٹیے یار -
اور تازہ اور درست خیالات کے آدمی ہو
اور چونکہ تمھارا کاسۂ دل ترقی منزل بادۂ
تہذیب مغربی سے معمور ہے - اسلیے میں
اپنے خیالات کا پرتو ساتھ اُس کی اصلی
چمک دمک کے تمھارے دل و دماغ پر
ڈالا چاہتا ہوں - تاکہ تمکو گھر بیٹھے لندن
کے سفر کا فائدہ حاصل ہو جاوے اور
تمھاری کوشش اور ذریعے سے اور
نوجوان مسلمانوں کی بہتری بھی ہو اور
اُن کے خیالات پر بھی ولایتی اور مغربی
پالش ہو جاوے - اپنے عزیزوں کو خط
لکھنے میں مجھکو غایت درجے کی تکلیف ہوتی ہے
کیونکہ ہر فقرے اور ہر حرف کو ہندوستان
کے کانٹے میں تول کر لکھنا پڑتا ہے - مگر
کبھی کبھی پھر آخر نئی روشنی کی چمک خطوں
سے نکل ہی جاتی ہے - اور میرے عزیز
منتشر ہو جاتے ہیں - اور مجھکو دھمکاتے
اور ڈراتے ہیں - اور ملامت کرتے ہیں
اور مہمل خطوں کا تانتا لگ جاتا ہے - لندن
۵ل - متصلح ۱۳ -

اپنی تنک بہشت ہے - اور شداد کے باغ
اور جشن جمشیدی کی جو گپ سنا کرتے ہو
وہ سب اس شہر کے باغوں اور جشنوں کے
مقابلے میں گرد ہے - مگر ہاں بہشت سے
اور اس شہر سے صرف اسی قدر فرق ہے کہ
وہاں خیالی اور وہمی عقیدے کے مطابق
ہر چیز مفت ملے گی - اور یہاں بقیمت بھی
گراں ملتی ہے - اور غور کرنے سے بہشت
خیالی سے اس اصلی بہشت کو ہر بات میں
فوق ہے - دیکھو خاتونان فرنگ اور حوروں
میں کیا فرق ہے - بھلا حوریں ایسی تہذیب
یافتہ اور قابل اور سلیقہ شعار کہاں سے
ہوں گی - اور ایسے ایسے تماشا خانے وہاں
کہاں سے آئیں گے اور وہاں تو حوریں
تقسیم پا جائیں گی - اور ایک تعداد مشخص
ہر شخص کو حوروں کی ملے گی - یہ نہیں ہے کہ روز
ہر شخص اپنی حور بدل سکتا ہے - اور ہزاروں حوریں
ہر شب کو ساتھ ہر طرح کے سامان کے
باغ کریمورن مین مل سکتی ہیں - شراب بھی
وہاں ہوگی تو ایک ہی قسم کی ہوگی یہاں تو
پچاس ہزار قسم کی میوے کی فہرست بھی
معلوم ہے - یعنی صرف ایک انار تو اُس پر
وہی مثل صادق آتی ہے - یک انار و صد بیمار -
اب تم ہی بتاؤ کہ وہ خیالی بہشت اچھی کہ
یہ اصلی - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنت میں کوئی
بیمار نہ ہوگا - تو وہ بات یہاں بھی ہے کہ
جو لوگ حفظان صحت کے قواعد کو سرگرمی
سے برتتے ہیں اُن کی علالت کبھی سننے میں
نہیں آتی - اور ہندوستان میں بھی یورپ

جس قدر بیمار ہوتے ہیں اُس کا حال تُم کو
معلوم ہی۔ یہاں کی تعلیم کا طریقہ ہی کچھ
جُدا ہی۔ یہاں کھیلنے کودنے گانے ناچنے
پینے کھانے کے ساتھ پڑھنا ہی۔ پھر ایسی
تعلیم میں تو کیسا ہی بدشوق ہو گا اُس کا
بھی جی لگ جائے گا۔ لکچر سننے جاؤ وہاں
بھی ہر ٹیبل میں کھانا پینا ڈنر وغیرہ ہی۔
گھر میں جو مدرس صاحب آتے ہیں
اُس وقت بھی (پگ) کی بوتل میز پر
دھری رہتی ہی۔ ذہن کو اُس کی آگ سے
گرماتے اور پڑھتے ہیں۔ اور مدرس صاحب
بھی ایک آدھ گلاس لیتے ہیں اور چرٹ
پیتے ہیں۔ مجالس و محافل کی جان بھی گویا
بادہ ہی۔ کیونکہ بغیر اِس کے کسی مجلس کا رنگ
نہیں جمتا۔ بغیر اس کے کوئی لیڈی ناچنے
نہیں آتی۔ کوئی سوار گھڑ دوڑ میں سوار
نہیں ہوتا۔ ہر وقت دماغ کے روشن
رکھنے سے طبیعت میں ایک اعلی درجے کی
جولانی رہتی۔ اور جس طرف خیال لگاؤ پیا
لے جاؤ بسہولت تمام خیال اُدھر متوجہ
ہو جاتا ہی۔ یہاں کی تعلیم یافتہ لیڈیوں کا
اخلاق وہ چیز ہی کہ جس نے ایک مرتبہ
اُس کو زبان پر رکھا عمر بھر بداخلاقی کی
بو بھی نہ ہو۔ اس ملک کی تین حصہ ترقی
فقط عورتوں کی گرماگرمی اور لیاقت اور
اخلاق اور تعلیم کی وجہ سے ہی۔ اور اس سے
کوئی منصف مزاج انگلشمین انکار نہیں کر سکتا
جوئے کو ہندوستان میں لوگ برا جانتے
ہیں یہاں کون مقام ہی۔ جہاں اُس کا
چرچا نہیں۔ اکتوبر میں ایک شب میں نے
قریب تین سو پونڈ کے گنجفے میں جیتے۔
قبل اس کے کہ ادھر کا قصد کرو لازم ہی
انگریزی اور گنجفے میں اچھی دست گاہ
حاصل کر لو۔ اور اُن بیوقوفوں کی باتوں
کی طرف ملتفت نہ ہو جو جوئے اور تہذیب
یافتہ قمار بازی کے ناجی ہیں۔ یہ کیا ناحق
یہ بھی ایک قسم کی تجارت ہی۔ اپنے اندر
بعض دوستوں کو بھی میں نے تفریحاً
کبھی کبھی ایک آدھ بازی کھیلنے کی صلاح
دی ہی۔ اس میں بہت سے فوائد ہیں۔
ایک تو یہ کہ اچھے اچھے قابل لوگوں سے
پبلک ہوس میں ملاقات ہو جاتی اور
راہ و رسم بڑھ جاتی ہی۔ علاوہ اس سے
تمیز اور تعلیم یافتہ لوگوں سے تفریح کے وقت
مجالست اور معاشرت کی نوبت آتی ہی۔
اور یہ اس طرح ایک ناتجربہ کار اور بے تمیز
نوجوان کی خصلت بنتی ہی۔ بمصداق
کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ یہاں کی عورتیں
ہم لوگوں کو بہت پسند کرتی ہیں۔ اور
کیوں نہ پسند کریں۔ کیونکہ ہندوستان کا
کوئی قلاش تو یہاں آتا نہیں۔ بلکہ جو نوجوان
لوگ آتے ہیں وہ نامی گرامی خاندان کے
رکن ہیں۔ بنگالی بابوؤں سے مسلمانوں
کی زیادہ قدر ہی۔ اور اس کی تفصیل کی
ضرورت نہیں۔ یہاں تعلیم و تربیت بہت
سستی ہی۔ اور یہاں کے انگریز ہندوستان
کے انگریزوں کی طرح ہم لوگوں سے
الگ تھلگ نہیں رہتے۔ بلکہ سب کچھ اخلاق

کرتے اور بڑی مہربانی سے پیش آتے ہیں۔
یہاں غیر ملک و غیر مذہب صاحب کتاب سے
شادی کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں ہی۔
پھر جب کہ یہ بات ہی تو یہاں کس کو انکار ہی
نہ یہ آج کل کوئی کم بخت طالب العلم ایسا
ہوگا جو کورٹ شپ میں مصروف نہو۔
اور کورٹ شپ وغیرہ کیسا ادھر پیام آیا
اور ادھر سے ہاں۔ ہر معاملہ تیر بہدف۔
کیونکہ ہر زری کی ٹوپی والا شہزادہ ہی۔ اب
دیکھنا چاہیے کون کون یہاں سے کتخدا
جاتا ہی۔ اگر خیر میں کچھ بھی نہ ہو جیسا کہ اکثر
موقع پر ہوتا ہی۔ تو بھی جی بہلانے کے لیے
یہ عشق ازدواجی عجیب و غریب چیز ہی۔ اور
اس سے ایک نوجوان کے خیال میں بری
اور خرابی نہیں آنے پاتی۔ اور ایک نیک گھر
بار کی تکمیل کی طرف اس کا خیال لگا رہتا ہی
اور اس سے وہ ہزاروں بلاؤں سے بچتا ہی
اور لاکھوں نفع اٹھاتا ہی۔ میرے بھائی
نے مجھ کو بہت تنگ کیا ہی اس شخص کے
خیالات بالکل مولویانہ اور متقشفہ ہیں
اور وہ اپنے تر و تازہ خیالات کے مطابق
ولایت میں بھی مجھ کو چلایا چاہتا ہی۔
مگر میں حکمت عملی یعنی پولیسی کی مار سے
اس کو مارتا اور دباتا جاتا ہوں۔ اور یہ
پولیسی وہ دوا ہی کہ جو ہر مرض کے لیے
مفید ہی اور جس کا بھید کوئی کالا آدمی
ہندوستان میں رہ کر کبھی سمجھ نہیں سکتا۔
میرے ایک دلی دوست نے یہاں سے
ایک شوقیہ خط اپنی بی بی کو لکھا تھا کسی
شریر نے اس خط کو اڑا لیا اور اودھ پنچ
جو ہم لوگوں کی باتوں کو چٹکیوں میں اڑاتا ہی
ہماری کوششوں کو خاک میں ملاتا ہی۔
اور محض اس وجہ سے ہم پر پھبتیوں کی بوچھاڑ
کرتا ہی۔ کہ ہماری وضع اس کی نظر میں پھبتی
طلب معلوم ہوتی ہی۔ اس میں چھپوا دیا ہی
اس لیے میں بطور مزید احتیاط تاکید شدید
کرتا ہوں کہ کبھی میرے خطوط ایسے
اخبار نویسوں کے قبضۂ اختیار اور احاطۂ
قدرت میں جانے نہ پائیں۔ میں نے تو
اپنے دوست کو اس اخبار پر نالش کرنے کی
صلاح دی تھی مگر بعض اور احباب قانون دان
کی رائے اس کے خلاف میں ہوئی اس لیے
مقدمہ چلایا نہیں گیا۔ تاریخ کے دیکھنے
سے معلوم ہو سکتا ہی کہ سویلزیشن کی دھار
کوئی روک نہیں سکتا۔ پرانے لوگوں نے
بہت کچھ زور مارا آخر سمجھ نہ بن پڑی
عورتیں اب باہر بھی ندھیرتے آجانے نکلنے لگیں
بلکہ جلسوں میں شریک ہونے لگیں۔ پھر
ایسا ہی خدا نے چاہا تو اور باتوں کو بھی اوج
ہوگا۔ فقط اس صدی کے درماندہ بڈھوں
کے مرنے کی دیر ہی۔ پھر ہم سب بھی تہذیب
مغربی سے وہ آرام اٹھائیں گے جو انگریز بہادر
اٹھاتے ہیں۔ جو لوگ کہ سد سکندری کی طرح
ہم لوگوں اور سویلزیشن کے بیچ میں حائل
ہیں ان کے غروب کا زمانہ قریب ہی۔ اور
اس زمان تہذیب نشان کے دیکھنے نہیں
زیارت کے واسطے ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں
جب کہ ہماری عورتیں جامۂ شائستگی پہنینگی

ہماری مستورات کو آزادی ملے گی - جب کہ
ہم لوگ اپنے شہر میں بانکی و ترچھی اور وضعدار بیگموں کو
لے کر ایوان گورنری میں ناچیں گے -
جب کہ بڑی بڑی خاتونیں ولایتی چکنی (پوڈر)
فٹ پر بناؤ سنگار کر کے ہوا کھانے نکلیں گی
جب کہ ہم لوگوں کی وضع قطع خصلت اخلاق
مغربی ہو جائیں گے - اور تہذیب یافتہ
قوموں کی آنکھ میں بلند جگہ پائیں گے -
جب کہ ہم پابندی مذہب کے جامہ کہن کو
چاک کر ڈالیں گے - جب کہ ہمارے لڑکے
سنجیدہ المزاج اور تہذیب النفس ہوں گے -
جب کہ ہمارے دالان میں بجائے دائی ماما کے
میلے اور بدبو اور بدرنگ لباس کے چست
چالاک اور تیار آیا لوگوں کا رنگین اور
ستھرا سایا پھرے گا - جب کہ حکام کی طرف سے
ہماری دعوتیں ہوں گی - اور ہر طرح کا عروج
نصیب حبیب پر جبیں ہوئے غش سے بچ جائیں گے
جب کہ ہمارے گھروں میں بجائے ٹوٹے ڈھولوں کے
چھچھے سو کا پیانو اور ہارمونیم بجے گا - جب ہمارے
گھر میں کھانے کے وقت میز پر سالم بط اور بیف کا ٹکڑا
لگے گا - جب کہ عورتیں اپنا گانا بجانا سنا کر ہمارے
محنت زدہ دل کو زندہ اور تازہ کریں گی - جب
ہمارے کمروں میں شام پین اور سوڈے کا پیالہ چھلکے گا
جب کہ ہم لوگوں کے زچہ خانوں میں ڈاکٹر چارلس اپنا سفید
برفی ہاتھ اور چمکتے ہوئے ہتھیار لے کر
آئیں گے - جب کہ انگریز دائیاں ہماری
عورتوں کو بعد بچہ پیدا ہونے کے برف کے پانی
میں بٹھائیں گی - اے میرے دوست
یہ زمانہ کہ جس کی زیارت کی مجھے اس قدر

تمنا ہے بہت قریب ہے فقط حضرت
ملک الموت کو تھوڑی و ابھی تائید کر کے
باغ ہند کو خاروں سے صاف کر ڈالنا چاہیے
اور پھر ہم لوگ یہاں سے عمدہ عمدہ قسم کی
تہذیب کا پھول اور پھل لے کر وہاں آئیں گے
اور ہندوستان کے باغ میں لگائیں گے
اور اس سے منتفع ہوں گے - ہم لوگوں کا
مسلک اس وقت فقط باہمی اتفاق ہے
اور ساتھ اس کے اپنے عقائد تہذیب کے
اخفا کی بھی اشد ضرورت ہے کیونکہ گزشتہ
عہد ہی کے درماندے بڈھے وہ بھی ہر قوم
میں بڑے خونخوار اور مردم آزار ہیں -
بابو سشنو کمار بنگالی نے اپنے بیٹے کے ساتھ
کیا کیا - اور اس شخص کا کس قدر نقصان ہوا
اس سے تو بنگالے کا ہر باشندہ واقف ہے
اور وہ غریب تو اب تک یہاں موجود ہے
اور اس کے ساتھ سارا لندن ہمدردی
کرتا ہے - اور اب وہ ایک نہایت رقت انگیز
منظر ہے - میں نے اپنے سارے نئے خیالات
سے نوجوان احباب کو ہوشیار کر دیا ہے
اور تم بھی بخوبی اس کی ہدایت خفیہ طور سے
کرو کیونکہ دولت اصل چیز ہے اور بغیر
روپے کے کوئی کام دنیا میں اب بن نہیں سکتا
ایسے حقانی خیالات کا جوش بہت ہوتا ہے - مگر
اس کو روکنا اور دبانا چاہیے - اور اگر
ظاہر بھی ہو تو حکمت عملی کے ساتھ - تاکہ
جب چاہیں اس سے الگ نکل جائیں - اور ہم
کبھی الزام نہ پائیں - اور کسی کو کسی خاص
شخص سے شک کرنے کا موقع نہ ملے -

ہاں ایک خاص جماعت کی نسبت اگر کوئی
کسی قسم کی رائے دے تو وہ دوسری بات ہے
کیونکہ اُس میں رائے زنی کا اثر اور رائے زنی
کی سختی اُس جماعت کے ارکین میں تقسیم ہو جاتی
ہے اور ایک شخص کو زیادہ آزار اور نقصان نہیں پہنچتا
اگر ہم لوگ ابھی سے بھانڈا پھوڑ دیں گے
تو سب سے زیادہ مشکل مسلمانی قانون کے
مطابق یہ ہے کہ کہیں ہمارے ورثہ ہم کو لامذہب
و کافر بنا کر بے حق نہ کر دیں۔ اس وقت
بڑی قباحت ہوگی کیونکہ گدائی اور فقر و فاقہ
کے عالم میں تہذیب بھی دور رہتی ہے۔ اور سوا
اس کے ہم لوگوں کے لیے کوئی امن کی جگہ
دنیا میں نہیں ہے کیونکہ جب مسلمانوں کی جماعت
سے خارج کیے گئے تو ہمارا گزر پھر کہاں
ہندو کے مذہب میں ہندو بنانے کا کوئی
مسئلہ نہیں نصرانیت پر جس قدر عقیدہ ہے
معلوم اور خلاصہ یہ کہ پھر تو ہم کسی مذہب کو
بہ رغبت قبول نہیں کر سکتے۔ پہلے ہم لوگوں کا
سب سے بڑا کام یہ ہے کہ یہ ساری کارروائی
خفیہ طور پر ایک حکمت عملی کے ساتھ ہوتی رہے
جب خدا وہ دن دکھائے گا تو پھر سارے
حوصلے نکل جائیں گے۔ تم نے دیکھا کہ مغربی
رفارمر صاحب سے زور آور قابل اور رسا
آدمی نے یکایک اعلان عقائد جدیدہ کر کے
کیا پایا۔ سارا زمانہ ان کا دشمن ہو گیا۔
ہندوستان کے متعصب اخباروں نے
ان کو کاٹ کھایا۔ ان کا رسالہ تہذیب بند ہو گیا
اس سے ان کی کامیابی کو نقصان پہنچا
اور اس کو ضرور وہ بھی خود سمجھتے ہوں گے

انھوں نے ولایت میں آنے کے قبل ہی جہاز پر
رہتے رہتے سارے ہندوستان میں ایک
مرغی کی گردن کے ذریعے سے کھلبلی مچا دی
پھر وہاں جا کر پادری نما انگریزی لباس
پہن کر نئے خیالات کا وعظ کرنے لگے اس سے
ہر قسم کے مسلمان ان سے یکایک متنفر ہو گئے
اور یہ ان کی حکمت عملی کی غلطی تھی جس کو
سارے روشن رائے لوگوں نے لندن میں
بھی قبول کر لیا ہے۔ سب سے بڑے متعصب
تو یہ اُردو اخبار نویس ہیں جو دم لینے نہیں
دیتے اور ذرا سی بات پر اتنا بے محل غل مچاتے
ہیں کہ دماغ منتشر ہو جاتا ہے۔ بنگالے میں
اور بھی بہت سی سخت قباحتیں ہیں یعنی
بنگالے میں بعض بعض مسلمان ایسے رہتے ہیں
جو گویا مسلمانوں کی زبان ہیں اور یہ لوگ
متعصب انگریزی داں ہیں اور ان انگریزی
زبان اور خیالات جدیدہ نے الٹا فعل
کیا ہے۔ یعنی ان کے عقائد و خیالات کو
اور مضبوط اور پختہ اور پختہ بنا دیا ہے۔
ان کے سامنے بجلی کی روشنی کا چراغ
مشکل سے روشن ہوگا مگر ہماری جماعت
کے لوگ ان لوگوں کو حقارت کی آنکھ سے
دیکھتے ہیں۔ اور ان سے واقعی کبھی دل سے
نہیں ملتے۔ مگر بظاہر ملاقات رکھنا اور
اطاعت سے پیش آنا ہی پڑتا ہے۔ بنگالے میں
اللہ کی عنایت سے پرانی جماعت میں بھی
ایک خاص فرقہ مولویوں کا ہے اور یہ
لوگ ضرور کسی وقت میں ہم لوگوں سے
مل جائیں گے۔ اور اپنا سایہ طرفدارانہ ہم کو

دیں گے کیونکہ اِن کے خیالات صاف ستھرے
اور پاک صاف ہیں یہ لوگ اب بھی ہم لوگوں کی
در پردہ مدد دینے کے لیے تیار ہیں۔ اور
اِن کے خیالات کی کیفیت بطور مشتے نمونہ
از خروارے۔ میں تم کو یہ دکھاتا ہوں کہ یہ
لوگ اولیاء اللہ کی کرامت اور وجود ولایت
کے بالکل قایل نہیں۔ اور ولیوں کا ذکر سن کر
بے اختیار قہقہے لگاتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے
بہت بڑا احسان کیا ہے کہ بیر کی حلت کا بھی
فتویٰ دے دیا ہے۔ اور اس کو بے تکلف پیتے
ہیں۔ ہم لوگوں کی تہذیب کے پھیلانے اور
اُس کو مقبول کرانے کے لیے بس ایسے آزاد مزاج
اور روشن خیال بڈھوں کی ضرورت ہے۔ اور اگر
یہ لوگ ہم لوگوں کی پشت پناہی کریں تو
بنگالے میں ہم لوگوں کا حقانی مشن قائم
ہو جا سکتا ہے۔ اور بعنایت ایزدی ایک
طرح سے تو قائم ہوا بھی ہے۔ ان میں بعض
حضرات ایسے ہیں جو مغربی قبلہ وکعبہ کو بھی
تہذیب کے قاعدوں میں سبق دیں اور دم کے
دم میں جعلی تذکرۃ الاولیا لکھ ڈالیں۔ اِن
لوگوں سے تم نامۂ و پیام رکھو اور جب ملتے
جاؤ ان سے دل کھول کر ملو اور سارا پردہ تکلف
بیچ سے اٹھا دو۔ اب اس وقت میل کا وقت
قریب آگیا ہے۔ اور مجھے اور چند ضروری خطوط
ہندوستان لکھنے ہیں اس لیے اور
خیالات کو آیندہ خط میں لکھنے کے لیے تخیل
حافظہ میں امانت رکھتا ہوں۔ انشاءاللہ تعالیٰ
پھر دوسرے میل میں تم کو خط لکھوں گا۔
اس وقت آٹھ بج چکے ہیں۔ آج

بڑے زور سے برف باری ہو رہی ہے
سردی خوب ہے۔ آتش دان روشن ہے۔
میز پر بیور کا کوٹ پہنے بیٹھا ہوں۔ ایک
لکھنے کا لیمپ میز پر جل رہا ہے۔ گوشے کے
کمرے میں ایک میم صاحب باجا بجا رہی ہیں
تھوڑا تھوڑا کلاریٹ پیتا جاتا ہوں اور
یہ خط لکھ رہا ہوں۔ احباب کو میری طرف سے
سلام کہہ دینا۔ اور نارنج کا مربے جو تم سے
مانگا ہے جلد بھجواؤ کیونکہ میں نے بعض میم صاحبوں
کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔ والسلام بالوف الاحترام

تمہارا صادق دوست

سید ازلی

اخلاق آموز نامۂ و پیام

واٹرلو اسٹریٹ۔ نمبر ۲۵۹۶۔ لندن

فروری ۱۸۷۹ء عیسوی

مائی ڈیر پاپا۔ دو دو ہاتھ کے القاب و
آداب لکھنے اور بیش قیمت وقت ضائع کرنے
کی فرصت نہیں۔ اسی وجہ سے حضور کے
سرفراز ناموں کے پڑھنے میں مجھے تکلیف
ہوتی ہے۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ حسب
وغیرہ کے مضامین پڑھ کر ان کو بکس میں بند
کر دیتا ہوں مہینے دو مہینے بعد فرصت میں
اور مضامین (جن کو حضور ضروری جانتے ہیں
اور جن سے میرا وقت برباد ہوتا ہے) دیکھتا ہوں
حضور کے سرفراز ناموں میں نہ تو کہیں امورات
تمدن پر رائے زنی ہوتی ہے۔ نہ کسی مسئلہ
اخلاقی پر بحث نہ گورنمنٹ کی کارروائی پر
نکتہ چینی۔ نہ جنگ کابل کا حال پھر کیا آپ نے

مجھے بارہ تیرہ ہزار روپیہ خرچ کرکے معافی اماں
کی خفگی اماں جان کی بدمزگی خالہ اماں کی لڑکی کی چھاتی
چھوٹے بھائی کے مکتب و محلے والوں کی شادی
غمی کی خبروں کے سننے کے لیے یہاں بھیجا ہے۔
میں حضور کے سرفراز ناموں کو اس طرح چھپاتا ہوں
جیسے عورت عمر۔ مبروص داغ کیونکہ خدانخواستہ اگر یہ خط
غیر مہذب مراسلہ یہاں کسی کے ہاتھ پڑ جائے تو پھر لنڈن میں
میرا رہنا مشکل ہو جائے اور شاید فرط غیرت سے
میں خودکشی کروں۔ کبھی گھڑی کی فرمائش آتی ہے
کبھی حضور کسی نواب کے لیے بندوق مانگتے
ہیں۔ کبھی خالہ جان پتھر کی چوڑیاں یا کنگھی
خرید کر کے بھیجنے کا حکم دیتی ہیں۔ کبھی آپ کے
بعض معزز دوست حجامت کا بکس طلب کرتے
ہیں۔ آخر میں طالب العلمی کرنے یہاں آیا ہوں
یا کسی تاجر کی ایجنٹی۔ آپ کو ٹائم (وقت)
کی کیا قدر۔ گھڑی کو بھی آرایش کی چیز سمجھ
لیا ہے۔ بندوق سے نواب صاحب کہاں کے
تیس مار خاں ہو جائیں گے۔ کیا گھر کی مکھیوں
چھپکلیوں پر بندوق چلائیں گے؟ اور خالہ جان
کی عقل پہ تو پتھر ہی پڑے ہیں۔ جو نہیں کم بخت
آپ کے دوست نے بھیڑ کا دودھ پیا ہے۔ تب ہی
مونڈنے کا بہت شوق ہے۔ غرض ان بے کار
فرمایشات کے بھیجنے میں میرا جس قدر وقت ضائع
ہوا ہے اس کا صدمہ آپ کی تحویل کو پہنچیگا
کیونکہ ایک سال کی پڑھائی میری برباد ہو گئی۔
حضور بار بار تاکید فرما رہے ہیں کہ یہ ناچیز میرز
بھی چھوٹی بیگم کی شادی کے باب میں رائے
دے۔ میں نے بہت چاہا کہ حضور کے حکم کی
تعمیل میں پہلو تہی کروں مگر اب بغیر اظہار رائے
چارہ نہیں۔ آپ اسکو خوب جان گئے ہیں
کہ میری رگ و پے میں مغربی آزادی ساری
ہو گئی ہے۔ اور میرے خیالات بالکل یوروپی
انداز کے ہو گئے ہیں۔ اور میں عورتوں کے
حقوق کو انگریزی چشمے سے دیکھتا ہوں۔
ایسی حالت میں میری رائے کبھی آپ کے
دل و دماغ کو آرام نہیں دے سکتی۔ آپ نے
لکھا کہ جس لڑکے سے بات ٹھہری ہے وہ شاہ
شجاع کے وزیر کے خاندان سے ہے اور اس کا
نسب نامہ ایک سنگتکاری پٹے کے برابر ہے
اور فارسی میں ظہوری وغیرہ پڑھ چکا ہے۔
اور عربی میں نور الانوار اور شرح ملا پڑھ رہا ہے
اب آپ کے خیالات کے مطابق تو یہ شخص بڑا فخر
ہونے کو کافی ہے مگر بخدا میری آنکھوں میں
ایسے آدمی کی وقعت آلو کے کھیت میں
چرنے والی نیم مردہ بکری سے بھی کم ہے جو کہ آج
خیالات کے مطابق شرافت تو دنیا میں
کوئی چیز ہی نہیں۔

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

باقی رہی لیاقت تو اس شخص میں بجز اس کے
اور کیا لیاقت ہے کہ اس نے چند بوسیدہ
اوراق وہمی کتابوں کے دیکھے ہیں جن میں
بجز جھوٹ اور بے بنیاد باتوں اور قصوں
کے اور کچھ نہیں۔ افسوس ہزار افسوس کہ آپکے
خیال شریف میں یہ موٹی بات بھی نہیں آتی
کہ جب تک آدمی انگریزی نہ پڑھے کبھی
زیور علم و اخلاق سے واقف اور نسوانیت کے
فرشتہ سیرت اور حور نژاد فرقے کی قدر

سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ بِلّٰہ ایک بار لنڈن آیئے اور خاندان کی ساری مستورات کو لیتے آیئے پھر دیکھیے عورتیں کس طرح رہتی ہیں اور مردوں کی جو دوست کی تسکل کو اپنی گرماگرمی اور باضابطہ اور پاک ناز نخرے سے کس طرح اگرماتی رہتی ہیں۔ یہاں آنے سے حضور کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور حضور اس کو خوب اچھی طرح سے جان جائیں گے کہ عورتیں صرف اوڑھنے بچھانے رہنے سہنے پر دو تین ڈربوں میں بند کرنے کے لیے نہیں بنیں۔ بلکہ قادر مطلق نے ان کو اور مصرفوں اور بڑے بڑے پاک کاموں کے بینے دُنیا میں آتارا ہے۔ میری رائے میں چھ برس تک تو شادی کا ذکر ہی نہ کریں۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے صرف ۱۷ برس۔ اور یہ عمر شادی کے واسطے ہندیوں میں نہیں ہے۔ چھ سال بعد اُس کو دولھا پسند کرنے کا موقع دینا چاہیے اُس وقت میں بھی فارغ التحصیل ہو کر ہندوستان آجاؤں گا۔ کل ایک لارڈ سے اور مجھ سے اس معاملے میں دیر تک گفتگو رہی اور اُنھوں نے بڑے زور سے کہا کہ میں چھوٹی بیگم کو یہاں منگوالوں اور جب کہ وہ بھی علم و اخلاق سے آراستہ و پیراستہ ہو جائے تو اُس کو اپنے ساتھ ہندوستان لیتا آؤں۔ بس میری خواہش یہ ہے کہ آپ جلد اُس کا سامان سفر درست کریں۔ اور متعصب اور تیرہ عقل عزیزوں کی بانگ بے ہنگام کی طرف مطلق خیال نہ فرمائیں۔ اس فصل سرما کے قبل اُس کو روانہ کرنا ضرور ہے۔ اور اُس کے وہاں سے آنے کا بندوبست بخوبی سہل طور سے ہو سکتا ہے یعنی حضور اخبار دیکھتے رہیں جب کوئی طالب العلم یہاں آنے والا ہو اُس کے سپرد کر دیں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی حاکم یا نیل والے کے ساتھ بھیجیں کیونکہ ایک یوروپین کے ساتھ وہ زیادہ آرام سے آسکے گی۔ نیٹو لوگ مستورات کی قدر نہیں جانتے۔ یہ بھی یقینی ہے کہ اس تحریک کو حضور کبھی پسند نہیں کریں گے اور اگر دل سے کسی بات کو مان بھی لیں تو شرم و خوف سے منہ سے نہ نکالیں گے۔ ہاں شاید آپ یہ کہیں کہ اماجان کی مفارقت چھوٹی بیگم کو گوارا نہ ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کے آنے میں کون سی قباحت ہے کیونکہ حکام عالی مقام کی بیبیاں جب برسوں اُن سے جدا رہ سکتی ہیں تو آپ نے اگر اُن کو تھوڑے عرصے کے لیے اپنے سے جدا کیا تو مضایقہ کیا ہے۔
خیر اب میں تو بری الذمہ ہو گیا آپ مجاز ہیں اُس مظلومہ کے ساتھ جیسا سلوک چاہیں کریں۔ کیونکہ آپ اُس کے قانونی اور شرعی مربی اور محافظ ہیں۔ مگر تاہم اس قدر عرض کر دوں گا کہ نواب زادوں سے قرابت نہ کیجیے گا کیونکہ کوئی نواب زادہ اور امیر زادہ ایسا نہیں ہے جس کی یاف درجن سے کم بیگمات ہوں۔ میں ایک خط چھوٹی بیگم کو بہ راہ راست بھی لکھنے والا ہوں اور اُس میں میں حق برادری ادا کر دوں گا۔ باقی رہا ماننا نہ ماننا وہ میرا کام نہیں۔

ع
ز من گفتن شنیدن اختیار است

ایک تہذیب یافتہ بنگالی بابو صاحب چند
روز سے وارد لندن ہیں۔ اور صرف تعلیم
کے خیال سے اپنی دو جوان لڑکیوں اور
ایک بہن اور بیوی کو ساتھ لائے ہیں۔ لندن
کی عمدہ صحبتوں میں یہ عورتیں اب روز ملتی جلتی
ہیں اور ان کی قومی شرم اس طرح سے کافور
ہو گئی ہے جس طرح پارہ آگ پر رکھنے سے آج
ایک ڈیوک کے ساتھ اُن کی بیٹی پارک میں
ہوا کھانے جاتی ہے۔ کل دوسرا لارڈ اُن کی بہن کو
تماشا خانے لے جاتا ہے۔ شام کو کسی ممبر پارلیمنٹ
کے مکان میں خاتونانِ بنگالہ کی دعوت
ہوتی ہے۔ صبح کو کسی تاجر کے باغ میں جلسہ
چائے نوشی گرم ہے۔ اور اُس میں یہ تہذیب
یافتہ قافلہ شریک ہے۔ غرض ان نازنین
عورتوں کو لندن والوں نے اپنی آنکھوں کا
تارا بنا لیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ
عورتیں عمدہ صحبت کے فقط اثر ہی سے ایسی
تعلیم یافتہ اور برق ہو جائیں گی کہ کسی سکول
میں جانے کی ضرورت نہیں۔

ع

سگ اصحاب کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

بابو صاحب کا قصد ہے کہ اپنی لڑکیوں کو یہیں
ایک معزز دوست کی حفاظت میں لندن کی
صحت بخش اور تہذیب آموز صحبت سے فائدہ
اندوز ہونے کے لیے چھوڑ جائیں۔ ان عورتوں
کی تعظیم و تکریم دیکھ کر مجھے بڑا رشک ہوتا ہے۔
اے کاش کس ستم کش بیگمات یہاں آئیں تو میں
کس غرور اور عجب اور نازش کی ادا سے اُن کے
دست نازک کو بغل میں داب کر جلسوں میں جاتا

اور کس طرح ہماری آمد آمد کا انتظار اہل محفل کو
رہتا۔ اور کس عمدہ طور سے اور ادب کے
ساتھ یہاں کے معزز لوگ ان لوگوں کو
گاڑیوں سے اُتار کر لے جاتے اور کس نزاکت
اور اخلاق کے ساتھ اُن کے ساتھ ناچتے۔
واقعی جس قوم میں اللہ اقبال دیتا ہے۔ اُن میں
خود بخود ہر طرح کی ترقی کے سامان بھی فراہم
ہو جاتے ہیں۔ مجھے بہت خوف ہے کہ آپ میری
آزادانہ تحریروں کے مطالعے سے بہت برہم
ہوں گے مگر میں کیا کروں حق گوئی سے
کس طرح باز آؤں۔ یہ تو آپ ہی لوگوں کا
قول ہے کہ جو حق بات کو چھپائے وہ گونگا
شیطان ہے۔ پھر میں کیونکر دیدہ و دانستہ اپنے
گونگا شیطان بناؤں۔ اور یہ عزت مسکن لقب
لوں۔ فدوی نے حضرت کے لیے تھوڑے نفلیں و
اور سارڈین مچھلی بھیجی ہے۔ اور بکس میں حضرت
والدہ صاحبہ اور چھوٹی باجی کے لیے دو تین قسم کا
عمدہ چھیٹ اور لونڈرا اور دو تین ہاتھی دانت کی
کنگھیاں بھی بند ہیں۔ کھانے کی چیزوں کو غالباً
حضور اور حضور کے احباب پسند کریں گے۔ اور
ان خوشبو کی چیزوں کو جب مستورات استعمال کریں گی تو سارا
مکان بلا مبالغہ زعفران زار کشمیر بن جائے گا
میرے ایک ہم درس دوست نے ایک معزز
میم سے اپنی شادی کا بند و بست کیا ہے۔
اور غالباً آئندہ مئی میں شادی ہو جائے
یہ کم سن عورت نہایت حسین اور قابل ہے
اور اس کی عمر ۲۵ برس کی ہے۔ اس کے
باپ کا بہت سا روپیہ بنک میں جمع ہے۔
اور وہ شخص مدرسہ کا ایک نامی فی جی فسر ہے

جب سے کہ انگستری بدلی گئی اکثر ہم لوگوں
کی دعوت اُس کے مکان میں ہوتی تھی۔
اور اِس دریا دلی سے شام مین اور کلارٹ کا
مینر پر خرچ ہوتا ہی کہ ہم لوگ تو اُس پیتے پیتے
تھک جاتے ہیں۔ ہاں حضور نے جو وزیر اُس کا
جاب عنایت کیا ہی اُس کا شکریہ ادا کرنا
تو میں بھول ہی گیا۔ مجھے میرے دوستوں کو
خوب گرما گرمی سے یاد دلا دیجیے اور بڑی باجی
اور اماجان کو تسلیم کہیے میل کا وقت قریب تھا
اسلیے عریضے کو تمام کرتا ہوں۔

راقم

سعید ازنی

اخلاق آموز نامۂ پیام

رسل اسکوائر۔ نمبر ۵۹۷۶۔ لندن
مارچ ۱۹۶۲ء عیسوی

مائی ڈیر عبد الرزاق۔ تمھارا مہربانی نامہ
جس کو ہندوستان کا ٹائمز کہنا چاہیے
عین جوش انتظار میں ملا۔ میں یہ سُن کر بہت
خوش ہوا کہ میرے خطوں کو میرے نوجوان
دوست بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں
اور میرے خیالات کا پرتو اُن کے قلب پر
پورا پورا پڑتا ہی۔ اور میرے خانگی مراسلوں کو
ایک دستور العمل جانتے ہیں۔ خداوند عالم نے
تم کو اس کے دیکھنے کی آنکھ دی ہی کہ دنیا
میں ایک قوم کیونکر شائستہ اور تہذیب یافتہ
ہو سکتی ہی۔ اور ایک قوم کے نوجوانوں
کی تعلیم و تربیت سے آیندہ کس قسم کا فائدہ
حاصل ہو سکتا ہی۔ میرے خیالات تو سراپا

بیلون ہو رہے ہیں۔ جیسے بیلون کے اُڑانے
اور بنانے والوں کو اب تک جیسے اس کی
قدرت نہیں کہ جہاں چاہیں روکیں
اور اُتاریں۔ اسی طرح مجھے بھی خیالات پر
قابو نہیں۔ جہاں میرے خیالات ایک بار
میرے دماغ سے اُڑے تو پھر مجھے اُن کے
روکنے اور ٹھہرانے کی قدرت نہیں ہوتی۔
میں اس مژدۂ جاں فزا کو سُن کر بہت خوش
ہوا کہ تم لوگوں نے آپس میں ایک خفیہ
جلسہ کر کے ایک عہد نامہ لکھا ہی کہ تم لوگوں
میں سے کوئی شخص قبل فارغ التحصیل ہونے
اور سن بلوغ کو پہنچنے کے شادی نہ کرے گا
اور اس خصوص میں متعصب بڈھوں کی جن کو
دنیوی امور میں بالکل عقل نہیں مطلق بات
نہ مانے گا۔ واقعی شادی ایک ایسا قانونی
معاہدہ ہی جس سے ایک شخص کی دائمی راحت
و تسکین اور آیندہ ترقی کو تعلق ہی۔ پھر اگر
ایسی حالت میں دوسروں کو خوش کرنے
کے لیے دوسروں کی پسند سے ہر ایک
شادی کیا کرے تو یہ غضب نہیں تو اور کیا ہی
اور اس سے ایک نوجوان کے خرمن عشرت
و راحت میں آگ نہ لگے تو اور کیا ہو۔ کیا ہی
ہم لوگوں نے بھی ایسا ہی ایک معاہدہ کیا
کہ ہم لوگ ہندوستان میں جا کر کیا کریں گے
کس طرح رہیں گے۔ وہاں کے لوگوں سے
کس طرح سے ملیں گے۔ اُس کی اخیر دفعہ یہ ہی
کہ ہم لوگوں کی جماعت کا کوئی شخص اپنی بی بی
ایک وحشی جانور کی طرح ایک تیرہ و تار غلیظ

مکان میں بند نہ رکھے گا بلکہ ہم لوگ جس جس مذاق دنیوی سے اپنے دل بہلایا کریں گے اُس کا حصہ دار اپنی میم کو بھی بنائیں گے۔ غالباً تم اس دفعہ کے سارے مضامین سے بہت خوش ہو گے۔ اگر خدا نے چاہا تو آیندہ میل میں میں اُس بیش بہا دستاویز کی ایک نقل تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے روانہ کروں گا۔ مگر دیکھو اُس کے مضامین کے اخفا میں غایت درجے کی ہوشیاری اور احتیاط شرط ہے۔ اور سوائے قریبین لوگوں کے اور کوئی اُس کو نہ دیکھے۔

ایشیائی ملکوں کے رسم و رواج اور طریق معاشرت اور تاریخ کو اگر غور سے دیکھو گے تو مثل روز روشن تم کو یہ بات نظر آئے گی کہ وہاں انصاف کا وجود ہی نہیں ہے اور ہندوستان کی تاریخ سے اسکی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ دیکھو متوالے جہانگیر نے کیا کیا تھا دوسرے کی بی بی کو بردوان سے چھینوا منگوایا اور اُس کے بیچارے شوہر کی جان بھی اُس بیچ میں گئی۔ مینا بازار کی حقیقت سے بھی شاید تم واقف نہیں ہو کیونکہ تم نے ہندستان کی تاریخ کو خوب نہیں دیکھا۔ مینا بازار بھی ایک زناخانہ تھا۔ اُمرا کی بیویوں اور محل کی دوسری عورتوں کو جوان شہزادے گھورا کرتے تھے اور جہانگیر نے بھی پہلے پہل نورجہاں کو اُسی بازار او بار آثار و ذلت بازار میں دیکھا تھا عالمگیر کی کیفیت کیا تھی اس شخص نے ہندوؤں کے مذہب میں ناحق جابرانہ دست اندازی کی اور اُس کے اسی ظلم سے ہندوستان کی سلطنت کی بیخ کنی ہو گئی اپنے بھائی کو کس ظلم سے قتل کیا۔ اور اس بیداد کو دینداری ثابت کرتا رہا۔ باپ سے کیا سلوک کیا۔ گو بظاہر یہ بادشاہ شہوت پرست تھا مگر اس کی بیگموں کی تعداد بہت تھی۔ جب کہ سلطنت انگریزی ہندوستان کے بہت سے حصوں میں ہو چکی تھی اُس وقت تک اودھ کی کیا حالت تھی۔ اور وہاں کی عیش پرست سلطنت یا ریاست کیونکر مٹی اس قصے کو بھی تم جانتے ہو۔ آج تک ہندوستان کے والیان ملک کے ناجائز عیش و عشرت اور جابرانہ احکام کی کیا کیفیت ہے اس کو بھی شاید سنتے ہو گے مگر اب تہذیب ملکی کی روشنی اُن کی محل سراؤں میں گھستی جاتی ہے مگر کچھ بھی ایک عمر چاہیے۔ نورجہاں بے شک ایک قابل اور ذکی اور ذی لیاقت عورت تھی مگر اُس کے اطوار اور اخلاق اور عصمت پر بڑا داغ آگیا تھا جس کی صفائی غیر ممکن ہے جہانگیر سے جو وہ راضی ہو گئی یہ بھی اُس کی خصلت کا ایک نقص اور بڑی کمزوری تھی کرنل و نیفاین بیکر کے ریل گاڑی والے جوش اخلاقی کے قصے سے تو تم بھی واقف ہو گے پھر دیکھو تو اس مجبوری کے عالم میں تعلیم مغربی کس طرح سے اُس کم سن عورت کی عصمت کا سد بن گئی۔ اور کیسے زبردست حملۂ حرارت انگیز کو اُس کی خصلت کے زور نے روکا۔ اس آزادی بار سرزمین میں واقعی پوری آزادی ہے۔ اور عورت و مرد دونوں کے ساتھ پورا پورا انصاف ہوتا

اور کیا جاتا ہے۔ یہاں کی عورتیں بھی لیاقت
اور تعلیم و تربیت کے سبب اپنے حقوق کو
جانتی اور پہچانتی ہیں اور اُس کے لیے لڑتی
ہیں ہندوستان میں جہاں ایک بار کسی عورت پر
مذاق دنیوی کے حاصل کرنے کے سبب کوئی
الزام آیا پھر اُس کا شیشۂ عصمت بالکل چور
ہو جاتا ہے۔ اور وہ گویا پنچایت سے نکال
دی جاتی ہے اور پھر عمر بھر اُس سے کوئی نہیں
ملتا اور نہ اپنی صحبت میں آنے دیتا بلکہ اکثر
ایسی عورتیں مجبوری سے کسبی بن جاتی ہیں یا
اور اپنا دل بہلاتی ہیں۔ کیونکہ انسان بغیر انسان
کی صحبت و محبت کے دنیا میں رہ نہیں سکتا۔
میری رائے میں ایسی عورتیں شخص بے قصور ہیں
اور یہ زبردستی ہمارے ہم قوم اور ہم وطن اُن کو
کسبی اور فاجرہ بناتے ہیں۔

عورت و مرد دونوں بندۂ خدا ہیں۔ پھر کیا وجہ
کہ انصاف برابر نہ کیا جاوے مرد عمر بھر بد معاشی
کریں شراب پئیں ہندو و مسلمان خاص عورتیں اُن کی
خدمت میں حاضر رہیں مگر عزت و عظمت میں کوئی
فرق نہیں۔ بڈھے بد معاش ہو کر دیکھیے جن کو دنیا میں
اور کوئی امید باقی نہیں رہتی نماز پڑھنے لگتے
تسبیح لٹکاتے پیشانی پر گھٹے بناتے اور خوش
اخلاق بھلے مانس بن جاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ
کہ ایک عورت جس نے مذاق دنیوی کے
خیال سے ایک آدھ مرتبہ بے اعتدالی کی ہو
بعد اپنی خصلت درست کرنے کے قابل معافی نہ ہو
عورت کے واسطے تو۔ع

شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است

ہے لیکن مرد کی خصلت کا شیشہ نہیں معلوم
کس طلسم کا بنا ہوا ہے۔ کہ اس کو کچھ آفت نہیں۔
بھلا اس خیال کی تائید میں کوئی عقلی دلیل ہے
انگلستان میں ایسی بے انصافی کبھی نہیں ہوتی
انصاف کا پلہ عورت و مرد دونوں کے واسطے
برابر ہے۔ بلکہ عورتوں کی نزاکت کے سبب
کچھ انھیں کی طرف جھکا ہوا ہے۔ امریکا والے
واقعی آج ہر قسم کی ترقی میں ساری دنیا سے
بڑھے چڑھے ہیں۔ اور تہذیب اور آزادی کے
اصول کو اس زور و شور سے برتتے ہیں کہ اہل
انگلستان بھی اب اُن کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے
اُن میں اب یہ خیال زور پکڑتا جاتا ہے کہ دنیا میں
ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ عمر بھر زندگی
بسر کرنا ایسا فضول اور بیکار ہے اور اس سے
دو بندۂ خدا کی آزادی میں فرق آجاتا ہے۔
طبیعت انسانی میں استقلال کامل تو ممکن نہیں ہے
اور کیفیت مذاق و خواہش انسانی بوقلموں ہے
پھر ایسی صورت میں یہ بڑا ظلم ہے کہ دو شخصوں کو
ایک قانونی معاہدے کی رسی سے خواہ مخواہ
باندھ دیا جائے اور اس طرح کہ عمر بھر جدا
نہ ہو سکیں۔ اس لیے امریکا کے حکما اور روشن
دماغ لوگ قدیم مضمون شادی کو اٹھا دیا چاہتے
ہیں۔ اور اس خصوص میں ایک نیا قانون مدعا
بنا چاہتا ہے۔ انگلستان کے قابل لوگ بھی
دل و جان سے اس جدید اصول پر فدا ہیں مگر
چونکہ یکایک پرانے رسم و رواج کا توڑنا مشکل ہے
اس لیے کوئی سرگرمی سے اس خصوص میں غلط
نہیں کرتا اور سب سے زیادہ یہاں کے پادریوں کا
خوف ہے جن کا دماغ مذہبی خیالات سے بالکل
پر ہے۔ اس اصول کو ہم لوگ ایسا پسند کرتے ہیں

کہ یہاں کے بہت سے نوجوان احباب تواب امریکا میں جاکر بسنے پر مستعد ہیں۔ مذہبی خیالات اور عقائد کی پابندی سے آدمی کی ترقی اور آزادی کو بڑا ضرر پہنچتا ہی۔ ہاں بظاہر دنیا کے لوگوں کی آنکھ میں وقعت پانے کے لیے کسی مذہب کا پابند رہنا اچھا ہی مگر میں صاف دیکھ رہا ہوں کہ یورپ کے قابل لوگ دل سے شاید کسی مذہب کے پابند نہیں کیونکہ حکیمانہ خیالات کی کسوٹی پر چڑھانے سے کسی مذہب کا کامل العیار اُترنا نہایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی۔ میرے خیال میں تو کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جس پر اعتراض نہ ہو سکتا ہو دیکھو گیلیلیو نے کیسی ترقی کی ہی۔ اور اپنی ترقی سے اہل عالم کو کیسا متحیر کر دیا ہی۔ اُنھوں نے برہمو کا مذہب کیا صلح کل مذہب نکالا ہی جس کو بیسیوں حکماے یورپ دل سے قبول کرتے جاتے ہیں۔ بابو کیشب چندر سین جب کہ ولایت آئے تھے تو اُن کی تعظیم اس سے زیادہ ہوئی تھی کہ وہ ایسے مذہب کے واعظ یا پیشوا ہیں جس کا ڈنکا ایک روز ساری دنیا میں بج جائے گا۔ اور جس کے ایک زمانے میں سارے بندگان خدا پابند ہو جائیں گے۔ یہاں جو یہ ہزاروں آدمی گرجوں میں جاتے اور پادریوں کو لاکھوں روپیہ دیتے ہیں یہ بھی بخدا خالی از فتنہ نہیں ہی۔ ورنہ سچے عیسائی اب یورپ میں بہت کم ملیں گے۔ محرم کی تعزیہ داری اور فاتحہ دوازدہم اور مجلس میلاد کی دھوم دھام کو میں اس لیے پسند کرتا ہوں کہ اس میں ایک قومی شوکت پائی جاتی ہی۔ اور غریب لوگوں کو بھی فائدہ پہنچتا ہی۔ اور شاید تمھارے خیالات بھی ایسے ہی ہوں گے۔ عبد الرحیم موسیٰ اور قربان علی کو میرا سلام کہو۔ اور مجمع احباب میں یہ خط پڑھ کر سنا دو۔ اور میرے خیالات کی نسبت جو کوئی کچھ راے دے اُس کو لکھو۔ گزشتہ میل میں میں نے تمھارے واسطے دو درجن عمدہ یاقوتی برگنڈی بھیجی ہی۔ یہ تحفہ یورپ قبول ہو۔

تمھارا صادق دوست
سعید ازلی

تہذیب آموز نامۂ پیام

تاریخ ۳۔ فروری ۱۸۷۹ء

میرے نوجوان دوست۔ ایک بے تکلفی اور یک رنگی کے رنگ سے رنگا ہوا گوڑا بوٹنگ اور پھر میرا قصہ سنو۔ گو میری کہانی بہت طولانی ہی مگر میں اختصار کے ساتھ تمھارے تاریک دماغ کی صفائی کے لیے اپنے قلم سے کچھ تھوڑا سا کام لیا چاہتا ہوں اور اپنے بیش بہا وقت سے تھوڑا وقت تم کو دیتا ہوں اس وقت میں سیلرس یونین ہوٹل میں سمندر کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں میں بیٹھا ہوں اور رات کا وقت ہی۔ دیہاتی ہوٹل کا ایک روشنی گُش لیمپ میز پر رکھا ہی۔ سمندر کی ہوا چل رہی ہی۔ جس سے مُردہ زندہ اور بیمار توانا اور تندرست ہوتا ہی۔

ہوٹل کے (بار[ط]) میں خلاصیوں کا ہجوم ہے
اور ہدہ ہدہ اور ہنوش ہنوش کا وہ غل ہے
کہ دماغ پھٹا جاتا ہے۔ کل کا ڈیلی نیوز میرے
سامنے دھرا ہے۔ اور ایک شیری کی بوتل
بھی ایک سمت کو الگ کھلی ہوئی رکھی ہے۔
جب سردی کا غلبہ ہوتا ہے دو ایک وین
چڑھا جاتا ہوں۔ آتش دان میں آگ بھی
روشن ہے۔ مالک ہوٹل اور خدمتگار بڑے
وسیع الاخلاق اور ذی شعور ہیں گو ان کا
لباس کسی قدر میلا ہے۔ کل میرا قصد ہے کہ
یہاں سے ڈبلن کو روانہ ہوں اور وہاں
جو خط مجھے لکھو۔ ڈبلن رائل ہوٹل کے پتے
سے لکھو تو ضرور مجھے مل جائے گا۔
میں نے اپنی محنت و مشقت کے زور سے
ایک امتحان معمولی پاس کیا ہے اور اب
کونسلی بن رہا ہوں۔ یعنی قانونی تعلیم
میری ہو رہی ہے۔ قانونی تعلیم میں بڑا لطف
ہے۔ یعنی کھاؤ پیو مزے کرو۔ اور اس کے
ساتھ ساتھ تحصیل علم۔ بعض وقت بڑی
حسرت سے مجھے تیری بربادی یاد آتی ہے۔
اور میں دیکھتا ہوں کہ تیرا بیش بہا وقت
اس نیم وحشی ملک میں جہاں کسی قسم کی
کامل تعلیم کوئی نوجوان پا نہیں سکتا
برباد ہو رہا ہے۔ اور تیرے بزرگوں کو
مطلقاً اس کا خیال نہیں کہ ہندوستان
میں اب آجکل جوان آدمی کے لیے تعلیم
پاکر ترقی کرنے کا کوئی ذریعہ اور راستہ
باقی نہ رہا اور بغیر لندن آئے کوئی چارہ نہیں ہے

ط دکان شراب ۱۲ —

تم خود خیال کر سکتے ہو گے کہ میرے خیالات
کس قدر جلد یہاں آنے سے درست اور
روشن ہو گئے ہیں۔ اور اب ہر بات کو میں
کس طرح مغربی انداز سے سوچتا ہوں۔
ہاں یہ تو کہیے میری نسبت احباب وطن کی
رائے کیا ہے۔ اور میرے خیالات اور تحریکوں
اور رائے زنیوں کو میرے عزیز اور ہم وطن
کیسا پسند کرتے ہیں۔ کہیں یہ تو کسی کے
خیال میں نہیں سما گیا کہ میں ولایت آکر نیم
یورپین ہو گیا ہوں۔
بھئی سچ تو یہ ہے کہ اس سرزمین پر بغیر آئے
طبیعت انسانی پر قلعی نہیں ہو سکتی۔ انسان
اپنی دنیوی ضرورتوں اور اپنے فرائض سے
واقف و آگاہ نہیں ہو سکتا۔ خیالات میں
وسعت نہیں آسکتی۔ آزادی کی بو دماغ میں
نہیں سما سکتی۔ اپنے بزرگوں کے پراگندہ
دماغ کو آدمی مرمت نہیں کر سکتا۔
خلاصہ یہ کہ یہاں نہیں آنے سے کوئی آدمی
میری رائے ناقص کے مطابق تہذیب یافتہ
نہیں ہو سکتا۔ تمہارا یہاں آنا کوئی مشکل بات
نہیں۔ مگر تم اس طرح کم سنی میں شادی کر کے
مقید اور پابند ہو گئے ہو کہ تمہاری آزادی
میں فرق آگیا ہے۔ اور گویا اب تم پر سسرالی
قرابت مندوں کا بھی ایک قسم کا دباؤ اور
اختیار ہے۔ تمہاری بی بی کی عمر شاید ۱۲ برس کی
اور ابھی تک شاید وہ الف لام ہی پڑھتی ہوگی
بس میرے خیالات کے مطابق اور پانچ برس تک
تمہیں ان سے مہلت ہے۔ پھر ایسی حالت میں
پانچ برس تک بے کار مقید رہو گے۔

اور کوئی فائدہ تعلیمی تم کو اُس قسم کا نہیں
پہنچیگا جس سے تم اپنے آیندہ حصۂ عمر میں
دنیا میں چمک سکو۔ یا کوئی بڑا کام انجام دو
یا قوم کے مصلح یا ہادی بنو۔ اگر خوبی قسمت سے
کوئی عہدہ سرکاری مل گیا پھر شبانہ روز
بحالت ماتحتی ناجائز خوشامد میں تم مصروف
رہا کروگے اور کوئی آزادانہ کام تم سے
نہ ہو سکے گا۔ ہاں آج تک کوئی مسلمان
اپنی بی بی کو لیکر ہندوستان سے بنظر
تعلیم یہاں نہیں آیا۔ اور ایک روشن راے
شخص نے جو قصد کیا تھا وہ غریب مرگیا۔
اور اُس کے مرنے کو تیرہ عقل اور کم زور راے
کے ظالم لوگ اپنی دعا کی تاثیر بتاتے ہیں۔
اگر تم کسی طرح اپنی نوجوان جورو کو لیکر یہاں
چلے آؤ تو بہت ہی خوب ہو۔ اور میرے بھی
تمھاری نیٹو میم کے ذریعے سے بڑے بڑے کام
نکلیں۔ اگر تم ایک استقلال کے ساتھہ کارروائی کرو
تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اور تم اس کام کے
انجام دینے سے ایک نامی تاریخی آدمی بن سکتے ہو
یعنی آیندہ تاریخوں میں تمھارا اور تمھاری
نوجوان بی بی کا تذکرہ یادگار رہیگا۔
اور (آیندہ نسل) کی عورتیں گویا ایک دیوتا
کی طرح تمھاری جورو کی پوجا پرستش کرینگی
پہلے تم روپیہ جمع کرلو اور جب دیکھو کہ کافی
روپیہ ہو لیا تو بس ایک روز صاف اپنی میم کا
ہاتھہ بغل میں دباکر بمبئی چلدو۔ اور وہیں سے
مجھکو بھی تار میں خبردو۔ تاکہ ہم لوگ سب نکلتے
کچھہ دور تک اگر تم لوگوں کا استقبال کریں۔
میرا تو قصد ہی کہ اگر تم اس معرکے میں کامیاب

ہوے تو میں سوئز سے تم کو جا کر لے آؤنگا
گو بعد اسکے مسلمانان ہند بڑا غل مچائینگے
اور اخباروں میں یہ مضمون چھپیگا مگر مہذب
اخبار ضرور تمھاری پیروی کرینگے۔ گو
دیسی اخبار مرغ بے ہنگام کی طرح چلایا کریں بلا
اُن کی سنتا کون ہی۔ ادھر تم یہاں پہنچے
کہ میں نے اپنی عزیز بہنوں کے منگوانے کے لیے
زور لگایا۔ کیونکہ بغیر تعلیم یافتہ عورت کے
مرد کے لیے دنیا جہنم سے بدتر ہی۔ گو آپ کے
باپ اور چچا وغیرہ بہت برافروختہ ہونگے
مگر اس قسم کے پرانے بے وقوف اور سیدھے
بڈھوں کا پھسلا لینا کون مشکل بات ہی۔ یہ میرا
ذمہ ہی کہ میں تم سے اور اُن سے صلح کرادونگا
تم پہلے میری صلاح پر عمل تو کرو اور یہاں چلے تو
آؤ۔ پھر دیکھو تمھاری بی بی یہاں کیسی مقبول
ہو جاتی ہی۔ ضرور بالضرور بڑی بڑی لیڈیوں
حتی کہ قیصرۂ ہند تک اُس کی رسائی ہو جائیگی
اور پھر اُس وقت دیکھنا کہ تمھارے ساس
سسرے کس طرح فرطِ مسرت سے اپنے جامے
میں پھولے نہیں سماتے۔ اور پھر تمھاری طرح
کی تائید کس سرگرمی سے ہوتی ہی۔ تم جانتے
ہو لڑکوں کی تعلیم و تربیت زیادہ تر اُن کی
ماں کی لیاقت پر موقوف ہی۔ پھر اگر ہم لوگ
ان عورتوں کی عمدہ تعلیم کا سامان نہ کریں
تو (آیندہ نسل) کی تعلیم و تربیت کا کیا سامان
ہم لوگوں میں گلیڈسٹون اور ڈسرلی سا
قابل اور عالی دماغ آدمی کیوں نہیں پیدا ہوتا
اس کا سہل جواب یہ ہی کہ ایسی مائیں ہندوستان
میں کہاں ہیں کہ اس قسم کے نادر نامور۔

اور زور آور لڑکے جنیں - میری خصلت میں
جو جو نقص اور کمزوری ابھی تک باقی ہے -
یہ سب اتا جان کا قصور ہے - جس لیے میرا دل
شبانہ روز روتا ہے کاش نہیں ایک توہی ہکیل
اور تعلیم یافتہ ہائلنڈ کی کوہستانی عورت کے
بطن تلکے پیدا ہوتا تو میرے گال گلاب بصری
سکے پھول کی طرح سرخ رہتے دماغ پر قوت دل
توانا اور قوی ہوتا - اور یہ خصلت کی کمزوری
کبھی ظاہر نہ ہوتی مگر تاہم شکر ہے کہ یہاں کی
عمدہ صحبت اور آب و ہوا اور غذا کی بدولت
میں نے اپنے کو اور اپنے دل و دماغ اور خصلت کو
مرمت کر ڈالا ہے - اور انشاء اللہ تعالی تم یہاں
آؤ گے تو تمھاری خصلت کا نقص بھی سب
نکل جائے گا - ہم لوگ جب تک باہمی کوشش
اور تدبیر اور ولایتی حکمت عملی کے زور سے
ہندوستان کی بدعقل تیرہ رائے اور متعصب
عورتوں کی ناجائز - آزادی کش - اور جہالت
یار شرم کی تھیلی کو جلا نہ دیں گے تب تک کبھی
وہ دولت حاصل نہیں ہوسکتی جس نے سارے
ممالک یورپ کو ہر قسم کے فوائد سے لا مال کر دیا ہے
یا تم شاید نہیں جانتے کہ ولایت کے حکما کی
یہ بھی ایک حکمت عملی اور بڑی موثر حکمت عملی ہے
کہ جب کسی وحشی اور جنگلی قوم کے لوگوں کو
مہذب بنانا اور اُن کے ملک میں نئی روشنی کا
چراغ جلانا چاہتے ہیں تو اس قوم کے کسی
آدمی کو کسی طرح یورپ میں لے آتے ہیں -
اور یہاں لاکر اس کو عمدہ طرح سے تعلیم و
تربیت کرتے ہیں - اور جب وہ زیور تعلیم سے
آراستہ ہوتا اور سن شعور کو پہنچتا ہے تو قوم اس
اُس کے وطن میں لے جاکر چھوڑ دیتے ہیں -
اور وہ پھر اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھا کر اور
تعلیم اور تہذیب کے فوائد دکھا کر راہ پر لاتا
ہے - اور رفتہ رفتہ ساری قوم تربیت یافتہ
ہو جاتی ہے - دیکھو سونتال لوگوں سے اسی
حکمت عملی کا برتاؤ ہو رہا ہے - اور افریقہ میں
بھی ایسا ہی ہوا ہے - میں نے بھی تم کو جو صلاح
دی ہے اُس کی بنا اسی حکمت عملی پر ہے یعنی جہاں
کسی طرح ایک معزز مسلمان کی عورت یہاں
آئی اور تعلیم یافتہ ہو کر مع الخیر ہندوستان گئی
پھر سال میں ایک درجن بیگمات ولایت میں
آئیں گی - اور اہل یورپ بھی اس کو دیکھیں گے
کہ ہاں ہم لوگوں کی عورتیں کیسی خوب کی حسین اور
نازنین ہوتی ہیں - ایسا ایک زمانہ تو آنے والا ہے
کہ جب تربیت یافتہ بیگمات کلکتے میں گاڑیوں
میں سیر کریں گی - جلسوں میں جائیں گی -
لکچر دیں گی - اپنا کلب بنائیں گی - مگر چونکہ
میری بڑی تمنا ہے کہ اس ترقی کی ابتدا
اپنے زمانے میں دیکھوں اور جلد دیکھوں اس لیے
میں بڑی سرگرمی سے اس معاملے میں کوشش
کر رہا ہوں - اور میرے بہت سے نوجوان دوست
اور معتقد بھی ہندوستان میں ان خیالات کی
اصلاح میں مصروف ہیں - اور میرا ایک
(مشن ۵۱) بعنایت ایزدی اچھی ترقی پکڑ رہا ہے
گذشتہ سال میں ایک معزز کم سن نوجوان نے
یہاں آنے کی خواہش ظاہر کی ہے - اور تم غالباً
جان گئے ہوگے کہ وہ کون ہے - میں اسکو صلاح

۵۱ مقصد عظیم یا وہ گروہ جس کا کوئی مقصد
عظیم ہو ۱۲ -

دینے والا ہوں۔ کہ یہاں ڈبل ہو کر آئیے تاکہ
اُس کی ڈبل تعظیم اور تعلیم ہو اب اس وقت (ڈنر)
کی گھنٹی بجی۔ میں کھانا کھانے جاتا ہوں۔ اور
خط کو بند کر کے ہوٹل کے آدمی کے حوالے کرتا ہوں
عبدالرزاق۔ مرزا ہاشم علی وغیرہ کو سلام کہو۔ اور
یہ خط پڑھوا دو۔

راقم
سعید آزلی۔ از یورپ

پرانی روشنی کا نامۂ پیام

(نمبر۱) لندن۔ رسل۔ اسکوایر

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ۔ تسلیم۔ اُس روز
آپ نے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر آکر رخصت کیا
اور احباب نے زنگا رنگ کے امام ضامن بازو پہ
باندھ کر خیرباد کہی۔ اور آج دیکھیے بندہ عنایت
ایزدی سے لندن میں ایک مکلف اور آراستہ
اور ہوادار ہوٹل میں۔ ایک غرور اور مسرت کی
ادا سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھ کر
آپ کو یہ خط لکھ رہا ہے۔ اس خط کے مطالعے
سے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ میں اپنے
قول کا سچا اور اپنے وعدے کا پکا ہوں۔ اور
شاید قلیل ہی عرصے میں آپ اور ہمارے وطن
کے دوسرے احباب اس کو تسلیم کر لیں گے۔
کہ ہاں بعد مدت کے اب ایک شائستہ اور تہذیب
یافتہ خیالات اور پکے تجربے اور پختہ عقل اور
ہندوستانی عقیدے کا آدمی اس ترقی انگیز
ملک میں آیا ہے جو آئندہ یہاں کے ہر قسم کے
اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی
خیالات سے اپنے نیم وحشی ہم وطنوں کو آگاہ
کر سکے گا۔ اور جو خدانخواستہ ولایتی اخلاق
اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کی دوربین
بنے گا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میں پرانے
اسکول کا آدمی ہوں۔ اور میرے دل میں
قدیم مدرسے اور اُس کے علوم و فنون اور
پرانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہے۔ اور
میں اپنی وضع کا کیسا پاس دار اور پیروی کرنے والا
ہوں۔ کہیں جاؤں کسی ملک کا سفر کروں
مگر کیا ممکن کہ اپنی وضع میں فرق آئے۔ اور اپنی
قطع بدل جائے۔ یہ تو بہروپیوں کا کام ہے
کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہیں اور اس
ذریعے سے کسی طرح روٹی کما کھاتے ہیں۔
بندے نے ڈوک کے قریب ہی جہاز پر اپنے ڈبل
اور پرشوکت اور سایہ دار اور کامدار چغے
میں اپنے کو لپیٹا۔ اُس پر سے ایک [illegible]
شالی کمربند بھی جڑ لیا۔ پھر اپنی پنیری دستار
علم کو بھی سر پر رکھا۔ اور سبز رنگ کی بلند
ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا۔ پھر کیا تھا
ادھر جہاز سے اتر کر ریل پر سوار ہوا کہ تماشا
بن گیا۔ جس کو دیکھو وہ مجھ ہی کو دیکھتا ہے۔
جس لیڈی کی آنکھ پڑ گئی ہمہ تن تحیر بن گئی
اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آ رہے ہیں۔ بیسیوں صاحبان
عالیشان گاڑی میں گھسے چلے آتے ہیں
لیڈیوں نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی
بنا ڈالا۔ اور میں اُن کے اس استعجاب کو دیکھ کر
ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے
یہاں کے انگریزوں نے آج تک کسی ایمان دار

متعصب اور خرانٹ مولوی کو اس کے اصلی
لباس اور شان و شوکت اور ہیئت سے کبھی
نہیں دیکھا تھا۔ اور اسی لیے میری پذیرائی کا
اسکا وہ سامان ہوا جو جزیروں سے وحشیوں
کے لیے ہوتا ہے۔ خیر اُن کا جو جی چاہے مجھے
سمجھیں مگر میں بھی اپنے دل میں اُن کو کچھہ
سمجھ لیتا ہوں۔ اور اس لیے کسی فریق کو جائے
شکایت نہیں ہے۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔
مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقل سلیم بڑے زور سے
میرے دل میں اسکی تحریک کرتی ہے کہ اس سے قبل
جو ہندوستان کے لوگ یہاں آئے ہیں
وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہیں نہیں بلکہ کلکتے
اور بمبئی ہی سے صاحب بن کر اُترے یا سوار
ہوئے تھے۔ اور اس لیے وہ لوگ عجائب المخلوقات
نہیں تصور کیے گئے۔ اور یہاں کے لوگوں نے
اُن کو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقے کا
وکیل یا کالے صاحبوں کا زندہ یادگار عزت آثار
تصور کیا۔ اور اُن کے ساتھہ اُس قسم کا برتاو
خاص اور عام مجلسوں اور صحبتوں میں ہوتا ہے
جو اپنے خاص لوگوں کے ساتھہ ہونا چاہیے۔
مگر یہاں کے لوگ بدل اس کے خواہش مند
اور متمنی تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی
یہاں آئے تاکہ اُس سے بہت ویسی باتیں
جن کے بیان کرنے میں نئی روشنی والوں کو
بہت سی وجہوں سے تامل ہوتا ہے دریافت
ہوں اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیوں
کی شکایت اور حکایت کو اصلی آب و رنگ
اور دیانت داری کے ساتھہ بیان کرے۔
یہاں کے قابل اور بیدار مغز وزرا ہم لوگوں کے

قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور
قدیم مدرسوں کے حالات سے واقف ہونے
کے بڑے شائق ہیں۔ اور اُن کا قول ہے کہ اس
قسم کی معلومات کتاب اور انگریزی دان
اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے حاصل
ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اول تو اُن کو خود اپنی
خبر نہیں۔ اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے
ابتدائے شباب ہی میں اُن کے خیالات پر
مغربی تہذیب کی پالش کردی ہے۔ ان
وجہوں سے میری خاطر تواضع حد سے زیادہ
ہوتی ہے۔ اور میرے ساتھہ یہاں کے لوگ
اُس طرح پیش آتے ہیں جس طرح غیر ملک کے
کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے۔ اور میرے ہوٹل کے دروازے پر
گاڑیوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اور ہر شب کو کسی
خاص یا عام جلسے میں میری دعوت ہوتی ہے۔
شاعر نوویلیسٹ محرر ریفارمر سفرا وزرا ممبران
پارلیمنٹ تجار شاطر پادری اور بعض بعض
ویسی خاتونان با نام و نشان جو ہندوستان
کی آیندہ ترقی کے اسباب کے مہیا کرنے اور
بہم پہنچانے اور ہندوستان کے باشندوں
کی ہمدردی کا چراغ یہاں کے لوگوں کے
دلوں میں روشن کرنے کی کوشش کرتی ہیں
اس فقیر کی ملاقات کو آتی ہیں۔ اور مختلف امور
اور مسئلوں کے متعلق سوالات کرتی ہیں۔
یہاں کے علما اور پادری لوگ بڑے وسیع الاخلاق
منکسر المزاج متحمل اور ذی ہوش ہیں۔ اور
اسی قسم کے لوگوں سے خاص کر سب سے زیادہ
ملاقات رہتی ہے۔ ٥

کند ہمجنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہاں آئے مہینے دو مہینے ہی ہوئے ہیں اور اسی عرصے میں میں قلم ہاتھ میں لے کر یہاں کے حالات اور خیالات اور رسم و رواج اور طریق معاشرت و تمدن وغیرہ پر رائے دینے بیٹھ گیا اور گی آمدی و گی پیرشدی کا مصداق بن بیٹھا۔ مگر نہیں مجھے اس تھوڑے عرصے میں یہاں کے لوگوں کے اندرونی و بیرونی حالات کے دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع کر ملا ہی ایسا شاید کسی کو سالہا سال میں نہیں ملے گا کیونکہ میری رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گزر ایسے ایسے مقامات میں ہوتا ہی جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ یہاں کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہیں اور نقش آزادی گویا اِن کے دلوں پر کندہ ہی۔ اِن کو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہیں۔ مگر جہاں اِن کی آزادی کو کسی نے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہیں آزادی کے نشے سے انگلستانی لوگ کچھ ایسے مدہوش ہیں کہ اس کی ترنگ میں انھوں نے اپنے سب قسم حقوق کو عورتوں کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد و عورت کی حالت میں کوئی فرق نہیں۔ معاذاللہ یہاں عورتیں گھوڑا دوڑاتی ہیں ناچتی ہیں غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہیں دکانوں میں بیٹھتی ہیں اور خدا جانے اور کتنے دھندے کرتی ہیں ہمارے عفت آباد ہندوستان کی عورتوں سے اگر یہاں کی عورتوں کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کی جائے تو اُن کو فوراً شرم اور خوف اور غصے سے اُس قسم کی حارتپ آ جائے جو مثل شاخ چنار اُن کو جلا دے۔ یہاں کے مکانات سواریاں سب بے پردہ ہیں اور یہاں کے لوگوں کا قول ہی کہ کھلے مکان میں ہوا آتی جاتی رہتی ہی جس سے صحت جسمانی میں ترقی ہوتی ہی۔ خیر مردوں کے واسطے یہ مکانات بے شک عمدہ ہیں مگر نہ ویسے صاف و شفاف جیسی ہمارے دہلی اور لکھنؤ کے امرا کی دولت سرائیں اور زنانوں کے لیے تو یہ مکانات بالکل ناموزوں ہیں نہ بلند دیواریں نہ متعدد ڈیوڑھیاں نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح پردہ دار پائیں باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریاں نہ محرابی بارہ دریاں نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے۔ مکانوں میں فن عمارت کے اصول سے دیکھنے سے کوئی تعریف کی بات نہیں کیونکہ صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہی اور بڑے بڑے آئینے لگے ہیں البتہ کوچ میز اور کرسیاں اور بھی دوسرے سامان آرایش قابل تعریف ہیں مگر نہ اتنے کہ اُن کو ہم اپنے نوابزادگان ہند اور والیان ملک کے مکانات اور ایوانوں کے ایرانی قالینوں مخملی گاؤتکیوں فیل دنداں کی چارپائیوں سونے چاندی کے جھاڑوں رنگ برنگ کے شیشہ آلات و طلائی اور نقرئی اگالدانوں اور حلبی آئینوں سے تشبیہ دے سکیں۔ یہاں کے عام مکانات اور عمارات شاہی کی بھی بڑی تعریف سنتی تھی مگر جب جا کر اندر باہر سے نظر غور سے دیکھا تو کوئی مکان یا ایوان

فقیر کی آنکھ میں نہ جچیں ہاں یہاں کے لیے
یہ عمارات مایۂ غرور ہو سکتی ہیں مگر واللہ
تاج جامع مسجد دیوان خاص و دیوان عام
اور آصف الدولہ والے امام باڑے کے جوڑ کا
ایک مکان بھی نہیں تھا۔ یہاں کیا تمام جہان میں
تو ان عمارتوں کا جواب ہی نہیں مگر ہاں
جو نوجوان کہ اپنی بود و باش کے جنگل سے یکسر
یہاں آئے ہیں اور آثار صنادید ہند کی زیارت
سے مشرف نہیں ہوئے اُن کو تو اِن
مکانوں کے دیکھنے سے وجد ہو جاتا ہے اور وہ
بے تکلف انگریزوں سے کہہ دیتے ہیں کہ ہندوستان
میں ایسی عمارتیں کہاں نصیب جب کہ میں ان
عام مکانات کو دیکھنے گیا تھا تو میرے ساتھ
بہت سے ایسے جلیل القدر انگریز تھے جنھوں
نے عجائبات روزگار کی سیر کی تھی اور ہندوستان
کے سلاطین کی عمارتوں کو بھی دیکھا تھا
میں نے ان سے پوچھا کہ باوجودیکہ فن انجنیری میں
آپ لوگوں نے یہ کمال حاصل کیا ہے اور لاکھوں
روپیہ اس خاص فن معماری کی تعلیم میں خزانۂ شاہی
سے خرچ ہوتا ہے مگر ولایتی معمار ایک نقش
ایک کمرہ ایک دیوار ایک پل اُس استحکام
اُن نقش و نگار اور اُس تراش خراش کا کیوں
نہیں بنا سکتے جو قدیم زمانے میں مسلمانوں کے
بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اور جس سے بخوبی
اُس کمال کی تصدیق ہو سکتی ہے جو ہمارے
محکوموں کو کسی زمانے میں اس فن خاص میں
حاصل تھا۔ بعض صاحبوں نے کہا کہ وہ سامان
اور اسباب اور مصالح یہاں میسر نہیں۔
بعضوں نے فرمایا کہ وہ قدیم طرزیں اب نامطبوع

اور ناپسند ہیں بعض انصاف دوست نے
یہ کہہ دیا کہ دنیا میں ایسی کون سی چیز ہے جس کی
نقل اس جزیرۂ مردم خیز کے باشندے نہ اُتار
سکتے ہوں اور کون بکنی قسم کی عمارت ہے
جس کے بنانے سے ہمارے ولایتی معمار قاصر
ہوں میں نے عرض کیا کہ ہندوستان کے
امرا کو تو وہی کاریگران صنعت اور وہی
پرانے فیشن کے مکانات پسند ہیں پھر وہاں
انجنیر لوگ ایک مختصر ہی سا نمونہ کیوں نہیں
طیار کر کے دکھاتے اس پر ایک انجنیر صاحب
جو شرابِ سیر تھے بول اُٹھے کہ کیا ہماری
عمارتوں میں مضبوطی اور استحکام نہیں اور واللہ
ہم لوگوں کا نسخہ کم خرچ بالا نشیں ہے لاکھوں
روپیہ بے کار برباد کرنے اور فضول خرچی میں
دولت لٹانے کا نتیجہ کیا ہے۔ استحکام کی نسبت
تو میں نے یہ عرض کیا کہ کلکتے کے عجائب خانے کی
دھنسی ہوئی دیوار اور ہائی کورٹ کی مشتبہ
چھت اور خضر پور کے پل کے گرنے کا حسرت انگیز
واقعہ بدیہی دلائل اور زندہ نظیریں ہیں کہ کئی
لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ پل بڑے اہتمام سے
تیار کیا گیا تھا مگر اس بے تکلفی سے گرا جیسے درخت سے
پکا آم۔ چھت سے چھپکلی بڈھے کے سو سڑے ہوئے
سے دانت۔ تاڑ کے درخت سے پاسی کے
ہندوستانی رئیسوں کی آنکھوں سے آنسو
اہلکار۔ اور سنتوناین سے سیٹھ کے کپڑے
فضول خرچی کی نسبت میں نے یہ جواب دیا کہ
ہندوستان کی عمارت کے سررشتے کے
اخراجات ناجائز پر پھر ایک مدت سے
مدبروں کے جلسے میں ماتم کیوں ہے۔

اور ہر دوسرے تیسرے سال ایک تحقیقات کی کمیشن کی ضرورت کیوں ہوتی ہے۔ اور روز ولایتی معماروں کی شکایت اخباروں میں کیوں چھپتی رہتی ہے۔ اس بدمزہ اور ناخوشگوار جواب کے پانے سے صاحب کا رنگ فق ہوگیا اور ان کے بشرے سے اس حیرت آمیز انقباض کی کیفیت ظاہر تھی جو ان کو پرانے باجے سے نئی گت کے سننے سے ہوا تھا۔ میرا قصد ہے کہ انشاءاللہ تعالے یہاں سے مع الخیر ہندوستان کو لوٹتے وقت اندلس کی نادر روزگار پائدار بے نظیر خوب صورت اور شوکت ریز اسلامی عمارتوں کی بھی زیارت کرتا جاؤں کیونکہ مدت سے میرے کان ان کی تعریف سے بھرے ہیں اور زمانۂ طالب العلمی میں جب کہ میں کالج میں تھا تو مجلس مذاکرۂ علمیہ کے ایک جلسے میں مسٹر اوڈروو نے بڑی دیانت داری گرمجوشی اور قدردانی سے ان عمارتوں کی تعریف کی تھی جس طرح ہمارے خمارزدہ چالاک نیم وحشی چینی بھائیوں کو افیون اور اس کے مرکبات نشے کے کھانے کا ذوق و شوق ہے اور جس طرح ہمارے ہندوستان کے لوگ کیمیا دعا تعویذ جادو طلسم اور شاعری کے عاشق ہیں اسی طرح یہاں کے ہر درجے اور ہر طبقے کے لوگوں کو خواہ عورت ہوں یا مرد امورات تمدن کے جاننے ان پر بحث کرنے ان میں نکتے نکالنے ان پر رائے دینے کا شوق اور دعوی ہے اور ہر شخص اپنے کو تمدن یعنی پولیٹکس کا پتلا جانتا ہے خواہ وہ تمدن کے معنے سے بھی واقف نہو۔ وقت فرصت میں ہر شخص کے

پاس ایک اخبار کسی قسم کا ضرور ہوگا اور وہ اس سے چند مضامین حلقۂ احباب میں بیان کرنے کے لیے چن رکھے گا اور پھر جب کسی قہوہ خانے یا شراب خانے یا قمار خانے میں جائے گا تو وہاں ضرور مسٹر ڈزرئیلی یا مسٹر گلیڈسٹین یا لارڈ ڈلٹن کی غلطی نکالے گا یا کسی کی حکمت عملی اور رائے کی تعریف کرے گا اور کسی کو برا کہے گا شاید کوئی آدمی بھی اس خرمے میں ایسا نہو گا جس کی چھوٹی حاضری کے ساتھ صبح کو ایک تشتری یا تمدن کا حلوا یا بسکٹ نہ رکھا جاتا ہو اور جو اس کے کھانے بغیر گھر سے نکلتا ہو کام کرتا ہو یا کسی کی ملاقات کو جاتا ہو سمجھتے وہ ضروری اور موجودہ مسائل تمدن کا حل کرنا بھی ہوتا ہے کیونکہ بغیر اس کے جان عذاب میں پڑ جاتی ہے اور اگر ان معاملات میں گفتگو نہ کر سکوں تو دوسرے روز نالائق کند ذہن بدمذاق اور نیم وحشی مشہور ہو جاؤں خصوصاً لیڈیوں کے عشرت بار حلقوں اور صحبتوں میں تو پھبتیاں اور تالیاں بج جائیں تمدن کے خیالات سے یہاں انسان کو ایک دم فرصت نہیں کیونکہ ہر منجیہ ہر مال زادی ہر سقہ ہر گھاس چرانے والا ہر آلو بونے والا ہر دکان دار ہر بابا زادی اور ہر درباری مدبر ہے۔ ہمارے ہندوستان میں تو شاید اس کثرت سے گاؤدی بھی نہوں گے جس کثرت سے یہاں مدبر ہیں۔ بہت سی خاتونان ذی فرہنگ ایسی ہیں جن کے مکان میں روز خاص خاص دعوت کے جلسے اس غرض سے منعقد ہوتے ہیں

کہ ہر فن کے قابل اور خصوصاً مدبر لوگ آئیں
اور خورد و نوش کے وقت امورات تمدن
و معاشرت پر بحث چھڑے اور اوّل طعام
اور بعد ازاں کلام کا مزہ اٹھے۔ اگر ہمارے
ملک کی پردہ نشین معصوم صفت نرم مزاج
نازک بیگموں سے کوئی یہ پوچھے کہ آفتاب
کدھر سے نکلتا اور کدھر ڈوبتا ہے تو شاید
مشکل سے بتائیں کیونکہ ان کو ایسی بے سود
باتوں سے کیا غرض مگر یہاں تو ہر لیڈی
آپ کو افغانستان کے پہاڑوں کے نقشے
میں رستہ بتانے اور سبق سکھانے کو
موجود ہے اور بڑی بلاغت اور فصاحت
سے امیر یعقوب خاں کا سراپا بیان کرتی ہے
اور فرط تحقیق سے بعض یہ بھی فرماتی ہیں کہ
امیر یعقوب خاں شیعہ مذہب ہے اور بھوت کا
قصہ سنکر ڈرتا ہے حالانکہ یہ معلوم نہیں کہ خود امیر
اور اس کی ساری قوم ایک قسم کے ایشیائی
دیو ہیں۔ پرسوں شب کو ایک پروفیسر صاحب
نے جن کو امورات تمدن کا بڑا چسکا ہے میری
خاص دعوت کی اور جب کہ میں قدرتی ہاتھ سے
چھری سے جلد جلد کھانے لگا تو ان کی
میم صاحبہ حیرت انگیز تبسم سے میری طرف
دیکھنے لگیں اور چاروں طرف سے حقارت آمیز
چشمک ہونے لگی مگر جب تک یہ سب ہو
بندے نے اپنے سامنے کا برتن اور بغل
اور آس پاس کی دو چار ڈیش اور تشتریاں
صاف کر دیں اور زور سے ڈکار لے کر
قرأت سے الحمد للہ بہ آواز بلند کہا اس پر
میری بغل کے ایک صاحب نے سرگوشی میں
مجھ سے فرمایا کہ اس طرح سے ڈکار لینا اخلاق
کے خلاف ہے اس پر میم لوگ خندۂ زیر لب
کریں گی۔ میں یہ سنکر چپ ہو رہا۔ بعد
کھانے کے پروفیسر صاحب نے ایک مطول
اور مدلل تقریر میں اپنی اس دماغی محنت
اور بحث کا حال بیان کیا جو انھوں نے
ہندوستان کے متعلق خاص خاص مسائل تمدن کے
حل کرنے میں کی تھی اور بعد اس تمہیدی
تقریر کے یہ سوال کیا کہ آیا آنشام میں قانونی
یا غیر قانونی گورنمنٹ وہاں کے باشندوں کے
مفید حال ہوگی اور موجودہ انتظام کا
عنوان واثر کیا ہے۔ میں نے اس کی نسبت
اپنی ناقص رائے دی اور موجودہ انتظام کی
تعریف کی۔ اس پر پروفیسر موصوف بولے
کہ وہاں کے انتظام میں بہت خلل اس لیے
ہوتا ہے کہ شہر کابل پٹیالہ کی ریاست سے
ملحق ہے اور چونکہ اس ہندوستانی ریاست کے
لوگ اکثر وہاں آتے جاتے اور تجارت کرتے
ہیں اس لیے بہت سی ایسی خرابیاں عام
لوگوں کے خیالات میں واقع ہوتی ہیں جو
ہندوستانی انتظام سے نکلتی ہیں۔ اس
تحقیق بلیغ کو سن کر میں ساتھ ایک خندۂ زیر لب
کے چپ رہا۔ اسی طور پر ایک ایل ایل ڈی صاحب
نے یہاں ایک رسالے میں جہاد کے مسئلے کی
تحقیق کے مضامین لکھتے لکھتے یہ لکھ دیا ہے کہ
ہندوستان میں شیعوں کی تعداد سنیوں
سے زیادہ ہے اس لیے جہاد کا خوف بہت
کم ہے اللہ ری تحقیق!
تصنع بانکپن اور وضعداری یہاں کی عورتوں میں

بہت مروج ہی اور اس کی وجہ ظاہر ہا کہ
کیونکہ یہاں قدرتی حُسن تو اس طرح سے
مفقود ہی جیسے ہندوستان سے ارزانی
اور دار جلنگ اور شملے سے گرمی عورتوں
کے چہروں کو سفید آلو سے کامل تشبیہ ہی ہا اگر
چونے کی ہانڈی کہیں تو وہ بھی روا ہی
چونکہ نمک اور ملاحت اور چمک اور روشنی
یہاں کی عورتوں کے چہروں میں بالکل نہیں
اس لیے یہ سفید پریاں ایک قسم کا سفید
چونا جس کو (پوڈر) کہتے ہیں چہروں پر
ملتی ہیں اور صابون سے اس سفوف کے
لگانے کے قبل اپنے کلّوں کو خوب رگڑتی ہیں
اور بعض دکانیں بھی اس قسم کی ہیں جہاں
رنگ درست کرنے کا علاج ہوتا ہی چنانچہ
دو برس ہوے کہ ایک اسی قسم کی دکاندار
عورت نے ایک امیر میم صاحبہ کو جن کو
اپنے رنگ کے چمکانے کا بڑا جنون تھا اپنے
مکر کے جال میں پھنسا کر بہت سے بیش بہا زیور
لے لیے تھے اور اس غریب میم نے دو ہا سے
اپنے جسم اور اپنی مجنونانہ حرکت سے اپنی
خصلت اور نیک نامی کو داغ دار بنایا تھا
میں انشاء اللہ تعالےٰ دوسرے خط میں
یہاں کی عورتوں کے لباس و خصلت اور
حالات کے بارے میں بھی اور بہت سے
خیالات ظاہر کروں گا۔ اس وقت چونکہ فرصت
کم ہی اس لیے انھیں چند سطروں پر اس نیاز نامے کو
ختم کرتا ہوں و التسلیم مع التواضع والتکریم

آپ کا صادق دوست

تیغ بے نیام

پُرانی روشنی کا نامۂ پیام

(نمبر ۳)

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ۔ ہنوز ظلمات شب
باقی ہی کہ میں اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہو
چاے پانی مکھن توس بھوس کو معدے کے
زندہ خورچی میں رکھ تسبیح کو پلنگ کے ایک
کونے سے لٹکا لکھنے کی میز پر آ بیٹھا اور نہایت
تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہوں
گو میری ہندوستانی عادات کی پابندی کے
سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف
ہوتی ہی مگر اپنے اوقات معینہ میں کیونکر فرق
ڈالوں اور اپنے حکیمانہ خیالات کے مطابق
حفظ صحت کے قواعد کیوں کر نہ برتوں۔
دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہی
اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہی صاف یہی
معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلمٹ کی فیل و نہا
کی سٹیل مائی بچھی ہوئی ہی۔ دریا میں جہازوں
کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی
ہی اور درختوں پر مختلف قسم کے خوش آہنگ
پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہیں۔ میز کے
قریب آتش دان روشن ہی اور اُس میں
ولایتی کوئلا جل رہا ہی اور میں ہیور کی عبا
اور فلالین کی نیم آستین پہنے بیٹھا ہوں۔
ہوٹل کا خانساماں اکثر میرے واسطے میری
پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی
پکاتا ہی اور یہودی قصاب کی دکان سے
گوشت لانے کی اُس کو بہت تاکید کرتا ہوں
اور جب کہ میں اُس کو یہ حکم دیتا ہوں تو وہ

مسکراتا ہوا میرے سامنے سے چلا جاتا ہے۔
یہاں کے لوگ سحر خیز نہیں ہیں اور اکثر دس
بجے تک سوتے رہتے ہیں گویا یہاں نیند سے
جاگنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہے
کوئی بھلا مانس نور کے تڑکے نہ اٹھے گا شاید
یہاں کا مرغ بھی اس وقت نہ بولتا ہو۔
سحر خیزی کی صفت یہاں کے لوگوں میں
دو وجہوں سے نہیں ہے ایک تو یہ کہ انگریز تو
روزانہ علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہیں
کرتے اور صبح کو نیند سے جاگ کر دنیوی کاموں
کے شروع کرنے کے قبل نماز نہیں پڑھتے اور
رات کے آرام اور تسکین اور مسرت سے کامیاب ہونے کا
شکریہ بارگاہ ایزدی میں صبح کو بجا نہیں لاتے
اس وقت ہمارے ہندوستان کی مسجدوں
میں جوق جوق مسلمان صاف لباس پہن اور
خوشبو لگا کر جا رہے ہوں گے اور اللہ اکبر
اللہ اکبر کی صدا ہمارے مسجدوں میں غل مچا ہوگا
کوئی وظیفے میں مصروف ہوگا۔ کوئی درود
پڑھتا ہوگا۔ کوئی سجدۂ شکرانہ بجا لا رہا ہوگا
اور کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا
دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں ہر طبقے اور درجے
کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھروں سے
باہر رہتے ہیں اور عام مقامات آرامش و رہائش
اور تماشا خانوں کی سیر کرتے ہیں اور حلقہ
احباب میں کھیلتے کھاتے اور پیتے پلاتے رہتے
ہیں۔ یہاں ہر فیشن اور پیشے کے لوگوں کے
واسطے مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور
کلب علیحدہ ہیں جیسے فوجی قانونی وزیری
مذہبی فرانسیسی جرمنی شام کے بعد سے ٹھیٹروں

اور ایسے مکانوں میں کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہیں اور اپنی اپنی پسند اور مذاق
کے مطابق ایک ایک طرح کی تفریح میں مصروف
ہو جاتے ہیں۔ تماشا خانے کثرت سے ہیں اور
گنجفہ تاش شطرنج اور میز کے انڈے کا جوا بڑی
دھوم سے ہوتا ہے اور ایسے ایسے مشہور
کھلاڑی ہیں جن کا لوہا سارے تہذیب یافتہ
ملک کے جواری مانتے ہیں اور جو اس ناجائز
ذریعے سے لاکھوں ہی لاکھ کماتے اور اڑاتے
ہیں کسی ہوٹل کے کسی کمرے میں دو چار یار تاش
کھیل رہے ہیں کہیں دو چار شطرنج میں غرق
ہیں کسی طرف انڈے کی میز پر کھٹا کھٹ انڈے
دوڑ رہے ہیں کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے
کہیں کافی اڑ رہی ہے۔ اور کسی گوشے میں
چائے پانی کا سامان درست ہے۔ علاوہ ان کے
وضعدار طرحدار مالدار اور رسا خاتونوں
اور امیروں اور نامدار وزیروں کے مکانوں
میں خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی
ہوا کرتے ہیں اور ہر غنچۂ احباب میں مسائل تمدن
یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہے اور
بڑی گرم جوشی سے مبادلۂ خیالات ہوا کرتا ہے
اور ہر شخص روز ایسی صحبتوں اور خاص جلسوں
میں رائے دینے اور گفتگو کرنے کے لیے
تیار رہتا ہے اور اخباروں سے اپنی تحویل
دماغ میں ہر قسم کی معلومات کا خزانہ پیشتر سے
جمع کر رکھتا ہے۔ جن لوگوں کو رہنے کا خاص
اپنا مکان یا کرائے کی کوٹھی ملی ہے وہ ایک بجے
دو بجے ہوٹلوں تماشا خانوں اور کلبوں سے
اپنے اپنے مکان چلے جاتے ہیں اور جو

خانہ بدوشی میں ددہ - ع
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

پر عمل کرتے ہیں - سحر خیزی کے مانع جو دو وجوہ میرے خیال میں آئے تھے میں نے بیان کیے اور شاید یہ بھی گمان ہو سکتا ہی کہ چونکہ صبح کو یہاں بڑی سردی پڑتی ہی اس لیے ہر قسم کے لوگ اس وقت اپنی اپنی خواب گاہ میں رہنا حفظ صحت کے لیے بہتر تصور کرتے ہیں -

یہاں کے عام مکانات آرائش و رامش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ میں نے کھینچی ہی اس کو دیکھکر تو آپ پھڑک جائیں گے اور علی الخصوص ہمارے ملک کے وہ امیرزادے جو شبانہ روز بیوبار اور تین سکانے کہتے رہتے ہیں اُن کے دلوں میں لندن کی سیر کا شوق بھر جائے گا مگر نہیں - یہاں کے عام مکانات تفریح اور ہمارے ملک کے مدک خانوں اور چنڈو خانوں اور عیش خانوں سے آسمان و زمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہمارے ملک کے چنڈو خانوں اور عشرت خانوں پر یہاں کے ہوٹلوں - تماشا خانوں - اور جوے خانوں کو ترجیح نہیں دے گا - یہاں کارخانہ بہت توق الیھڑ ہی روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین آرام راحت اور ہم لوگوں کے خیالات کے مطابق عیش بالکل مفقود - اِن مکانوں میں سناٹے کا لطف نہیں بلکہ ہنگامہ ہی - اصلی صفائی کا نام نہیں بلکہ تکلفات تسکین کا نام نہیں بلکہ انتشار و اضطرار ہی - خلاصہ یہ کہ گوشہ فراغت کی پوری تعریف صادق نہیں آتی غیر اور اجنبی لوگوں کا ملنے جلنے سے بے تکلفانہ تفریح کا لطف کہاں

باقی رہتا ہوٹل میں ہر قسم کے لوگ آتے جاتے اور رہتے سہتے ہیں اور کوئی اُن کو منع نہیں کر سکتا کیوں کہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئے گا - ہمارے چنڈو خانوں میں گو ظاہرا سامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشہ فراغت کی پوری تعریف اُن پر صادق آتی ہی اور اُن کو کان معدن آسایش کہنا بجا ہی - ایک نفیس مکان چھوٹے چھوٹے دروازے اور اس کے سوا دھواں نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لیے سیکڑوں سوراخ بیسیوں وشش دان مکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹے گل تکیے - عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے میں اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ جلتا ہو - اسکے سوا ہر شخص کے سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کے لیے اُگالدان وہاں کے جانے والوں پر بیٹھنا حرام ہو گیا فوراً آرام سے لیٹ گیا اور چینی کے لیے غریب چنڈو باز موجود اُن کی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چھینٹے پر رات بھر خدمت کریں - فیرنی کی تشتریاں بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کھانے کے لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی مہذبانہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ کسی کی ٹانگ اور کسی کا منہ - کسی کا چہرا اور کسی کا سر - ہر شخص کے لیے خوشبو کی گلوری طیار - اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار - اُن کی آزادی ولایت کی آزادی نہیں بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سے یکا یک گو دھو کر

پاک کر دیتی ہے۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ ۔

خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی

کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ عافیت پسند بھی
ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سڑک کے
چلنے والوں نے نہیں سنی۔ قانون کے ایسے
ماننے اور جاننے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھولے
سے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ
گالی تو گالی جوتے کھانے پر بھی کسی کو نہیں
مارا۔ امورات تمدن کے ایسے شائق اور ماہر
کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ
ان کی رائے میں نہیں ہوا۔ اور افغانستان
کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہیں کیا۔ ہمیشہ کو
زرو ہی کو بادشاہ جانتے ہیں۔ مسٹر شا کے
زنجبار میں انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہیں
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا
شروع کیا تو دو بجے جا کر ختم ہوا۔ قانع
اور صابر اس مرتبہ ہیں کہ ایک کستر کی کھیر
چاٹ کر دن رات بسر کی۔ مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کے خیال سے
مہینوں کپڑے نہیں بدلتے۔ منتظم اور خوش
معاملہ اور بامروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے
کا پانا بے تکلف بھول جاتے ہیں۔ تقدیر پر
ایسا تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے
کی خبر سنکر کبھی بالین سے سر نہیں اٹھایا۔
گوشہ نشین ایسے کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ
نہیں دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بھر
تارے گنا کرتے ہیں۔ حفظ صحت کے ایسے
عاشق کہ تمام دن مردے سے بازی لگا کر
سوتے ہیں۔

یہاں کے تماشا خانوں میں بے شک بڑی
تیاری ہوتی ہے۔ روشنی کا اہتمام خوب ہوتا ہے
پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے
جاتے ہیں۔ تماشا کرنے والے مرد اور عورتیں
عمدہ عمدہ لباس پہن کر تماشا کرتی ہیں۔ اور
تازہ بہ تازہ سانگ لاتی ہیں اور ایک دم میں
پردوں کے الٹ پھیر سے سارے مکان کی
ہیئت بدل جاتی ہے۔ ابھی باغ تھا ابھی سمندر
موج مار رہا ہے۔ ابھی ہوٹل تھا ابھی دیوان خانہ ہے
ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن میں قبرگاہ
بن گیا۔ ہر تماشا خانے اور تھیٹر اور اوپرا
میں باجا بجتا ہے۔ اور وہ ایسے ہی باجے ہیں
جن کی آواز وحشت ناک اور سامعہ خراش
ہوتی ہے اور جن کے سننے سے عشرت کا خیال
دل سے جلد جلد بھاگنے لگتا ہے۔ اور لڑائی کا خوف
اور سامان اس کی جگہ آجاتا ہے۔ اوپرا میں
یہاں کی گویا عورتیں اور مرد گاتے ہیں اور
علم موسیقی کے شیدا وہاں اکثر گانا سننے کی
غرض سے زیادہ جاتے ہیں۔ کم بختی سے ایک
روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانے کا
اتفاق ہوا۔ پھر تو سامعے پر وہ آفت آئی کہ
آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہیں
اور اس روز تو تمام شب مارے وحشت کے
بندے کو نیند نہیں آئی۔ ہائے ہائے جس نے
چندر بھاگا۔ شیریں جان۔ ہیرا بدہ و خال
اور تان رس خاں کو سنا ہوگا۔ اور جس کے کان
بین سر بین سارنگی ستار طبلے کی سامعہ نواز آواز سے
آشنا ہوں گے اس کو یہ جنگی باجے کی بھوں بھوں اور گوں گوں
اور چیخیں بے سرے اور بے تالے اور بد آواز قوی ہیکل

عورت اور مرد کا چلّانا کیا خاک بجا سکے گا
یہاں کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو
مثال میں سہل اور عمدہ طور سے سمجھنا چاہیے تو
یوں فرض کر لیجیے کہ جاڑوں کی رات میں
کسی پرانے مقبرے کی کسی ہی قبر میں کسی سڑی
ہوئی لاش پر چند گیدڑ عالم غصہ میں اپنے اپنے
حصّے کے واسطے لڑتے ہیں اور اُس قبر سے
ایک مہیب اور وحشت ناک اور سامعہ گداز
آواز نکلتی ہے اور دور تک جاتی ہے اور ارد گرد
کے رہنے والوں کی نیند کا ستیاناس کرتی ہے
اگر اُدھر آ کے باہر سے کھڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا
آدمی گانا سنتے تو پہلے اُس کو ایسا ہی خیال ہوگا
کہ کسی قبرگاہ میں بجو مصروف جنگ و جدال ہیں
دو آدمیوں کا باہم مل کر یا دوسرے سے لپٹ
یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علیحدہ علیحدہ
کودنے اور ڈھونڈنے کا نام ناچ ہے۔ تال سُر کا
بالکل خیال نہیں۔ واللہ اگر کتھک یا بندادین
کو یہاں کے لوگ ناچتے دیکھیں اور اُن کے
توڑے کی آواز ان کے کان تک پہنچے
تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لیں۔ بتانے
اور بتانے کے نکات اور کمالات سے انگریز
بالکل ناواقف ہیں اور شاید مشکل سے اُس کا
مفہوم ان کے خیال میں آئے۔ خوب زور سے
جوتوں کو صحن میں مارنا یہ ایک ناز ہے۔ سفید
سفید بدقطع دانتوں کا بے موقع نکالنا
یہ ایک نخرا ہے۔ ہاتھوں کو زور سے دبا دینا
یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جھکا کر پھرتی سے سلام
کرنا یہ ایک غمزہ ہے۔ پھر انھیں سلوانی ناز نخرے کا
شہید یہاں ایک عالم ہے۔ نہیں شہزادہ سے سنتری تک

اپنے خمدار ابرو کو حرکت دیا اور سینیں امیرزادے
شہید ہو گئے۔ بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا
بجلی چمک گئی۔ بی گوہر نے پانچوں کو ہاتھ
سے اُٹھایا اور ایک عالم نے عالم وجد ہی
میں مر کے بچنے کی دعا مانگی۔ بی مرجان نے
ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور حاضرین مجلس
مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی بیبا نے
سنہرے دوپٹے کو سر سے ہٹا دیا اور دو چار
بابو کولوٹولے میں کنگھی سے لڑھک گئے۔
بی باما نے محشر انگیز ادا سے کسی کو گالی دیدی
اور نوج کہہ کے لبوں پر انگلی رکھی اور
ڈھاکے کے چوک میں قیامت آ گئی۔ بی طوطی
نے بنارس میں کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے
کو مصنوعی غصے کی ادا سے مفتری کہا اور وہ
اپنے ذہن میں (نائٹ) ہو گیا۔ ہمارے
ہندوستان کے معشوقوں اور پری وشوں
کے چلبلے بانکپن سیماب مزاجی برق وشی
اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہمارے ہی
ملک کے نازک خیال صاف دماغ روشن دل اور
صاحب مذاق حضرات ہیں۔ یہ بے چارے آلو کھانے
اور بھیڑ چرانے والے ان باتوں کو کیا جانیں
مگر ہاں پھر بھی ہر ملکے و ہر رسمے اور۔ ع
ہر کس بخیال خویش خبطے وارد
اس کا خیال بھی رکھنا ضرور ہے کہ جیسا میں نے
خط میں لکھا ہے حسن تو یہاں ہم لوگوں کے
خیالات کے مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہے اور
حسنِ فرنگ حسنِ فرنگ جو مدت سے سنا
کرتے تھے اُس کی تحقیق بھی تصدیق نہیں ہوئی
بلکہ یہاں آنے پر بالکل اُلٹا پایا گو آئین

قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہاں
کی عورتوں کے ساتھہ (جن کو حسین بننے اور
اپنے کو خوب صورت دکھانے کا جنون ہی)
بڑی بے انصافی اور بے رحمی کی ہی۔ مگر
اُس کے جبرِ نقصان سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر
نہیں ہیں۔ بالائی تدبیر مصنوعی اشیا اور
صنعت کے زور سے جہاں تک کہ ممکن ہی
حُسن کے تیار کرنے میں کوشش کی جاتی ہی
(اور باربر) یعنی حجّام اور طرح طرح کے رنگین
اور زر کار لباس سے بہت کچھہ اس خصوص میں
مدد ملتی ہی۔ اور سرخ اور اسفید سفوف رنگ
کے چمکانے دمکانے کے لیے چہرے پر تھپا
ملا جاتا ہی۔ اور لباس وغیرہ کی تیاری میں زرِ کثیر
خرچ ہوتا ہی۔ میں اس قسم کی معصومانہ بوالہوسی
اور زر ریز خام خیالی پر کوئی اعتراض نہیں
کرتا۔ بلکہ جی چاہتا ہی کہ اُس کے جواز کا فتویٰ
دے دوں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ایسا نہیں جو اپنے کو دوسروں
کی آنکھہ اور پسند میں خوب صورت بنانے اور
دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نہ رکھتا ہو
گو سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لے
اور گھنٹوں آئینے اور شانے سے اپنی زیبایش
اور آرایش کے بارے میں شوریٰ نہ کرے
انصاف کی نظر سے دیکھنے سے فقط ولایت
ہی کی عورتیں اس مرض میں مبتلا نہیں ہیں
بلکہ ہر ملک کے لوگوں میں یہ خواہش تھوڑی
بہت پائی جاتی ہی۔ ہمارے ملک کے ایک
ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ نکالنے
نکالنے میں کتنا وقت لگاتے ہیں اور اُن کے

بالوں کے سنورنے اور درست ہونے میں
کتنے درجن مصاحبوں کے ہاتھہ ٹوٹتے ہیں
اور ہمارے لکھنؤ کی سگھیاتوں کی چوٹی کے
گوندھنے میں کئی پہر لگ جاتے ہیں۔ اور
کتنی سنگھائیوں اور کتنے بکسوں کی ضرورت
ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش و زیبایش
اور بننے سنورنے کے تمام اسباب آج اس
ملک میں مہیا ہیں اور جو کچھہ یہاں نہیں
وہ بھی صبح و شام برابر ملک فرانس سے
ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو حسن ساز رنگ ساز
اور درزیوں کے بڑے بڑے کارخانے ہیں
اور یہاں کی میم لوگ ان مدوں میں بے دریغ
خرچ بھی کرتی ہیں مگر باوجود اس کے
ان کارخانے والوں کی کاریگری سے
چوڑا چہرہ گھامڑ نقشہ بھورے بال کنجی
آنکھیں موٹی ناک بے ترکیب گات درست
نہیں ہو سکتی بھلا ان قدرتی نقصوں کو کون
نکال سکتا ہی۔ ہاں جہاں تک ان کے چھپانے
اور ان کو خوشنما کر کے دکھانے کی ترکیب
ہو کی جاتی ہی اور اس سے فی الجملہ ایک
تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش
اور پری رو بیگموں کا چنپئی گندمی کندنی
اور سبز رنگ جس میں ملاحت کوٹ کوٹ
کے بھری ہی اُن کا کتابی چہرہ مستعلیق نقشہ
طرۂ طرّار زلف تابدار غزال کی سی آنکھیں
ستواں کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب
اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہاں کی میم لوگ خواب
میں بھی دیکھہ پائیں تو فرطِ رشک سے جل جائیں
اور مارے غیرت اور غصّے کے پھر اپنے کو

مصنوعی چیزوں کی مدد سے حسین بنانے کا کبھی قصد نہ کریں۔ یہاں کی عورتیں اکثر تو بھی الجثہ ہیں اور اُن کے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاں کی کسی بیگم کو یہاں کی کوئی عورت پکڑ لے تو غالباً اُس کا کوئی عضو اُکھڑ جائے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولنا آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ جو عورات دو دو تین تین سیر گوشت روزانہ کھاتی ہوں دس دس پانچ پانچ پیالی چائے اُڑاتی ہوں۔ دو دو چار چار بوتلیں شراب کا (گو کلاریٹ وغیرہ ہی) خون کرتی ہوں اُن کی تیاری کا کیا حال ہوگا۔

معشوق کی تعریف میں یہ بھی کہا جاتا ہے تمہارا معشوق وزن میں گوا ستون ہے۔ اس کی تعریف کو سُن کر تو آپ واللہ کانپ جائیں گے اور اگر بیگمات سُن پائیں تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دیں میں نے بعض تماشا خانوں میں بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہے کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھری میں باندھ کر اُن کے سپرد کر دیا جائے تو وہ بے تکلف بغل میں داب کر کوس دو کوس لے جا سکتی ہیں۔ ہمارے محلات کی نازک بدن اور سیم تن بیگموں کے لیے تو کرتے دوپٹا گراں ہے۔ گرنٹ کے پاجامے کا اُٹھانا دشوار ہے۔ آب رواں کی کُرتی تک اُن کے بدن کو کاٹتی ہے۔ ساسر لیسٹ کی اکلائی سے شانہ ٹوٹا جاتا ہے۔ شال کو کسی بکس میں بند کرنے یا اُٹھانے میں ہانپنے لگتی ہیں۔ یہی پان کی وزنی گلوری اکثر ہاتھ سے گر جاتی ہے۔ خاصدان کے اُٹھانے سے مہینوں قبضے اور شانے پر موبیائی ملی جاتی ہے۔ مخملی تکیے کے رگڑنے سے اکثر رخساروں پر خون جم جاتا ہے۔ دو تین مہینے کے لڑکے کو گود میں لینے سے دم چڑھ آتا ہے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ہاں یہاں کے لباس کی کیفیت بھی (جس میں ہزاروں روپیہ صرف ہوتا ہے) تھوڑی سی سُن لیجیے۔ ایک قسم کا دُم دار گون ہوتا ہے اور جب کہ اُس کو میم لوگ پہنتی ہیں تو دُم کے پکڑنے کے لیے ایک خوبصورت چھوکری یا چھوکریاں بھی ساتھ رہتی ہیں اور اُن کو بھی رنگین لباس پہنایا جاتا ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ دُم دار گون والی میم کے ساتھ چلتی ہیں۔ اس لباس کے ساتھ عورتوں کو دیکھنے سے مجھے اپنے ملک کا بجیدار فانوس یاد آتا ہے۔ اس دُم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے میں برسوں گفتگو رہی ہے اور بڑی بڑی تحریریں لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ یہاں کی عورتیں قایل ہیں اور قدرت تحریری و تقریری دونوں رکھتی ہیں۔ پھر جب اُن کی دُم کاٹنے کی کوئی تحریک کرے تو کیونکر نہ لڑیں نتیجہ یہ ہوا جن دُم کے دشمنوں نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ کامیاب نہ ہوئے

راقم۔ تیغ بے نیام۔

پُرانی روشنی کا نامہ و پیام

(نمبر ۳)

مائی ڈیر مولنا او دھ پنچ۔ تسلیم اِس سے تو

میں نے آپ کو واقف کر دیا ہے کہ یہاں کے
لوگ اخبار کے کیسے سچے عاشق اور پورے
قدر داں ہیں اور اخبار نویسی اخبار خوانی اور
اخبار بینی کا چرچا کس قدر ہے۔ خدا جانے اس
ملک میں کتنے روزانہ اخبار ماہانہ رسالے
اور ہفتہ وار اخبار ہیں اور اس ذریعے سے
یہاں کے لوگ نہیں معلوم کتنا روپیہ کماتے
ہیں۔ ٹائمز کی آمدنی تو ہمارے ملک کے
بہت سے والیان ملک سے زیادہ ہے
علیٰ ہذا القیاس اور بہت سے ایسے اخبار ہیں
جن کو ریاست کہا جائے تو بجا ہے۔ جہاں
اس قدر اخبار چھپتے اور روزانہ ہزاروں
صفحے سیاہ ہوتے ہیں کہ صبح شام نصف النہار
کسی وقت اخبار دیکھنے سے انسان کو فرصت
نہیں ملتی وہاں یہ امر غور طلب ہے کہ آخر اس قدر
مضامین جدید اور روزانہ اتنی تازہ اور عجیب
غریب خبریں کہاں سے ملتی ہیں۔ آپ کبھی ایسا
نہ خیال کیجیے کہ جو حضرات ان اخباروں کو
لکھتے اور چھاپتے ہیں اُن کو روز اتنے پولٹیکل
مضامین اور تصدیق شدہ خبریں جن سے وہ
اپنا اخبار بھر دے سکیں ضرور مل جاتی ہیں بلکہ
اُن کی معلومات کی تحویل کا خزانہ کسی کا فی جانے
کے معجزے سے بھر جاتا ہے اور پھر وہ معجزہ کسی
چھاپے خانے میں ڈھالا جاتا ہے اور جب ہاں
تحقیق کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جواری کسی
لارڈ یا ممبر پارلیمنٹ کے خانساماں سے اس
معجزے کے تفصیلی حالات سن کر آیا تھا۔ اور
پھر جب خانساماں کی عمیق تحقیق کے اندر کوئی
غوطہ لگائیے تو یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اُس نے
کسی ڈبل پولیٹیشین کے کسی دوست سے معجزے کا
ذکر سنا تھا اور اُن بزرگ نے صرف اپنی
تفریح کے لیے ایک مفید عام اور مزہ دار
قصہ اپنے دماغ کی کل سے تیار کیا تھا۔ یہاں
کسی آدمی کو شاید آرام و تسکین سے نیند نہیں
آتی جب تک وہ اپنے خیال کے پیٹ کو اس قسم کے
معجزے اور خرق عادات کی چیزوں سے اچھی طرح
بھر نہیں لیتا۔ یہاں کے لوگ جتنے اقسام نشہ کے
عادی ہیں اُن میں سب سے تیز نشہ اخبار نویسی
اور اخبار خوانی کا ہے۔ تمام ممالک یورپ میں
تجارت کی بڑی ترقی ہوئی اور بے شک اس اعتبار کی
تجارت میں یہ لوگ ساری دنیا کی قوموں سے
پیش قدم ہیں اور ہفت اقلیم میں ان کی اس
تجارت کا سکہ بیٹھا ہوا ہے اور ہمارے ہندوستانی
لوگ تو ایسے خوش عقیدہ ہیں کہ اُن کو اس کا
بھی کامل یقین ہے کہ یوروپین لوگ اپنے سر کے
بال اور پیچال تک کو برباد نہیں کرتے بلکہ اِن کی
بھی تجارت کرتے ہیں اور ان سے بھی روپیہ
بناتے ہیں۔ یہاں کے بڑے بڑے مدبروں کو
بھی اخباروں سے خفیہ یا ظاہر تعلق ہے اور ہر طبقے
اور ہر درجے کے لوگ اخباروں کو قومی نفع کی
ترقی اور اپنی تفریح کا بہت بڑا آلہ جانتے ہیں
اس لیے ہر ایک اپنی قدرت اور قوت دماغی کے
مطابق اخباروں کی تجارت کے لیے مال بناتا ہے
اور اس قسم کا کاغذی مال ایک ملک سے دوسرے
ملک کو جاتا اور پھر وہاں سے اُس کے عوض میں
نیا نیا مال جو وہاں کے اخباروں کے کارخانوں میں
بنتا ہے آتا ہے۔ ہر ملک کے باشندے اپنی اپنی
عقل اور اصول تجارت کے مطابق مال بناتے اور بیچتے ہیں

مگر جھوٹ باتوں کو اس قدر منفعت کثیر کے ساتھ آج تک کسی نے کبھی نہیں سچا ہوگا۔ ایک ممبر نے خواب میں دیکھا یا مراقبے سے دریافت کر لیا یا کسی اخبار نے اس کو بتلا دیا کہ ہاں دو سلطنتوں میں ایک خفیہ عہد نامہ ہوا ہے بھر کیا تھا دوسرے ہی روز انھوں نے کسی ایوان میں کھڑے ہو کر آٹھ دس کالم بے تکلف اگل دیے اور رپورٹر لوگوں نے جلدی سے اخبار کے کارخانوں میں پہنچا دیے لندن کے اخبار والوں نے اس قسم کی دو چار اسپیچ اخبار میں چھاپ کر اپنے کاغذی ایلچی فرانس میں روانہ کیا اور اس کے عوض میں فرانس والوں نے دو چار جنگ اور ایک محاصرہ اور ایک آدھ کارسپانڈنس کا بستہ باندھ کر لندن بھیج دیا۔ بس اب آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ہر اخبار کی کوئی نہ کوئی خبر یورپ کے کسی کارخانے میں تیار ہوتی ہے اور دس پانچ ملک کے اخبار نویسوں کی متحد کوشش سے اخبار نکلتا چلتا اور مشہور ہوتا ہے۔ یہاں کے اخبار نویس ہمارے ملک کے معصوم صفت اخبار نویس نہیں کہ کھٹا میٹھا جیسا نامت نما جناب پریس کمشنر صاحب کا جی چاہا ان کو کھلا دیا اور وہ بھی سڑی بچی خبروں کو آنکھ بند کر کے نگل گئے جب کہ میں یہاں کے اخباروں کی آزادی اور ہمت کو دیکھتا ہوں متحیر ہو جاتا ہوں اور اکثر اوقات میرے ہاتھ سے اخبار کا پرچہ مارے خوف کے چھوٹ جاتا ہے اور صاف یقین ہوتا ہے کہ ایسے کاغذ کے مکان میں رکھنے سے میں خواہ مخواہ باندھا جاؤں گا یہاں جس اخبار

جس قدر آزادی اور بیباکی سے وزراے سلطنت کی حکمت عملی پر راے زنی کرتا ہے اس کی اسی قدر قدر ہوتی ہے اور روز اس کی خریداری بڑھتی جاتی ہے۔ خدا جانے یہاں کے ارکین سلطنت کس دل و دماغ کے لوگ ہیں اور ان کے ضبط اور تحمل کا کیا مرتبہ ہے کہ اس قسم کی ناجائز اور بے ادبانہ نکتہ چینیوں کو برداشت کرتے ہیں۔ اگر حساب کیا جائے تو کروڑوں روپیہ انگلستان کے اخبار والوں کو دیتے ہیں اور اس کے سوا اور بھی بہت طرح سے مدد کرتے ہیں ہمارے قدیم ملک کے باشندے اس جنون کی کیفیت سن کر بہت ہنسیں گے کیونکہ ہمارے قدیم شایستہ ملک میں تو اخبار محض ایک تفریح کی چیز ہے۔ رؤسا اپنی دریا دلی کے ثبوت کے لیے خریدتے ہیں۔ غربا اپنی تفریح کا ذریعہ جانتے ہیں۔ روزگار کی نیت سے نہ تو کوئی عالی ہمت آدمی اخبار جاری کرتا اور نہ اس لیے کوئی اس کی قیمت کا دینا اپنے اوپر فرض سمجھتا ہے۔ جس کا جی چاہا اس نے کچھ دے دیا جس سے نہ ہو سکا اس نے نہ دیا مگر اخبار ضرور جاری رہتا ہے اور اخبار کے روپے کی نالش کبھی نہیں ہوتی اور نالش خلاف بھی ہے امرا کے پاس جو اخبار جاتے ہیں مہینوں ملازموں کی مسند کے نیچے پڑے رہتے ہیں اگر جشن یا تفریح کے وقت کسی مصاحب نے یہ کہہ دیا کہ فلاں اخبار میں یہ لکھا ہے کہ تین سینگ کا مرغ پیدا ہوا ہے بس اس پر خوب قہقہہ لگا اور بڑی تفریح ہوئی اور یہاں یہ حال ہے کہ ڈیوک اوف سدرلنڈ جن کی روزانہ دس ہزار روپے کی آمدنی ہے

روز سو دو سو ورق اخباروں کے غور سے چشمہ لگا کر دیکھ لیتے ہیں تب کہیں چاے کی پیالی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں۔

ہمارے ایشیائی رئیسوں اور یہاں کے امرا میں اب تک اس قدر فرق باقی ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ ہمارے ملک کے اخبار نویسوں کو کسی قسم کی تکلیف اخبار کے چھاپنے میں نہیں ہوتی کیونکہ ہماری گورنمنٹ بڑی سرپرستی کرتی ہے اور امورات سلطنت کے متعلق کل مضامین گویا ان کو ایک قابل شخص لکھ کر دیتا ہے اور اسی کو وہ لوگ بڑے بڑے حرفوں سے پورے ادب کے ساتھ چھاپ دیتے ہیں اور دنیا کے اور ملکوں کی خبروں کے لیے تو انگریزی اخباروں کا سدابہار گنجینہ موجود ہی ہے۔ اخبار پر اگر سرکاری گزٹ کی تعریف نہ صادق آئی تو اخبار کیا۔ نہ کہ اس ملک کے بے ادب اخبار جن کے پڑھنے سے مارے غصے کے میرا کالا چہرہ بھی قہر اللہ لال ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اخبار مصلح قوم ہے اور سیکڑوں قسم کا فائدہ اخبار سے ہر قسم کے لوگوں اور ہر جماعت کو پہنچتا ہے پھر جب کہ یہ فائدہ عام کی چیز ہے تو اس کو جلب منفعت کا وسیلہ بنانا نہایت پست ہمتی اور تنگ چشمی ہے اس کے کیا معنی لاکھوں روپیہ اخبار والے بنا لیں ہمارے ملک کے چشم لوگ اخبار جاری کرتے ہیں بلا مطالبہ ہر ملک میں قابل اور ناقابل لوگوں کی خدمت میں بھیجتے ہیں کبھی بھولے سے کوئی وقت معین پر معمولی قیمت بھی دیتا ہے اور بہت سے عالی ہمت رئیسوں کو تو یہ یاد بھی نہیں ہوتا کہ اخبار ان کی سرکار میں جاتا ہے ہمارے ملک کے لوگ اسکو کبھی جلب منفعت کا ذریعہ نہیں بناتے بلکہ اکثر مدکیوں اور جانڈو بازوں کی گپ کی تحویل کو طبیب رکھنے کے لیے اخبار مفت بھی دیا جاتا ہے آخر ہندوستان ہندوستان ہی ہے کیونکہ تہذیب اور علم اور فن کی نہر پہلے وہیں سے جاری ہوئی تھی مصر کے راستے سے اس فیض بار نہر کا پانی یورپ کے وحشیوں تک پہنچایا جاتا تھا مگر اب اس انیسویں صدی کے انقلابات سے وہی نہر الٹی بہنے لگی۔

اگر اور بھی دس بیس ورق لکھ جاؤں تو یہ ممکن نہیں کہ یہاں کے اخباروں کی ایک عمدہ تصویر کھینچ کر آپ کو دکھا سکوں اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اخباروں سے تھوڑا سا مضمون بطور مشتے نمونہ از خروارے آپ کے مطالعے کے لیے نقل کر دوں۔ سطور ذیل کے پڑھنے سے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہاں کی اخبار نویسی کیا چیز ہے اس کے اصول کیا ہیں اور اخباروں کا سنگار رجحانہ ایسا جلد چلپا کیونکر ہے۔

اٹالی ہم لوگوں نے یہاں ایک بڑے بلند پہاڑ کے غار سے ایک سنگی پتلا کھود کر نکالا ہے اس پر سنسکرت میں کچھ لکھا بھی ہے اس کے سر پر پرانی وضع کا ایک تاج بھی بنا ہوا ہے اور پروفیسر گمبا جو علوم مشرقی اور تاریخ ہند سے خوب واقف ہیں انھوں نے نہایت توجہ سے امتحان کر کے یہ راے دے دی ہے کہ یہ لنکا کے بڑے دم دار کالے بندر کا نانا ہے۔

فرانس۔ نوبیدپاشا یہاں مصر کے پیچیدہ
معاملات کی نسبت عجیب و غریب مضامین
بیان کر رہے ہیں اور اُن کے بیان سے
ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر ڈی ویں نے اُن کے
ساتھ بُرا سلوک کیا اس سفیر کی ساری
کارروائی دو رُخی تھی۔ لارڈ سالسبری کے
لیے یہ ایک نہایت تازہ فتح وہی مبارک باشد
روس۔ یہاں بغاوت کی آگ پھیلتی جاتی ہے
بعض بعض قابل اور معزز خاتونوں کو گولی مارنے
حکم ہوا ہے اس سے سارے ملک میں ایک اضطراب ہو رہا ہے اور
عام لوگ باغیوں کے ساتھ ایسے ظالمانہ برتاؤ
کی وجہ سے ہمدردی کرتے ہیں۔ ایک جیحق نام ایک
شخص بھی ماسکو کے اطراف میں گرفتار ہوا ہے
اور اُس کی جیب سے نہایت تردد انگیز خطوط
کاغذات نکلے ہیں۔ زار کی صحت خستہ ہوتی
جاتی ہے۔

اسپین۔ نئی بادشاہ بیگم بڑی خوش اخلاق
ہیں اور ہر گھڑی مسکراتی رہتی ہیں۔ یہ
بادشاہ ڈنمارک کے قرابت داروں سے ہیں
اس لیے اب اس سلطنت میں اُس ملک کے
تاجروں کا کہنا سننا بہت چلتا ہے اور یہاں
کے قدیم اہلکاروں کو اس کا رشک ہے۔
یہاں کے جلسۂ قومی میں محصول شراب
کے باب میں کل رات کو بڑی سرگرمی سے
مباحثہ ہوا اس سے عمدہ نتائج کے نکلنے کی امید ہے
برلن۔ پرنس بسمارک کی کھوپڑی کی قیمت
۵ ہزار پونڈ ٹھہری ہے اور ایک ڈاکٹر تو کچھ
بیعانہ بھی دیا چاہتے ہیں ہماری رائے ہے
کہ بعد مرنے کے اگر اُن کی لاش کو دوا میں
تر کر کے سلامت رکھا جائے اور ہر سال
اُس کی نمایش ہو تو مناسب ہے کیونکہ ان کے
سارے اعضا قابل امتحان ہیں اور سرجری
یعنی فن جراحی کو ایسے اعضا سے بہت فائدہ
پہنچے گا۔

منڈالے۔ یہاں مسٹر شا کے انتقال سے
رعایائے قیصر ہند کے دلوں میں پھر سچی تسلی
ہے برمی لوگ افسران سفارت سے راہ تکلف
میں بے ادبانہ اور گستاخانہ پیش آتے ہیں۔
سنا جاتا ہے کہ پھر چند غریبوں کے گلے پر
چھپا خنجر ستم چلایا ہے۔ کابل کی صلح کو برمی
لوگ حقارت انگیز نظر سے دیکھتے ہیں اور یہی
وجہ ہے کہ پھر انھوں نے خلاف وعدہ ظلم کرنا
شروع کیا ہے برہما میں اب شوکت تیز اور زور آور
عملدرآمد کی بہت ضرورت ہے۔ ع
کم لطف بود یا شنودم گفتگو ہے می کنم

ملک زولو۔ لارڈ چیلمسفورڈ صاحب بڑی
سرگرمی سے کارروائی کر رہے ہیں اُن کو
بہت کچھ خجالت آمیز خیال ایساندلہ کی شکست
کا ہے ان کا قصد معلوم ہوتا ہے کہ سر گارنٹ صاحب
کے آنے کے قبل یہ دو چار فتح نمایاں حاصل
کر لیں یا مصالحہ کر ڈالیں۔ بات تو اچھی ہے بشرطیکہ
وقت اور موقع مل جائے۔

لنڈن۔ پروفیسر فاسٹ مسائل ہند کو
خوب جانچتے ہیں اور مالی امور پر بڑی آسانی
اور بڑے زور شور سے بحث کرتے ہیں اُن کی
اسپیچ بجٹ پر نہایت درجہ لائق تعریف تھی
حضور قیصر ہند اٹالی سے پرسوں یہاں
رونق افروز ہونے والی ہیں سنتے ہیں وہاں کی

آب ہوا نے بہت کچھ فائدہ جسمانی بخشا ہے۔ یہاں کے
لوگ اب افیون بہت کھانے لگے ہیں۔ ہندوستانیوں کو
فکر ہے۔ خزانۂ ہند کے معمور ہونے کا قدرتی
سامان ہوا۔ ہندوستان کو نہیں بہار اور
مالوے کے کاشتکاروں کو فکر ہے۔ یہاں افیون
کے پھیلنے سے شراب کے تاجروں کو بڑا تردد ہے۔

شملہ (انڈیا) میجر کوسگاری صاحب یہاں سے
پرسوں جانب لاہور روانہ ہوئے یہاں
ان کی بہت کچھ آؤ بھگت ہوئی اور سیر گاہ
شملہ پر ہم لوگوں کی آنکھ اکثر اس دلیر فوجی افسر
پر پڑتی تھی۔ میجر موصوف کے چہرے پر ایک غرور
اور مسرت اور کامیابی کا رنگ تھا۔ انھوں نے
واقعی بڑی جلد ترقی کی۔ سرکار ہند نے بڑے بڑے
چھوٹے القاب سے ان کو اپنی تحریریں یاد کیا
اب کی گویا شملے کے شیر میجر صاحب ہی تھے
سر کی یہاں کا عہدہ وزارت ... انگریزی ایجنٹ
[illegible]

مصر۔ یہاں ایک عام تشویش ہے کہ فیوضی
پاشا کے مقرر ہونے سے جو ترقی کے
لوگ خوش ہیں انھوں نے انگلستان میں
بھی تعلیم پائی تھی اور فرانس کے اسکول میں بھی
چند روز رہے تھے۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں
سے یہ نوجوان دیسے بڑے تپاک و اخلاق
سے ملتا ہے اور اس لیے ضرور ہے کہ اس کی سیاسی
یورپ کے تمدن میں جلوہ ہو۔

بلجیم۔ کل تیسرے پہر کو بادشاہ نے اپنے
بالاخانے کے برآمدے پر سے اپنی رعایا کو
اپنی صورت دکھلائی۔ ایوان شاہی کے
چاروں طرف بڑا ہجوم تھا۔ رعایا نے خوب
زور زور سے خوشی کے نعرے مارے اور جب
بادشاہ ہنستے ہوئے دالان کے اندر چلے گئے
شب کو سارے شہر میں خوب روشنی ہوئی اور
گانے بجانے کا چرچا دو پہر رات تک رہا۔
شراب خانے بھی خلاف معمول دو بجے تک
کھلے رہے۔

پٹنہ (انڈیا) یہاں بھی روشنی والوں کی
ایک جماعت قائم ہوئی ہے بڑے بڑے صوفی
مولوی جو ایک حرف انگریزی نہیں جانتے
دم دار پھندنے والی ٹوپی پہنتے ہیں اور
نوجوانوں کو مغربی پادری کی نئی تفسیر کا
وعظ کرتے ہیں اور مسائل تمدن پر بحث کرنے کا
شوق ان کو ہوتا جاتا ہے بہت سے نوجوانوں نے
قومی لباس ترک کر دیا جس سے پرانے اسکول کے
لوگوں میں بڑی تشویش ہے۔ سن رسیدہ لوگوں کا
خراب ہونا اور بگڑنا نوجوانوں کے لیے بہت
بری نظیر ہے... خدا رحم کرے!

ڈھاکہ (انڈیا) یہاں ایک گمنام مخبر نے جو الا
مولوی عبدالعزیز نامے آیا ہے اس نے جاہل
وہابی مسلمانوں کو بہکا کر حنفیوں سے لڑوا دیا
بڑا فساد ہوا پولیس نے آن کر آتش فساد کو بجھایا
حکام کی طرف سے قانونی کارروائی سرگرمی
سے ہوئی جو بہت لائق تعریف ہے۔ سنا جاتا
ہے اب صلح ہو گئی معلوم نہیں عدالت نے صلحنامے
کی درخواست کو قبول کیا یا نہیں۔ ایسے جاہل
مولویوں اور متعصب اعظلوں کی پوری
نگرانی پولیس کو ہمیشہ چاہیے اور ضرور ہے کہ
اس شخص کی عکسی تصویر ہر جگہ کی پولیس کے
پاس بھیج دی جائے کہ جہاں یہ جائے وہاں کی

پولیس اس پر نگرانی کرے [illegible] سے ہوشیار رہے - ہماری رائے ہے کہ اب سے ضمانت لی جائے۔

راقم
تیغ بے نیام

پرانی روشنی کا نامہ و پیام

(نمبر ۲)

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ - تسلیم۔ ایک زمانہ تھا کہ آپ اور میں شرح ملا اور ایسا غوجی بغل میں داب کر فرنگی محل کی طرف جاتے تھے اور اکثر مجھ میں اور آپ میں اس قسم کا مزہ دار مناظرہ اور مباحثہ ہوا کرتا تھا جس کے لیے طالب العلم لوگ بدنام ہیں اور اب آج ایک یہ دن ہے کہ آپ ایک نامی مضحک اخبار کے راقم ہیں اور بندہ یورپ میں قدیم اسکول کے حکیم ہونے کی حیثیت سے انگریزوں سے ملتا جلتا ہے اور مغربی حکما سے مبادلۂ خیالات کر کے ان کے اور اپنے تجربے اور معلومات کی وسعت کو بڑھاتا ہے۔ اگر قدرت تحریری مجھکو نہ ہوتی اور میں ایک عمر اس قدرت کے حاصل کرنے میں نہ صرف کر چکا ہوتا تو کیونکر اپنے مفید سوانح سفری اس حیرت انگیز ملک کے ہر قسم کے حالات اور یہاں کے باشندوں کے ہر طرح کے خیالات دینی و دنیوی اخلاقی و تمدنی سے آپ کو آگاہ کر سکتا اور کیونکر روز اپنے دل کی ایک تصویر کھینچ کر آپ کو بھیجتا - کیا یہاں کے عیش باغ کے میلے کی کیفیت اور موتی جھیل کی سیر کو بیت قلم بھول گیا ہوں - ہرگز نہیں بہت مدت یہ خیالات میرے دل کی گرم جوشی کو گھٹا نہیں سکتے میں اپنے وطن کی ہر چیز کو یہاں کی چیزوں کے ساتھ برابر پیش نظر رکھ کر دیکھتا ہوں اس دور دراز ملک میں اپنی طبیعت بہلانے کے لیے یہ ترکیب بہت موثر معلوم ہوتی ہے کہ میں اپنے خیالات کے فوارے کو اچھلنے کی اجازت دوں اور اس کے خزانے کو روز نئے تجربے اور نئے خیالات اور تازہ معلومات سے بھرتا جاؤں اور یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ باوجود قلت فرصت اور ہجوم اشغال کے اپنے قلم سے کام لیتا رہتا ہوں اور مرزا صاحب کے اس شعر

دور دستاں را برحمت یاد کردن ہمت است
ورنہ ہر نخلے بہ پائے خود ثمر می افگند

پر عمل کرتا ہوں - بے عیب تو خدا کی ذات ہے اور دنیا میں طبیعت و خصلت انسانی میں کسی نہ کسی طرح کا کوئی نقص یا کمزوری ضرور ہونی چاہیے اور انصاف و دیانت وہی ہے جو اپنے نقص اور عیب کو خود ظاہر کرے اور دل سے عیب کے دور کرنے کی تدبیر کا جویاں ہو - باوجود ایک تجربہ مغز حکیم ہونے کے بھی مجھ میں ایک بڑا عیب یہ ہے کہ جہاں کوئی خیال یا رائے ہمارے قصبۂ دماغ میں پیدا ہوئی پھر جب تک کہ اس کو نگارش یا گزارش کے ذریعے

ظاہر نہ کروں طبیعت ایک عجیب عذاب
میں مبتلا رہتی ہے اور دل میں اضطراب اور
وحشت کا ایسا کچھ تسلط ہوتا ہے کہ بدحواس
بن جاتا ہوں ابتدا میں تو یہ کیفیت تھی
کہ دو بجے رات کو چونکا اور ایک خیال
دماغ میں پیدا ہوا بس لیمپ روشن
کر کے نوٹ بک میں اس کو ٹانک لیا
اور اگر کہیں زیادہ پر زور ہوا تو فوراً
کسی اخبار میں ایک تحریر ارسال کی۔
اب مشکلوں سے رات بھر طبیعت کو روکتا
ہوں مگر ایسے خیالات کے دماغ میں بند
رکھنے تک اسی قسم کی تکلیف کرب اور
بے چینی ہوتی ہے جیسی پکے ہوئے دنبل کو
نشتر دینے کے قبل تک قبل کے مراسلوں میں
میں نے یہاں کی عورتوں کی صورت شکل
اداء غمزہ لباس وغیرہ کی نسبت انابِ شناب
حسب معمول بہت سی نکتہ چینی کی ہے اور
ان کے بیرونی حالات پر بہت خراب رائے
دی ہے اور ان باتوں کے متعلق میرے
خیالات دماغ سے ایسی زور اور سرعت
سے نکلے تھے جیسے کمان سے تیر مگر اب
میں اس کے دیکھنے سے نادم ہوں کہ جس قدر
میں ان مہمان نواز حور نژاد اور فرشتہ
خصلت عورتوں سے ملتا جلتا ہوں اور
جتنی زیادہ بے تکلفی اور محبت بڑھتی جاتی ہے
اتنی ہی ان کی باطنی خوبیاں اور جوہر ذاتی
میرے آئینۂ خیال میں جلوہ گر ہوتے جاتے
ہیں اور اسی قدر روز بروز میری شرمندگی
اور خجالت کا وزن بڑھتا جاتا ہے اور سب سے

زیادہ پریشان تو میں جب ہوتا ہوں
کہ دیکھتا ہوں اخبار کسی مسلمان طالب العلم
کے ہاتھ میں ہے اور وہ کسی معزز حلقۂ
خاتونان فرنگ میں پڑھ رہا ہے اور ترجمہ
کر کے سمجھاتا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے بیرونی
عیوب کا جبر نقصان بخوبی ان کے باطنی
صفات سے ہوتا ہے اور اب میں چہرے مہرے
کی برائی صورت شکل کی خرابی اور رنگ روپ
کے نقص کو اپنے دل سے مٹاتا جاتا ہوں
اور بجائے ان کی ہر طرح کی عظمت میرے
دل میں بڑھتی جاتی ہے اب میں اس کا خیال
کرنے لگتا ہوں کہ تمام دنیا کے لیے ایک
خاص تعریف حسن کی نہیں ہوسکتی اور
نہ تمام اقالیم مختلف کے لوگ کسی خاص
تعریفِ حسن کو قبول کر سکتے اور نہ اس کے
قبول کرنے کے لیے ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک کے
باشندوں کی شکایت کر سکتا ہے۔ بنی نوع انسان کا مختلف
مذاق اور پسند ہے اور ہر شخص اپنے مذاق اور
پسند کے موافق کسی چیز کو پسند اور
کسی کو ناپسند کرتا ہے پھر بھورے بال کے
عاشقوں کو سیاہ بال پر مرنے والے کیونکر
مورد طعن بنا سکتے ہیں اور ایسی طعن بیشک
قابل اعتراض ہے۔ یہاں کی عورتوں کے
حسن اخلاق مہمان نوازی اور دل فریب اداؤں کا
کیا کہنا ہے کبھی ہندوستان میں رہ کر
آپ اس کا پورا اندازہ نہیں کر سکتے کیونکہ
وہاں انگلستانی پر یا پولیٹیکل خیالات
سے ایک طرح پر نظر بند رکھی جاتی ہیں
اور اس لیے ان کے باطنی صفات چھپنے پاتے

اور ہندوستانیوں کو اُن خوبیوں کے دیکھنے کا
موقع نہیں ملتا جس نے میرے ایسے سخت دل پر
(جس کو بخوبی سنگ خارا کی کھرل سے تشبیہ
دے سکتے ہیں) ایسا نمایاں اثر کیا ہے اور
جس نے میری رائے میں اس تھوڑے عرصے میں
ایسا بڑا فرق ڈال دیا ہے۔ گزشتہ تین ہفتوں میں
یہاں کی خاتونوں نے میری اتنی دعوت کی ہے
کہ چاند کے ۱۲ مرتبہ نکلنے اور چھپنے کے عرصے
میں بھی کبھی لکھنؤ یا دہلی یا کلکتے میں اتنی نہ
ہوئی تھی۔ شام کو جب میں کسی نرالے پارک
سے بعد ہوا خوری کے پھرتا ہوں تو گلی کوچوں
میں بہت سی خوش اخلاق عورتیں زرق برق
لباس پہنے ہوئے ملتی ہیں اور ان کے قلوب کی
روشنی اور صفائی بھی کسی طرح اُن کی صورت
اور لباس سے کم نہیں آپ کو تو خوب معلوم ہے
کہ قضا و قدر نے صورت شکل کے متعلق مجھ پر
ظاہری کوئی ایسی دلفریب اور دلربا صفت
نہیں دی جس سے امید کرسکوں کہ ایسی شایستہ
اور تہذیب یافتہ عورتوں کی آنکھ مجھ پر مہربانی
سے پڑے گی مگر ساتھ اس کے میری کالی رنگت
اور ستوان ناک اور مولویانہ پوشاک اُن لوگوں کو میرے
ساتھ بھی اخلاق کرنے اور قواعد مہمان نوازی کو پوری
طور پر برتنے سے باز نہیں رکھتی کوئی فرط اخلاق سے اپنے
ملک کے دستور کے مطابق میری بغل میں ایک عجیب
پھرتی شوخی دلیری اور نرمی سے ہاتھ ڈال دیتی ہے کہ
میں حجاب جاتا ہوں کوئی مزید لطف سے میری پگڑی
کے پیچ کو نظر غور سے دیکھتی ہے اور دست نازک
سے چھو بھی لیتی ہے۔ کوئی میری دعوت کرتی ہے
الغرض ایک اجنبی ملک کے مہمان کو ممنون کرنے کے
لیے یہاں کی خاتونیں کوئی دقیقہ لطف و عنایت کا
اُٹھا نہیں رکھتیں اگر کوئی اس پر بھی ان کا
شکر گذار اور مداح نہ ہو تو وہ بیشک ہندی
احسان فراموش اور بد اخلاق ہے۔ شام پین
شراب ایک ایسی چیز ہے جس کو فقط اس ملک کے
امرا افراط سے پیتے ہیں مگر یہاں مسافر نوازی
اور مہمان پروری کے نام پر عموماً سیکڑوں بوتل
صدقہ ہو جاتی ہے۔

راقم
شیخ بے نیام
جولائی - سنہ ۱۹۱۵ عیسوی

پرانی روشنی کا نامہ و پیام

(نمبر ۵)

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ - یہاں کے قانون کے
مطابق اگرچہ کوئی شخص ایک بی بی سے زیادہ
ایک وقت حاصل نہیں کرنے اور رکھنے کا مجاز
نہیں مگر اس سے یہاں کے عشرت پرست
لوگوں کے عیش کا حلقہ تنگ نہیں ہوا کیونکہ
یہاں آزادی کی اتنی لڑکیاں ہیں جن کے
وجود با جود نے اس قانونی نقص کو بہت صاف
اور عمدہ طور سے نکال دیا ہے اور اسی باعث سے
عاشق مزاجان انگلستان کو کوئی تکلیف نہیں
یہاں کے زن و شو میں وہ اصلی اور سچی محبت
پائی نہیں جاتی جو ہمارے ملک کے میاں بی بی
میں ہے مگر چونکہ یہاں عورت و مرد دونوں
تربیت یافتہ ہیں اس لیے دونوں کی یہ خواہش
اور کوشش رہتی ہے کہ غیروں کو جہانتک ممکن ہو
ایک مصنوعی محبت دکھائیں اور محفلوں اور دعوتوں میں

ایسے انداز و ناز و نیاز نتیجہ ہیں زن و شوہر کے
ہوتے ہیں جن سے دوسروں کو بھی معلوم ہوتا ہے
کہ وہ بھی یہ دونوں لیلیٰ مجنوں یا شیریں فرہاد کی
زندہ تصویریں ہیں اور خدا جانے ان کی باہمی محبت
والفت کس درجے کی ہوگی حالانکہ واقعی
اس کے بالکل خلاف ہے۔ یہاں کے مروجہ تہذیب
و اخلاق کے مطابق جس قدر ضرورت ہوا کرتی
چاہیے ہیں اور عورتیں بھی اُس کا عوض ادا
وزن سے کرتی ہیں یہاں بڑی گرم جوشی سے
کورٹ شپ ہونے کے بعد شادی ہوتی ہے
وہاں سال دو سال تک البتہ ایک عاشقانہ
انداز زن و شوہر کے باہمی برتاؤ میں پایا جاتا ہے
اور اس کے سوا وہی بیرونی نمایش الفت ہوا کرتی
ہے اور گھر میں ایک دوسرے سے ہمیشہ نوک جھوک
اور پخ پخ ہوتی ہے کبھی صاحب کی جبیں پر چین
ہے کبھی میم صاحبہ کے لال لال گال یا اُور وٹی تمام طیش
جیش کے خزانے بنے ہیں زن و شوہر دونوں کے
حقوق اور اختیارات برابر ہیں اور اس کو دونوں
بخوبی جانتے ہیں دونوں کی تعلیم ایک وضع کی ہے
دونوں آزادی کا جام ایک ہی صراحی سے
پیے ہوئے ہیں علاوہ اس کے قانون اور عموا
اخلاق کا پلا مہربانی کے ساتھ عورت ہی کی طرف
جھکا ہوا ہے اور اس کا علم ہر تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ
عورت کو ہے وہ اس رعایت قانونی کو ایک
نازش کے ساتھ ہر وقت یاد رکھتی ہے اور اس کے
خیال سے اپنی آزادی کو برابر چمکاتی اور بڑھاتی ہے
یہاں جہاں کہیں زن و شوہر میں بگڑتی ہے تو
اُس کا باعث اکثر عورت کا غیر مرد کے ساتھ
حد سے آزادی کا برتنا ہوتا ہے اور ایسے
سو مقدموں میں شاید دس میں مرد سر سبز ہوتے
ہوں کیونکہ عموماً ایسے معاملات میں تمام قسم کے
لوگ عورتوں کے ساتھ اپنی ہی بی بی کے
خیال کرنے کے خیال سے ہمیشہ ہمدردی کرتے
ہیں اور جو شخص یہاں اپنی بی بی پر آوارگی کا
اتہام دیتا ہے اور واسطے تفریق کے معاہدہ شادی
معاہدہ باطل کرنے حکم طلاق کے عدالت میں جاتا ہے
وہ حقیقت میں اپنے کو بدنام اور رسوا کرتا ہے
اور اپنی ساری آئندہ ترقی اور نیک نامی کے
حلق پر دیدہ و دانستہ چھری چلاتا ہے اور ایسے
مقدمات کا ہر پہلو عورت کے لیے اچھا ہے
کیونکہ عورت کے واسطے اس تہذیب یافتہ ملک میں
کوئی اس سے زیادہ سزا نہیں کہ فسخ نکاح کر کے
اس کو پورا آزاد کر دیا جائے یا قانونی جدائی کا
حکم صادر ہو جس صورت میں عورت کی زندگی
اور خوشی اخلاقی کے قائم رکھنے کے لیے شوہر کو
ایک رقم معتدبہ ماہ بماہ اپنی آمدنی سے دینی
پڑتی ہے۔ یہاں کی عورتوں کی عفت میری
رائے میں روئیں تن ہے جس کو کوئی خنجر گو
وہ کیسی ہی مذموم کیوں نہو توڑ پھوڑ نہیں
سکتی اور ان کی پاک دامنی پر کوئی ایسا روغن
ہے جو کسی داغ کو جمنے اور لگنے نہیں دیتا انہیں
وجہوں سے یہاں کی عورتیں ہر ملک کی
عورتوں سے اپنے شوہروں کے مقابل میں
زیادہ دلیر ہیں۔ چند مہینوں سے میں یہاں
مقیم ہوں اور بیسیوں مقدمات اس طرح کے
دیکھنے میں آئے اور شاید دو چار معاملے اپنی
آنکھ سے بھی دیکھے مگر واہ ری قانون پرستی
اور اُف ری تہذیب کہ آج تک یہاں شاید

کسی نے اپنی بی بی کو غصے سے بدذات اور
بے ایمان بھی نہیں کہا۔ تپنچہ اور تلوار اور
چھری کا دکھانا یا مارنا تو دور ہے۔ ادھر آٹھ
دس برس کی تحقیق میں جب کبھی کسی عورت کی
بداطواری قانونی طور سے ثابت ہونے کی
حالت پر آئی بس شوہر صاحب چپکے کاغذات
اور منی بیگ لے کر اپنے اٹرنی صاحب کے
آفیس میں تشریف لے گئے اور تسکین کے ساتھ
قانونی کارروائی شروع ہو گئی۔ ضبط اس کو
کہتے ہیں۔ استقلال اور بردباری اس کا نام
ہے۔ مردانگی اس کے معنی ہیں۔ نہ کہ ہندوستان
کے کالے آتش مزاج وحشی کہ ادھر عورت
کے بدن سے بے وفائی اور بداطواری کی
بو آئی اور چھری مار دی گردن اڑا دی۔
ناک صاف کر دی۔ تپنچہ مار دیا۔ گلا دبا
ڈالا۔ پھانسی دے کر لٹکا دیا۔ اور خود بھی
سرکاری لکڑی میں شوق سے لٹک گئے
جب میں اپنے ملک کے اخباروں میں اس
قسم کے حیرت انگیز واقعات دیکھتا ہوں
مجھکو اپنے ملک کی جہالت اور تاریکی پر رونا
آتا ہے اور میرا جی نہیں چاہتا کہ پھر ایسے
وحشت آباد اور پُر فساد ملک میں لوٹ کر
جاؤں اور ایسے خون کے پیاسے ظالموں
ملوں جو مذاق دنیوی کے حاصل کرنے کے
جرم میں ایسی سخت اور غیر مہذب سزا خلاف
قانون دے دیتے ہیں ایک زمانہ تھا کہ بداطوار
عورت کو ہندوستانی جلا دیتے تھے بہر کیف
اس سے تو اب بہت عمدہ حالت ہے۔ امید ہے
کہ تہذیب کے پھیلنے سے رفتہ رفتہ یہ جنون خواہی

اور مردم آزاری ہمارے ملک کے نیم وحشی
لوگوں کی طبیعت سے بھی بالکل جاتی رہے گی
اور عورتوں کو وہاں بھی پوری آزادی
ملے گی۔ یہاں کے زن و شوہر کے باہمی میل
جول محبت اور برتاؤ میں ہمارے ملک سے
بڑا فرق ہے کیونکہ ولایت میں جو محبت زن و شوہر
کے درمیان ہوتی اور رہتی ہے اس میں اطاعت
اور فرمانبرداری کا کوئی جزو نہیں ہے بلکہ
اس میں آزادانہ ڈھنگ کی محبت ہے جیسی
دو دوستوں میں یہاں شوہر جو کچھ اخلاق
دردمندی اور مہربانی بی بی کے ساتھ کرے
بی بی دل سے بہت شکر گزار نہیں ہوتی
اور اس کو غنیمت نہیں جانتی بلکہ اس کا
ایسا خیال اور یقین ہے کہ شوہر اپنا فرض
ادا کرتا ہے اور اخلاقاً وہ ایسے سلوک کے
کرنے کے لیے مجبور ہے اور جب کہ وہ اپنی بی بی
کی توجہ و محبت کا خواہاں ہے تو اس کو اس
طور پر پیش آنا ہی چاہیے غرض اس خیال سے
شوہر کی محبت اور التفات کی قدر یہاں کی
عورتیں دل سے بہت کم کرتی ہیں اور اس کو
غنیمت نہیں سمجھتیں برخلاف اس کے ہمارے
ملک کی عورتیں ہیں جن کی محبت کا بڑا جزو
اطاعت ہے اور جو اپنے شوہروں کو ایک
قسم کا دیوتا اور اپنے دینی اور دنیوی آرام
و راحت و بھلائی کا مسبب جانتی ہیں۔
ہر نیک عورت سمجھتی ہے کہ اگر میرا شوہر آنکھ
پھیر لے اور بد سلوکی اور بے التفاتی کرنے پر
آمادہ ہو جائے تو ابھی ہر دم میری ساری
دنیوی راحت غارت ہو جائے گی اور

عاقبت بھی خراب ہو گی پس اس یقین اور
عقیدے کی مضبوطی سے یہ فائدہ ہے کہ جو کچھ
مہربانی شوہر کرتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے
اُسی کو بی بی اپنے لیے اکسیر سمجھتی ہے اور اُس کے
قائم رکھنے کے خیال اور غرض سے اور بھی
زیادہ اطاعت اور محبت کرتی ہے جس کا اثر
شوہر کے دل پر ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر
کی محبت و توجہ بڑھتی جاتی ہے اس طرح زن و
شوہر کی محبت روزانہ بڑھتی رہتی ہے اور
اُن کا باہمی سلوک برابر صحت کی حالت میں
رہتا ہے گو بعض عورات کی جہالت و تعصب آمیز
خیالات سے تربیت یافتہ آدمی کو بعض موقع پر
تکلیف بھی ہوتی ہے مگر ایسی تکلیف میں چونکہ
ذلت و بدنامی اور دل شکنی کا میل نہیں
اس کا اثر ایذا [illegible] آزار اور بار بار
نہیں ہوتا کیونکہ [illegible] چھوٹی تکلیف ہے کہ انسان خوشی
سے شاید بہشت میں بھی ہو گی۔

یہاں مردوں کو قواعد اخلاق کے مطابق
اس کا مل اختیار نہیں کہ اپنی عورتوں کو
سیرگاہ یا نمایش گاہ یا تماشا خانے یا جلسے
میں جانے سے کسی وقت جبراً روک لیں یا اُن کو
اُن کے مرد دوستوں سے ملنے جلنے نہ دیں یا
اُن کے کسی خاص مقدمۂ دوستی میں دست اندازی
کریں یا ایسی باتوں کے نہ ماننے پر اُن سے
ترش رو ہو کر بولیں یا اُن کو ملامت کریں
یا دھمکائیں۔ علیٰ ہذا اُن کے اخراجات اور
فضول خرچی روکنے کی بھی کوئی تدبیر شوہروں
کے قبضۂ قدرت میں نہیں۔ اور ہمارے وحشی
ملک کی عورتیں تو ایسی ہیں کہ اگر اُن کو شوہر
بیس برس تک ایک دالان میں بیٹھی رہنے
کہے تو وجہ تک پوچھنے کی ہمت نہ ہو۔ شوہر
کے خلاف مرضی اپنے کسی عزیز کے مکان میں
جا نہیں سکتیں۔ اکثر ایسی بھی ہیں کہ اپنے مرد
عزیزوں کے سامنے بھی بلا ضرورت نہیں
جاتیں۔ شوہر کے خلاف کوئی کام کرنا تو در کنار
فقط شوہر کی رنجش کا تصور اُن کو سہمانے
ڈرانے اور ہر طرح سے درست رکھنے کے لیے
کافی ہے۔ جو بہت ہی ظالم شوہر ہوا اور بڑی
بد مزاج بیگم صاحب ہوئیں تو بگڑ کر اپنے
باپ یا بھائی کے مکان میں جانے کو چلی تو
گئیں مگر وہاں جاتے ہی چاروں طرف سے
ملامت کی جھڑی ایسی برسی کہ توبہ ہی بھلی۔
یہاں بوسہ زنی یا بوسہ بازی (جو کچھ بھی چاہیے
کہیے) اُس کی بڑی کثرت اور شدت ہے
عورت مرد کو مرد عورت کو پاک محبت کے
خیال سے بوسہ دیتا ہے اور عورتیں آپس میں بھی
ایک دوسرے کے سرخ سرخ گال اور
گلابی لبوں کی [illegible] چوما چاٹی کرتی ہیں اور اس کا
ایسا رواج ہے کہ عام مقامات میں رخصت کے وقت
و شوق سے بوسہ بازی ہوتی ہے مگر چونکہ
اتفاقاً اس معصومانہ حرکت میں کوئی برائی
نہیں ہے اس لیے اس رواج تک اعتراض
نہیں ہوا اور میری رائے میں بھی اس قسم
اعتراض کی جگہ نہیں کہ بوسہ دینے والے اور بوسہ
لینے والے کی نیت میں صفائی رہے باہمی محبت
کے جتانے کا یہ ایک عمدہ کم خرچ بالا نشین
نسخہ ہے اور اس میں کوئی جسمانی نقصان بھی
نہیں ایک عزیز دوسرے عزیز کو رخصت کرتے

جب ریل کھلنے لگی تو رخصت کرنے والے نے
لپک کر جھٹ سے ایک چمّی لے لی اور مسافر
نے بھی رغبت سے اُس کی طرف گال کو
بڑھا دیا ہمارے ہندوستان میں تو جہاں
ایک بیگم صاحب اپنے کسی عزیز کو رخصت کرنے
گئیں تو پہلے ہی اُس کے بازو پر اتنی اشرفیاں
امام ضامن کی باندھتی ہیں کہ ایک اچھے کاریگر
کی دس روز کی مزدوری سے زیادہ اور
جس سے سراسر اُن کا مالی نقصان اگر ان
موقعوں پر ہمارے یہاں کے عورت و مرد
بھی بوسہ بازی کو رواج دیں تو میری
رائے میں کوئی نقصان اور بدنامی کی بات
نہیں یوں تو واقعی کوئی برائی نہیں مگر ہر ملک کے
ہر برتے ہمارے ملک میں اس کا کیا اثر ہو
اس میں مجھکو شک ہے کیونکہ یہاں بعض موقع
اس کا خراب اثر بھی ہوا ہے چنانچہ فی الحال
جو ایک مقدمہ طلاق دائر ہوا ہے جس میں
ایک پادری صاحب مدعی ہیں اور اُن کی
بی بی مدعا علیہا اُس کی روئداد میں نے
اخبار میں دیکھا ہے کہ بی بی نے اس بات کو
زور سے عدالت میں بوقت جرح بیان کیا ہے
کہ پادری صاحب کے روبرو اور اُن کی غیبت
میں بھی وہ شخص جس سے اب وہ بدنام ہوئی ہیں
اُن کو بوسہ دیتا تھا - اور وہ اُس کے احسان کو
زیادہ دیر تک اپنی گردن پر نہیں رہنے دیتی
تھیں یہ پڑھ کر تو میں پسینے پسینے ہو گیا - اور
صورت تصویر دیر تک اپنی کرسی پر بیٹھا رہا
بعد اس کے اُٹھ کر غصے میں ٹہلنے لگا - مگر
پھر آہستہ آہستہ سرد ہوا کے چلنے سے حرارت
دفع ہو گئی اور مزاج حالت اصلی پر آ گیا -
یوں تو سارا یورپ زن پرست ہے مگر انگلستان
اور فرانس کے لوگ اور ملک کے باشندوں
سے اس باب میں کہیں پیش قدم ہیں اور
اس کی وجہ یہ ہے کہ تہذیب و عشرت ان دونوں
ملکوں میں زیادہ ہے - یوں تو یہاں غریب سے
امیر تک عورت کو مارے محبت اور اخلاق کے
پوجتا ہے مگر پھر ان میں بڈھے عاشق مزاج اور حسب مذاق
مجردوں کا ایک فرقہ ہے جو شبانہ روز
سوا میم لوگوں کی خوشامد اور مصاحبت کے
اور کوئی کام نہیں کرتا ایسے حضرات کو بیوقوف
عورتیں طبیعت دار کہتی ہیں اور عقلمند ان کو
دل سے حقیر سمجھتی اور مان نہ مان میں تیرا
مہمان کا مصداق جانتی ہیں - ایسے بڈھے
اکثر ستر چھتر برس کے سن میں بڑھاپے کے
سبب کمزور ہو کر جب مرنے کو ہوتے ہیں
اُس وقت بھی اپنی بیماری مرض عشق بتاتے
ہیں تاکہ اچھے ہونے پر کسی میم سے کہنے کا موقع
ملے کہ فلاں شخص کے عشق نے اُن کو ایسا بیمار اور
ناچار بنایا تھا - اِن لوگوں کو شاید روز خواب
میں شیطان یہی دکھاتا ہے کہ ساری دنیا کی
میموں کو ہوا زدگی ہے کیونکہ علی الصباح چاے پانی
سے فارغ ہو کر یہ لوگ اپنے مکان سے میم لوگوں
کی مزاج پرسی کے لیے نکل جاتے ہیں اور پہلے
یہی سوال ہوتا ہے کہ خدا نخواستہ دشمنوں
کی طبیعت تو ناساز نہیں اور کہیں زکام
کی خلش تو نہیں کیونکہ رات برف خوب پڑی
اور ہوا خوب سرد چلی - ایسے مسن عاشق مزاج
عورتوں کی ہر چیز ہر فعل اور ہر بات کی بلا اختیار

تعریف کرتے ہیں اور جب کوئی بات کہنی
ہوتی ہی تو کان میں کہتے ہیں اور منہ کو
آہستہ آہستہ اس قدر قریب کان کے
لے جاتے ہیں کہ آخر کار ایک مطلب کی
گزارش کرنے کے ذریعے سے سیکڑوں مطلب
اور بیسیوں آرزو نکالتے ہیں۔ یہ جب ہم لوگوں
سے باتیں کرتے ہیں تو سینے کے اوپر اس طرح
سے ہاتھوں کو رکھ لیتے ہیں جیسے نوابوں
کے سامنے اُن کے ملازم دست بستہ رہتے
ہیں اور ساتھ اس کے آنکھوں کو بند کر کے
دانتوں کو بھی نکال دیتے ہیں اور جب
بات تمام ہو گئی اور تحویل طبیعت میں کہنے
کے قابل کوئی مضمون یا فقرہ نہ رہا تو بناوٹ
کے ساتھ زبردستی بموقع ہر بات پہ ہنس دیتے ہیں
ایسے حضرات کے (سر بنانے) میں صبح کو گھنٹا بھر
روز لگتا ہی اور سر بنانا آرائش کرنے سے غرض
ہی کیونکہ مردوں کی آرائش تو یہاں فقط
سر ہی کی ہی کوٹ پتلون کے چڑھا لینے میں
کیا دیر لگتی ہی۔ یہاں ہر کس و ناکس کو عشق کا
دعویٰ ہی اور ہر شخص اپنے کو خواہ عاشق یا معشوق
کچھ تو ضرور جانتا ہی (مجنوں کی قبر تلاش کرنے
سے ضرور کسی آلو کے کھیت میں ملے گی۔ یہ
لوگوں نے غلط لکھدیا ہی کہ عاشقوں کے
گرو گھنٹال نجد میں مدفون ہیں) وگرنہ
کیا سبب ہی کہ عشق وبا کی طرح اس ملک میں
پھیلا ہوا ہی جس نوجوان مجرد سے ملاقات
ہوتی ہی وہ دل دادہ نظر آتا ہی۔ میرا گمان
ہی کہ یہاں (فشن) کی رعایت سے عاشق یا
معشوق بننا بھی ضروری ہے۔ یہاں کا عشق بھی

حضرت من تہذیب یافتہ اور قانونی عشق
اور معاملات عشق کے بڑے گرو گھنٹال گنے جاتے
لوگ ہیں عاشق بن کر بیوفائی بدادائی اور
عہد شکنی کرنے سے مرد کو ہرجہ دینا پڑتا
اور اس کی نالش ہوتی ہی۔ عاشق لوگ
عشق کو نا تمام رکھ کر پہلی یا دوسری منزل سے
گزر بھی کر جاتے ہیں اور انھیں زور آور اور
زردار عشق کمزور اور مفلس عشق کو دبا بھی
دیتا ہی آج تک اس تعشق آباد میں کسی عاشق کے
چہرے پر زردی نہیں آئی۔ کسی نے خاک
نہیں چھانی۔ کسی کے پیچھے لونڈوں نے تالی
نہیں بجائی۔ کسی کے سر کو اینٹوں سے
نہیں پھوڑا۔ کوئی گریباں چاک کر کے جنگل کو
نہیں نکل گیا۔ کسی نے مال و دولت کی الفت
نہیں چھوڑی۔ کسی کو وحشت نہیں ہوئی۔
کسی نے گلے میں پھانسی نہیں لگائی۔ کسی نے
زہر نہیں کھا لیا۔ کسی نے دریا میں اپنے کو
نہیں ڈبایا۔ یہ سب ذلتیں مصیبتیں آفتیں اور
تکلیفیں ہمارے ہندوستانی ہی عاشقوں کو
نصیب ہیں۔ یہاں تو عاشق کی بڑی صفت
فربہی اور تندرستی ہی کیونکہ جو شخص صحیح المزاج
اور قوی القویٰ نہیں وہ درد فرقت کے
صدموں کا کیونکر متحمل ہو سکے گا اور یہ دلی
جاں گداز اور جگر خراش تکلیفیں اُس سے کیونکر اٹھائی
جائیں گی یہاں کے عشاق توانا اور تندرست زردار
یا کار ہیں ہمارے ملک کے میاں مجنوں لوگ نیچاں چابک
اور اکثر نادار ہیں۔ یہاں امیر کبیر عاشق بھی اپنے وقت کا
پابند ہی۔ دن بھر اپنے ضروری کاموں کو دیکھتا
اگر عہدہ دار ہی تو دس سے چار تک قسم کے

گھوڑے کو دوڑاتا ہے اگر فرد ہے تو فردوری
کرتا ہے۔ غرض ہر درجہ اور ہر قسم کے عاشق
ایک وقت فرصت میں عشق سے فروتر نہیں
اور عشق جیسے ہی معشوق سے ملنے جلنے کی
تدبیر کرنے کے پیچھے لگتے اور جاتے ہیں۔
یہ نہیں کہ ایک عاشق نواب زادے نشتہ باز رنڈی
افیون کی پینک میں بی چھٹن کے پاخانے میں
پڑے ہیں۔ یا ایک عاشق راجہ صاحب
کے باورچی خانے میں برتن دھو رہے ہیں۔
یا مصالح پیستے ہیں۔ یا ایک عاشق رئیس زادے
چھڑوں کے ملتے ہیں بی الٰہی جان کے لب
فرش پر بیٹھے ہیں۔ اور تڑا تڑ اُن کے سر پر
چپت پڑ رہی ہے۔ یا ایک دل دادہ اور وارفتہ
سید زادے بی شہزادی کے عشق میں ہزار بار
جوتیاں کھا رہے ہیں۔ یا ایک نو گرفتار امیر زادے
بی کالی تھی کی محبت میں چھوٹی عدالت کے
پیادوں کے ہاتھ گرفتار ہیں۔ خدا حافظ۔

راقم

اگست سنہ ۱۸۷۹ عیسوی

سعادت فرجام نامہ و پیام

مائی ڈیر لٹیگیوس۔ میں نے اولڈ[۱] ڈیر لنڈن کو
ایک مجروح دل اور ایک نم آلود آنکھ سے
چھوڑتے اور گرم جوشی سے شیک ہینڈ[۲] کرکے
مقام ڈوور میں رخصت ہوتے وقت نہایت
سچے دل اور نیک نیت سے وعدہ کیا تھا
کہ بھلا ڈاک خانہ جو راستے میں ملے گا وہاں سے
تم کو اپنے مژدۂ خیر و عافیت سے واقف کروں گا
اور نیز اس کے بھی برابر اپنے سوانح سفری کو
مسلسل طور پر ہندوستان پہنچنے تک لکھا
کروں گا۔ مگر افسوس کہ ایفائے وعدہ سے
معذور رہا اور اس معذوری کی وجہ کہ
میں نے بدقت اپنے فلاسفرانہ[۳] خیالات کے
زور سے نکالا ہے اور اغلب ہے کہ یہ وجہ صحیح ہے
شاید بحر میڈیٹرینین[۴] میں جہاز کے پہنچنے
کے بعد ممالک افریقیہ کی وحشی آب و ہوا کا
کوئی ایسا ناسازگار دھکا میرے کم زور قویٰ
کو لگا کہ جس کے سبب یہ غیر معمولی اثر دماغ
و خیال پر ہوا کہ میں صاف ہندوستان کے
پژمردہ اور اولڈ فیشنڈ[۵] خیالات کے نقل اپنے عہد کو
بھی بھول گیا۔ اور قویٰ الفعل اور دماغ سوز
وحشی ہوا کی ایسی تاثیر کا میرے مزاج پر ہونا
کوئی تعجب کی بات بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ولایت
کی بہشتی اور جاں پرور ہوا نے میرے اندرونی
اعضا کی صفائی اُن کی خلقی حرکتوں کی
تصحیح میرے خیالات کی تنویر اور میری آرا کی
توسیع کے باب میں گو سحر کا کام کیا تھا مگر کمسنی
میں جاہل اور متعصب اور غلیظ اور ناپاک
عورتوں کے نقص قواعد پرورش کے سبب
میری صحت عامہ کو جو جو نہانی نقصانات
پہنچے تھے اُن کو تیس برس کے بعد ولایت
کی آب و ہوا کی کسوٹی نے اس طرح
کہ میں ولایت سے بظاہر اسباب

[۱] قدیم پیارے ۱۲۔ [۲] مصافحہ ۱۲۔

[۳] فلسفیانہ ۱۲۔ [۴] وہ سمندر جس میں دریائے نیل گرا ہے ۱۲۔ [۵] پرانے ۱۲۔

ایک بدنما کھوپری - تھوڑے سے خوب صورت ترشے ہوے بال - دو خشک خوبانی کی طرح کان - چند سفید دانت دو پھولے ہوے گلگلہ نما گال - اور ایک سیاہ چہرے کر چلا تھا - اور میری ظاہر حالت خود بخود ہر روز سارے جہاز کے انگریز مسافروں اور اُن کی خوش اخلاق اور مسافر نواز لیڈیوں کی ہمدردی کے فوارے کو اس طرح سے بے ساختہ اور بے اندازہ اُچھالتی رہتی تھی کہ پرسش احوال کا جواب دیتے دیتے اور شکریہ ادا کرتے کرتے میں اور بھی نیم جان ہوگیا تھا - بقول شخصے -

شیوۂ پرسش احباب ستم تھا ہمکو

میں اور صرف تھوڑا سا کلارٹ پیکر اپنی ایزی چیر پر کتابوں کا تودہ پاس لگا کر پڑا رہتا تھا - گو میری حالت ایسی درد انگیز تھی کہ سارے مسافروں کا مورد رحم بنا تھا اور اکثر مجھکو اس مجبورانہ اور مظلومانہ حالت پر غصہ بھی آتا تھا مگر ہمیں حاشا کسی پیر - فقیر - شیخ سدو - امام ضامن - وغیرہ کی موہومی اور خیالی تائید کا مستدعی نہیں ہوتا تھا - اُس مشکل حالت میں بھی دماغ کی مضبوط - وسیع - اور گہری باندھی میں ترقی قومی - رفاہ عام - آزادی نسواں - اور استعمال فوائد تجارت سفر لندن کے خیالات اس گرما گرمی سے پکتے اور جوش کھاتے تھے جیسے بھٹیوں میں گرٹے ہوے خم میں بادۂ شراب - میں اِن خیالات کے تیز اور تند بخارات کو ہشتاہانہ رہنے کے ساتھ بھی پاپیچ دھوئیں کی طرح خود ہی پی جاتا تھا - کیوں کہ جہاز پر اُن کے اخراج کی کوئی صورت نہ تھی اور اُن کا نکالنا وہاں بالکل خالی از منفعت بے موقع اور بے وقت تھا جہاں دماغ پر اِن خیالات کا تسلط تھا وہاں اُن عہود اور مواثیق کا نقش بھی دل پر استواری کے ساتھ بیٹھتا جاتا تھا جو فیما بین ہم لوگوں کے جنت آباد لندن میں ہوے تھے - کیوں کہ اُس عصائے اتفاق کے ٹیکے بغیر ہم میں سے کوئی نوجوان بھی ہندوستان میں بمقابل لشکر نحوست پیکر تعصب کوئی اچھی کارروائی نہیں کرسکتا جب کہ جہاز ردوسی میں پہنچا بس یکا یک آثار تہذیب و شایستگی میری آنکھوں سے غائب ہوگئے اور دونوں جانب اُن نیک کردار بزرگواروں کے ملک نظر پڑے جن کے لیے لوٹنا کتابوں میں ثواب لکھا ہے - سارے افریقیہ اور گرجستان کی باکرہ چھوکریاں جن کے واسطے حلال ہیں لوٹنے پر جن کی اوقات ہے اور بردہ فروشی جن کے ایمان کے مطابق نہایت عمدہ بات ہے - جب کہ جدہ سے ہم ذرا کچھ آگے بڑھا حاجیوں کے دو تین جہاز اُس طرف سے گذرے - ہم لوگ اُس وقت جہاز کے ڈیک پر کھڑے تھے - اُن جہازوں پر ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا اور نہایت سامعہ خراش اور مہیب آواز اُن میں سے آتی تھی کیوں کہ مختلف قسم اور ملک کے جاہل مسلمان اُن میں اِس طرح سے بند تھے جیسے مرغ کشتیوں میں ٹھونکر پورب بنگالے سے کلکتے آرہے ہوں -

۵۱ آرام کرسی ۱۲ —

۵۲ غلبہ ۱۲ — ۵۳ بحر احمر ۱۲ —

یہ لوگ آپس میں مثل بہائم کے بڑے غصے سے
لڑتے تھے اور فحش اور عفونت سوز الفاظ کا
مبادلہ باہم نہایت آزادانہ طور سے ہوتا تھا
ان جہازوں کی صفائی کلکتے کے کسی چھوٹے سے
غلیظ بازار کی قطع تھی اور ان سے اس
قسم کی صحت سوز بدبو آتی تھی جیسے کوئی
بدبو کیفیت ڈرین ہو۔ ان گالیوں کو سن کر
خاتونانِ انگلستان کانپ اٹھیں اور بدبو
کے برے اثر کے روکنے کے لیے ہم لوگوں کو
کافور کے سونگھنے کی سخت ضرورت ہوئی۔
یہ نئی قسم کی وحشی عبادت ہے اور مزہ یہ ہے
کہ کوئی ان کے انسداد کی فکر تک نہیں کرتا۔
لاکھوں غریب مسلمان اپنا خانماں ویران
کر کے اور اپنے مال و دولت کو لٹا کر لٹیروں
کے خشک و دشوار گزار اور آتش بار ملکوں میں
ہزاروں قسم کی تکلیفات پا کر مرنے اور اپنے کو
لٹوانے چلے جاتے ہیں اور سمندر میں جہاز
میں ریگستان میں۔ پہاڑ پر۔ اور خدا جانے
کہاں کہاں گر گر کے مرتے اور طعمۂ نہنگ و
شغال و کرگس ہوتے ہیں اور جو وہاں سے
زندہ پھرتے ہیں مچھندر کی صورت بنائے
تعصب کی گٹھری لادے ہندوستان میں
اخلاقی اور تعلیمی خرابیاں پھیلاتے پھرتے ہیں
اور اکثر وبائی امراض بھی ساتھ لیے آتے
ہیں جس سے لاکھوں جانیں ضائع ہوتی ہیں۔
ستی کا ہونا تو سرکار نے قانوناً موقوف کر دیا
مگر افسوس کہ آج تک اس مہذب گورنمنٹ سے
اس کا کوئی انسداد نہیں ہو سکا۔ گورنمنٹ
انڈیا کی قدرت انتظامی پہ یہ وہ بدنما دھبا ہے کہ
جس کا اٹھا دینا نہایت ضروری ہے اگر کفارہ یا
یا اور کسی تمدنی خیال سے گورنمنٹ نے اس کو
آج تک جائز رکھا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ ان
لوگوں کو ہر سال جہاز کا خرچ دے کر جزائر
ہند یا چین میں بھیج دے تاکہ ہم خرما و ہم ثواب
التعصب بمبئی تک ہم لوگوں کا جہاز طوفان اور موج
اور ہر قسم کی بلائے بحری کے صدمے سے
محفوظ پہنچا۔ روزانہ میل پر خوب گانا بجانا
ہوتا تھا۔ کیونکہ دو چار فیشن ایبل انگلو انڈین
لیڈیاں[۹۱] بھی جہاز پر تھیں ان میں سے بعض کو
گانے بجانے کا بہت ہی اچھا سلیقہ تھا۔
لیڈیوں کی خاطر سے کبھی کبھی مجھکو بھی بنگالہ اور
ہندی چیزوں کو انگریزی دھن میں گانا پڑتا
تھا۔ جب کبھی حاجیوں کے جہاز کا تذکرہ
چھڑ جاتا تھا۔ اور ان کی ذلت بار حالت پر
گفتگو ہونے لگتی تھی مجھکو بجز بغلیں جھانکنے یا
مجلس سے اٹھ جانے کے کوئی چارہ نہ ہوتا تھا
اور اس غم سے دل سخت پژمردہ رہتا تھا۔
بمبئی میں مجھے جہاز سے اتارنے اور مہمان
کرنے کو مسٹر آر۔ مسٹر ڈیسی۔ مسٹر کے۔ او۔ ایڈیٹر جی
وغیرہ بہت سے جنٹلمین[۹۲] آئے تھے۔ مگر میرا قصد
تھا کہ بی ہوٹل میں ٹھہروں کیونکہ کسی غیر
مہذب آدمی کے مکان میں اترنے سے
جنگل میں رہنا بدرجہا اچھا ہے۔ اور ہوٹل تو بجائے
ایک خلد بریں ہے۔ مگر احباب کے بیحد اصرار سے
مجھے مسٹر (اس) کا مجبوری مہمان ہونا پڑا
یہ بزرگ چونکہ وہاں کی نئی روشنی والوں کے

[۹۱] وضع دار ہندوستان کی رہنے والی میمیں ۱۲

[۹۲] حضرات ۱۲

ایک روشن خیال پیشوا ہیں اس لیے ان کے
مکان میں ہر طرح کے آرام کا انگلش سامان
مہیا ہے۔ مگر کس کام کا۔ ان کی عورتوں میں
بھی منحوس خلاف شرع پردے کی رسم
مروج ہے جس سبب مجھے ہمیشہ ڈنر پہ
لیڈی لوگوں کی غیر حاضری سے شدت کی
تکلیف ہوئی آخر ایک دن میں نے اپنے
میزبان سے شکایت کی۔ اُس نے کہا
کہ اُس کی تمام تر حسرت یہ ہے کہ اُس کی بیم
میرے ساتھ آن کر کھائے اور مجھ سے
ملائے مگر گولی مارنے سے بھی تو وہ گندہ
محل سرا کے اندر سے زندہ قدم باہر نہیں نکالے گی
بمبئی کہ جہاں کے نئی روشنی کے آج سب سے
بڑھے چڑھے ہیں وہاں کا تو یہ حال ہے
پھر علی گڑھ۔ پٹنہ۔ اور کلکتہ کس شمار و قطار
میں ہے۔ افسوس کہ تین برس کا زمانہ گزر گیا
اور آزادی نسواں کا جہاز ایک ہاتھ بھی
نہیں بڑھا۔ کیا یہ دل چور [illegible] نے کی بات
نہیں ہے کہ ایک جنٹلمن دوسرے جنٹلمین کا
مہمان رہے اور لیڈی کی صحبت اُس کو
دو دو چار چار روز تک نصیب نہ ہو اور
اُس کو گانا اور ناچ سننے اور دیکھنے کے
لیے کبھی بلانے کی ضرورت پڑے جن واسطے
سے کسی بھلے مانس کے مکان میں آنے سے
مکان بلکہ محلہ تک نجس ہو جاتا ہے بمبئی میں
جو اولڈ اسکول کے متعصب لوگ ہیں ان
حضرات کی ملاقات میں مجھے شدید تکلیف ہوئی ہے

[1] انگریزی ۱۲۔ [2] شام کا انگریزی کھانا
[3] پرانے اسکول ۱۲۔

کیوں کہ ان کا اخلاق خود ہی دقیانوسی
اخلاق ہے۔ جہاں ملاقات ہوئی جیسی آدمیوں
نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھائے اور ایک
غل اہلاً و سہلاً و مرحبا کا ہوا۔ کسی کا ہاتھ
میلا ہے۔ کسی میں ناس لگی ہوئی ہے۔ مگر ہاتھ
ہے کہ مصافحے کے لیے بڑھا ہی چلا آتا ہے۔
اس پر طرہ یہ کہ پھر جوش اخلاق سے بہت سے بزرگوار
ہاتھ کو جھٹک کر بوسہ بھی دیتے ہیں اور
اس بوسے کے دینے میں احتیاطاً مراتب کے
بجا لانے سے بعض مرتبہ لعاب دہن وغیرہ بھی ہاتھ میں
ضرور ہی لگ جاتا ہے۔ جس سے ایک جنٹلمین کو
شدت کی کلفت ہوتی ہے۔ پٹنے میں پہنچ کر
میں اور بھی شدید عذاب میں مبتلا ہوا۔
گویا بدتہذیبی اور بداخلاقی کے دریا میں
غرق ہو گیا۔ جو شخص آتا تھا بے تکلف لپٹا
چلا جاتا تھا اور اس دباؤ سے لپٹتا تھا کہ گویا
مجھ سے لپٹنے کا کوئی قانونی حق ہے۔ یا میں نے
اُس کے ساتھ بال پارٹی میں ناچنے کا وعدہ
کیا ہے۔ دو چار دس بزرگوں سے لپٹنے کے
بعد بندے نے بمبئی کا قاعدہ یہاں بھی
جاری کیا کیوں کہ اول تو یہ ملنے کا طریقہ
نہایت غیر مہذب اور غیر محفوظ ہے اور ایک
جنٹلمین کے لیے ایک طرح کا خفیف سا اٹیک
(حملہ) دوسرے ایسے میلے لوگوں سے
ملنے میں امراض متعدی میں بھی مبتلا ہو جانے کا
خوف ہے۔ یہاں چوں کہ عیاشی بہت پھیلی ہوئی
ہے اس لیے امراض سوداوی کی بھی ضرور
کثرت ہو گی۔ اور تم ہی انصاف کرو کہ

[4] میموں اور انگریزوں کے ناچ کا جلسہ ۱۲۔

جیمس ہٹان انگلستان سے لپٹا اور
بغل گیر ہوا ہو وہ ان میلے کچیلے لوگوں سے
کیونکر ملے - افسوس - ع

فلک انداختہ یارا بہ یار عجبے

اگرچہ پٹنے میں جہاں تک تکلیفیں مجھکو اٹھانی
تھیں سب اٹھائیں - مگر البتہ مغربی سید صاحب
کے خیالوں سے فی الجملہ مجھے آسایش بھی ملی
جس کا قبول کرنا تقاضائے انصاف ہے -
چند حضرات جو اسٹیشن پر میرے لینے کو تشریف
لائے تھے - ان میں سے ایک بزرگ کی
ٹانگوں میں بلا فرق سنگی کا غلاف چڑھا ہوا
گلے میں ہیور کا ایک ڈھیلا جینا کوٹ جس میں
بجائے بریڈ مخمل کی تمیناً تین انچ چوڑی گوٹ
لگی ہوئی اور اوپر سے بانکڑی بھی ٹکی ہوئی
سر پر پیچھے آغا اینڈ کو کے کارخانے کی زرکار
پچگوشیہ ٹوپی - پیروں میں چینا کی دکان کا
بوٹ - مگر موزہ نہ پہننے کے سبب کالی کالی
پنڈلیاں نہایت ہی بدنما طور پر نمودار -
دوسرے صاحب طائفہ داروں کے اوڑھنے
کی رنگین اوڑھنی جس میں رنگ برنگ کے
گرنٹ کی گوٹ لگی ہوئی اور اوپر سے گوٹا بھی
ٹنکا ہوا کندھے پہ نہایت ہی خانقاہانہ انداز
سے ڈالے - گرنٹ کا ٹروزر چڑھائے میرا
گلاوٹر کی جائے - اور ایک لمبا سا پیچوان
بھی منہ سے لگاتے تھے جو ایک خانساماں
ساتھ لیے ہوئے ٹہلتا اور ہلاتا جاتا تھا -
ایک اور فرنچ نہایت متانت ذہین صورت
ٹیپی انگلش لباس سے ملبوس مسلمان

لہ پاجامہ ۱۲ - ٹہ نیم انگریزی ۱۲

ایک گھڑی اور چھڑی جیب میں اور ہاتھ میں
ڈالے اور دبائے میرے پاس آ گئے - اور
گالوں کو چھوٹے سے ربڑ کی بلوں کی قطع پر
خارجی ہوا سے پھلا کر اور ڈاڑھی کو الٹ کر دانتوں
سے دبا کر مجھ سے بڑی شفقت اور مہربانی سے
انگریزی قاعدے کے مطابق ہاتھ ملایا اور
مراسم ویلکم زبانی بجا لائے - ایک جانب کو
ایک شکیل جوان عجمی نشان اپنے صاف
چہرے کو دو گھنے سیاہ اور لمبے ٹھپکوں سے
سجائے نیم مہذب لباس سے ایک نفیس
چھڑی ہاتھ میں لیے کھڑا تھا و تین صاحب
سبز مخمل کی بڑی بڑی غلاف نما ٹوپیوں سے
اپنے سروں کو مدغم کیے کشمیرے کا انگرکھا
جس کی چولی میں داہنے اور بائیں چاندی
کے کئی درجن بوتام ٹانکے - شب خوابی کا
پاجامہ ٹانگوں میں ڈالے - میلی لنگی کا رومال
ہاتھ میں لیے - سات آٹھ گلوریاں گلے میں
دبائے - میرے قریب کھڑے تھے - اور اس
زور سے بخار انگیز ڈکار (جس کی بو ان کے
معدے کی اصناف غذائے غیر منہضم ہندوستانی کی
خبر لاتی تھی) منہ کھول کھول کر لیتے تھے کہ دماغ
پھٹا جاتا تھا - بس اسی وقت رہی سہی صحبت
جو بمبئی سے لیتا آیا تھا وہ بھی ہزار بار
میری طبیعت کے گلے سے لپٹ کر روتی یہ
شعر پڑھتی یورپ کو ریٹائر گئی - ع

آپ رہتے ہند میں اب ہم جدا ہو کر چلے
وقت نے سکھے تھے صحبت اب بیاہ ہو کر چلے

سہ غیبہ ۱۲ - ٹہ خیر مقدم ۱۲ -
ھہ سدھر گئی ۱۲

قصہ مختصر میں ایک نئی روشنی کے نئے خلیفہ کے
گھر مہمان ہوا - یہ مکان ایک نہایت ہی بد قطع
مکان ہے اور ایک ایسی تنگ اور غلیظ گلی میں
واقع ہے جہاں صحت کا دیوتا گھنٹے بھر میں
بغیر تیل گھی اور لکڑی کے خود بخود جل کر خاک سیاہ
ہو جائے - اس کے دروازے نہایت تنگ
اس کی چھت نہایت پست - اس کا فلور
زمین دوز - اس کے دریچے بالکل خراب -
علاوہ بریں اس کی چاروں طرف محلے کے
پائخانے اور سنڈاس اور اراذل کے کثیف
کھپرہ پوش مکانات - اس شہر کی اکثر گلیاں
ایسی تنگ - تاریک - بدبودار - پست و بلند -
اور پیچیدہ ہیں جن میں دس منٹ چلنے سے
نفس تنگی کرنے لگتا ہے - مجھے حیرت ہے کہ یہاں
کے لوگ کیوں کر زندہ رہتے ہیں - خدا جانے
یہاں کے محکمہ صفائی شہر کا کیا حال ہے کہ
شہر کی حالت آج تک ایسی ابتر اور سنیٹری[۱]
انتظام اس قدر ناقص ہے - رئیسوں کے مکانات
یہاں عموماً اچھے اور صاف نہیں اور اس
ترکیب سے بنے ہوئے ہیں کہ ان پر مکان
دکان - کوٹھی - اور بنگلہ - ان چاروں قسم کی
عمارت کی تعریف صادق آتی ہے - ایک آدھ
کمرے میں انگریزی عمدہ سامان اس انداز سے
لگا ہوا - جیسے ہندوؤں کے مندر میں عمدہ
اسباب - کسی گوشے میں سیاہ اور میلا
تخت پوش کہیں دو چار مختلف فرنیچر شنڈیلیار[۲]
کسی طرف کو دس بیس لارڈ کارنوالس کے
وقت کی نیلام کی خرید کی ہوئی کرسیاں

[۱] انتظام حفظ صحت ۱۲ [۲] جھاڑ ۱۲ —

کسی دالان میں قالین ولایتی کے فرش پر
ایک بڑا سا لمپ جو بعد خرید ہونے کے شاید
دو چار ہی مرتبہ بڑی بڑی خانگی تقریبوں میں
صاف ہوا ہو - میرے میزبان کے مکان میں
ہندوستانی اسباب تو ہر قسم کا بہت تھا
مگر انھوں نے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات
میں انگریزوں کی بہت سی پرانی چیزیں
بھی خرید کی ہیں اور دونوں قسم کے اسباب کو
ملا کر ایک خلط مبحث کر دیا ہے - یہ بزرگ ایک
حرف انگریزی نہیں جانتے مگر حضرت سید صاحب
مغربی کے خوشہ چیں ہیں اور اس ترجیح کی
دانست اور تحقیق پر مغربی خیالات کا
از بس غلو ہے اور ایسی بری قسم کا انگریزی کھانا
کھاتے ہیں جو صحت کو نہایت ہی مضر ہے -
ان کی وضع بھی ڈیمی انگلش کے قریب قریب
ہے - ایک قسم کے مسلمان جوان کے جرگے
میں ہیں ان کی حالت نہایت خوفناک ہے
کیوں کہ جس مشکل دریا کے پار اترنے کا قصد
ان لوگوں نے کیا ہے اس میں ان کے لیے
کوئی محفوظ اصول کی کشتی ہے اور نہ کوئی
ہوشیار تجربہ کار اور دیانت دار کشتی بان
پھر ایسی حالت میں نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ حضرات
یورپ کی تمام بری باتوں کو رفتہ رفتہ
اخذ کریں گے جس سے انگریزی دانی اور
انگریزی خوانی کا اور بھی خوف ہوگا کیونکہ
ان کی حالت دیکھ کر متعصب مسلمان اپنے
لڑکوں کو یک قلم انگریزی نہیں پڑھائیں گے
اور یہ ایک بہت بڑا قومی نقصان ہوگا
دو چار جگہ ناچ کی محفلوں میں میری دعوت ہوئی

مگر مجبوری سے بکراہت مجھے انکار کرنا پڑا گو
مسلمان رئیسوں کی طرف سے بہت کچھ اصرار ہوا
مگر میں ہرگز اُن محفلوں میں شریک ہونے پر
راضی نہ ہوا۔ بھلا کون جنٹلمین ایسی اخلاق سوز
اور عفت برباد کن صحبتوں میں جا کر اپنے
اطوار اخلاقی کو داغ دار کر سکتا ہے۔ گو میں
سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں
کی حالت بسبب جہالت اور رکاکت تہذیب
کے ایسی ہے کہ یہاں ناچ کی ویسی محفلوں میں
شریک ہونا ہر رسا اور ذی رتبہ اور اونچے
آدمی کے لیے نہایت تعریف کی بات ہے۔
جہاں چند فاجرہ اور بے حیا عورتیں جمع ہو کر
اپنے حسن کو اس شہوت انگیز طور سے پیش کرتی
ہیں جس کا اثر جوانوں کے نرم اور ناتجربہ کار دل
اور کچے اخلاق پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور
ایسی فحش آمیز غزلیں ٹپے۔ اور ٹھمریاں۔
گاتی ہیں جن کے سننے سے انسان کے برے
خیالات میں یکایک ہیجان پیدا ہو جانے کا
گمان ہے۔ مگر میں اپنے خیالات موجودہ کے
ساتھ ایسی محفلوں میں کیوں کر جا سکتا ہوں
ہاں اگر آیندہ ولایت کے سفر کے خیال کو
اپنی لوح دل سے مٹا دوں اور انگلستان
کی پر اخلاق اور ملنسار لیڈیوں نے جو میری
خصلت کے بنانے اور اطوار اخلاقی کے
درست کرنے میں بے غرضانہ اور دوستانہ
کوششیں کی ہیں ان تمام احسانات کو یک قلم
بھول جاؤں تو فراغت سے ایسی محفلوں
میں شریک ہو سکتا ہوں ورنہ بغیر اس کے
کہ کوئی ... ان صحبتوں میں شریک ہونے کی

انہیں یہ غرض ہو کہ کسی ایسی آبرو دار بھلے مانس کی محفل میں
میں شریک ہوں اور وہاں جو کاروائیاں
محض تفریح کے خیال سے ہوتی ہیں اُن کا
کنایۃً بھی ہو بہو بیان کروں اور یہ خبر اخبار یا خانگی
خطوط کے ذریعے سے لندن پہنچ جائے
تو پھر میرے لندن کی سوسائٹی سے (کٹ آف)
کر دیے جانے میں کس قدر دیر ہو سکتی ہے۔ اور
وہاں کی صحبتوں سے نکال دیے جانے پر
یہاں کی اینگلو انڈین سوسائٹی میں میری
کیا قدر و منزلت ہوگی اور اعلیٰ درجے کی
لیڈیاں مجھے کس آنکھ سے دیکھیں گی غرض ایک مہینے
پٹنے میں نئی روشنی کے ارکین سے ملنا جلنا پڑا
اور نئی روشنی کے قاعدے کے مطابق میری
دعوتیں بھی کی گئی ہوئیں مگر کسی ڈنر پارٹی یا ٹی پارٹی
میں مجھے کسی مسلمان لیڈی سے ملاقات ہوئی
اور کسی نئی روشنی والے نے اپنی لیڈیوں
سے ملاقات نہ کروائی اور اُن کی پاک اور
معصوم محبت سے فرحت اٹھانے کا مجھے موقع
نہ دیا۔ گو میں نے بعض حضرات کو اس خصوص میں
توجہ بھی دلائی مگر ہر ایک عذر ہائے لنگ کا ایک تحفہ
پیشکش کرنے کے لیے موجود تھا۔ ان حضرات
کے آئین انصاف اور قانون عدل کا کون سا
اصول میرے خیال میں نہیں آتا۔ کیوں کہ
یہ لوگ خود تو مغربی خیالات سے ہر طرح
دنیوی آرام لے رہے ہیں مگر کسی قسم کی
آسایش کو اپنی عورتوں کے لیے جائز نہیں
رکھتے اب بھلا اس خود غرضی کا کوئی علاج ہے

سلہ القط ۱۲ — سلہ ہندوستان میں انگریزوں کی صحبت ۱۲
سلہ جلسۂ طعام ۱۲ سلہ جلسہ چاے ۱۲ —

غریب عورتیں تو ایک ٹوٹی اور پرانی چاردیواری
کے اندر ایک گندہ اور تاریک مکان میں
بند رہیں کثیف سے کثیف کپڑے پہنیں -
بری سے بری قسم کا کھانا کھائیں - اور ہر طرح
سے اُن کی ہر قسم کی آزادی کے ہاتھ پیر توڑ دیے
جائیں - اور مرد لوگ ہر طرح کے سامان آرامش
و رامش اور اسباب آسایش و آرایش کو اپنے
لیے جائز رکھیں - تعلیم نسواں کی گفتگو ورنہ میں
بھی صوبہ بہار کے مسلمانوں کی عورتیں نہایت
پھسڈی ہیں اور ان کو کوئی نسبت ان کی مغربی
بہنوں سے نہیں دیا سکتی نئی روشنی کے فرقے کے
لوگ اس خاص بارے میں بھی کوئی ترقی کا
اثر قابل تشفی دکھا نہیں سکتے کیونکہ اُن کے
گھروں میں بھی گورنس (معلمہ) کی آمد و شد
میں نے نہیں دیکھی تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا
کہ رئیس زادیوں میں یہاں ایک نوجوان عورت
بھی ایسی نہیں جو ہارمونیم پیانو بجانے یا ناچنے میں
کسی قسم کا بھی سلیقہ رکھتی ہو - اگر یہاں کے
مسلمان تعصب کی زنجیر کو توڑ کر صاف دل اور
پاک نیت سے اپنی لیڈیوں کو لے کر یہاں کے
یوروپین لوگوں سے بارسوشیل زینے برابری
سے ملتے جلتے تو فقط یوروپین جنٹلمین اور لیڈیوں
کی صحبت سراپا برکت اُن کی تعلیم کے لیے کافی
ہوتی اور یوروپین لوگوں کی قومی اور تہذیب یافتہ
حرارت ان کی جبلی وحشت اور ناجائز اور
بدنما حیا کو بالکل جلا کر ان کے خیالات کو جلا دیتی
افسوس کہ مسٹر اے کی پردہ شکنی والی تحریر کا
اثر خاطر خواہ ہندوستان میں نہیں ہوا
وگرنہ آج مجھ کو لیڈیوں کی صحبت کے نملنے سے
ایسی تکلیف نہوتی اور آج میں بھی اپنی ہمرنگ
اور ہمقوم لیڈیوں کو وہی بارہ سو برس کی
قیدی بناتا - اس تحریر کی بابت میں ہم تو
یہاں کوشش کر رہے ہیں - مگر مسٹر اے نے
اپنی پہلی تقریر میں مسلمان عورتوں کے بزرگ
اور سیلے اور گم زدہ پردے کے پھاڑنے کی بحث
چھیڑ کے کچھ تھوڑا سا تاریک خیالات کے
مسلمانوں کو منتشر کر دیا ہے - چنانچہ ایک شریر
طالب العلم نے مجھ سے اُن کی تقریر کی طرف اشارہ
کر کے یہ کہا تھا وہ کہ ہم لوگ تو جاہل ہیں مغربی
تہذیب کی پالش ہمارے خیالات پر نہیں ہوئی
اور نہ ہم انگریزی جانتے اور نہ ولایت گئے -
مگر آپ ہی لوگوں سے یہ سنتے آئے ہیں کہ قول
سے زیادہ قوت اور اثر نظیر میں
ہوتا ہے - پس جب کہ یہ مسئلہ آپ ہی
لوگوں کا قبول کیا ہوا ہے تو سب سے پہلے آپ
لوگوں کا فرض ہے کہ اپنے ہی گھروں میں اس
منحوس پردے کی رسم کے توڑنے اور پھوڑنے
میں مصروف ہو جیے اور جو دو چار کتخدا ناکتخدا
جوان - بڈھی - کالی - گوری - موٹی - دبلی -
شایستہ ناشایستہ عورتیں ہوں اُن کو بطور
ہدیہ محقر شتاب اور صاف دل سے کلکتے کی
یوروپین سوسیٹی میں لیجائیے اور اس ہندی
سونے کو مغربی تہذیب اور سوشیل ترقی کی
کسوٹی پر چڑھائیے - دو چار مہینے میں صاف
یہ عقدہ کھل جائیگا کہ آیا خداوند عالم نے یہاں
کی عورتوں کی طبیعت میں بھی اس کی صلاحیت
دی ہے یا نہیں کہ وہ لوگ بھی مغربی آزادی کی

ناچ اکھائیں۔ یوروپی خیالات حقوق نسواں کے
قواعد کو عمدہ طور سے برتیں۔ یا بڑے بڑے
لال کلے اور لال کرتی کے کشیدہ قامت
نوجوان اور زور آور رجمنٹوں سے بال روم
میں قاعدے کے مطابق الگ تھلگ سمٹ
سمٹ کر پھرتی سے نیم دیکی پر چکر کھاتی ہوئی
گھرنی کی طرح ناچیں۔ یا گورنمنٹ ہوس
میں کسی جنرل کی بغل میں بے تکلف ہاتھ
ڈال کر اس کی کھڑکھڑانے والی کرچ کی ٹکر
سے بچ بچا کر میز پر چلی جائیں۔ اور دو چار
قفلیاں برف کی اڑا آئیں۔ یا ایک پھرتی
کی ادا سے فٹن پر سے اچک کر ایوان گورنری
کی بڑی سیڑھی پر جا لی رہیں۔ یا ناچ میں
پیترا ٹھیک کرنے کے لیے اپنی زنخداں کو
ساتھ ناچنے والے مرد کے شانے پر اس طرح
سے جما دیں جس طرح جول بٹھائی جاتی ہے۔
یا سارڈین مچھلی اور بیف کے ٹکڑے کو اس
رغبت سے اپنے منہ میں ڈال لیں جس طرح
بھوکا مسلمان لڑکا نان خطائی یا کوفتے کو
اپنے منہ میں ڈال لیتا ہے۔ اگر آپ لوگوں کی
عورتیں اس آزمائش کی کسوٹی پر چڑھ کر کھری
اتریں اور ان کے کم زور دل و دماغ تاریک
اور ناقص خیالات مغربی تہذیب یورپی آزادی
اور انگلستانی اخلاق کے پر زور اثر کی جادو
تاثیر اور حیرت افزا ٹکر کو سنبھال لیں تو پھر
ہم لوگوں کو ایسے پختہ تجربے اور پکی آزمائش
کے بعد اپنی بہائم طینت قیدیوں کو آزادی
دینے میں کون عذر ہوگا اور ہماری کون سی
حجت باقی رہ جائے گی۔ جہاں آپ لوگ اپنی لیڈیوں
اور مس بابا لوگوں کو لیکر انگریزی جلسوں کمیٹیوں اور ایوان
گورنری میں تشریف لے جائیں گے وہاں ہم خبیث بچھوں کالی
میموں اور مسوں کو اپنی مقدرت کے مطابق عمدہ عمدہ
پچھا بنگلہ صابون سے ان کے چہروں کو صاف کر کے عید کے دن
دوپہر سے پہلے ہی جانب مسجد جامع روانہ ہو لیں گے اور
بقول آپ کے دین و مذہب کے احاطے میں لا کر آپ سے زیادہ
آزادی کی ہوا سے اپنے پٹھوں کو بچا رکھیں گے۔
کیونکہ ریلوں کی شریفوں سے بھوک کہیں
بڑھی ہوتی ہے۔ اس بد ذات طالب العلم کی
یہ مختصر سی اسپیچ سنکر میرا دماغ گرم ہوگیا اور
فوراً دو چار قطرے عرق کے پیشانی سے
ٹپک گئے اور میں دیر تک یہ سوچتا رہا
کہ اس بلا کو کیونکر ٹالوں۔ کیونکہ انصاف پسندانہ
طور سے میں اس کے قول کا کوئی معقول جواب
نہیں دے سکتا تھا بجز اس کے کہ اس سے اپنی مستورات
کے مجلسوں اور محفلوں میں لے جانے اور اپنے
گھر کی رسم پردہ کے توڑنے کا وعدہ کرتا۔
حق پوچھو تو ہم لوگوں کی بیغرضانہ اور بہشتی
مشن کو ہندوستان میں سب سے زیادہ
ضرر اسی شریر فرقے سے پہنچنے والا ہے اور
اب بھی پہنچ رہا ہے جس میں کا یہ طالب علم تھا
یہ لوگ ہماری ہی چھری ہماری گردن پر پھیرنے
کے لیے تیار ہیں یعنی مغربی تعلیم اور یورپی خیالات سے
فقط ہم لوگوں کی ایذا رسانی کے بابت میں کام لیتے ہیں
ایک پژمردہ اور افسردہ دل لیکر میں کلکتے پہنچا

۵۱ انگریزوں اور میموں کے ناچنے گانے کا جلسہ ۱۲
۵۲ دیوان گورنری ۱۲۔
۵۳ تقریر ۱۲ ۵۴ مقصد عظیم یا وہ گروہ جس کا کوئی مقصد عظیم ہو ۱۲۔

بیسیوں تصویریں تھیں جن کو بغیر نہیں دیکھ سکتا
جو صاحب کہ البم دیکھ رہے تھے اُن کی طرف
مخاطب ہو کر میں نے نہایت عجز سے کہا کہ حضرت
آپ اس تصویر کی کتاب کو نہ دیکھیں کیونکہ
یہ حسن اخلاق کے خلاف ہے اگر کسی شخص کا البم
کوئی دوسرا شخص بغیر اس کی اجازت کے دیکھے۔
اسپر مختار صاحب خشمناک ہو کر یوں نغمہ سنج
ہوئے اور اُن کے ساتھ جو دوسرے صاحب
تھے انھوں نے بھی تیور بدلے ۔

(مختار) تو پھر یہ کس لیے بنایا گیا ہے۔ یہ تو اسی
مصرف کے لیے ہے کہ آدمی اسکی سیر کرے اور
مختلف ملک کے لوگوں کی تصویروں سے
لطف اُٹھائے۔ بڑے بڑے حکام عالیمقام
کے جلسوں میں میں شریک ہوا ہوں اور
اُن کی میزوں پر اس سے کہیں عمدہ عمدہ
سیکڑوں تصویر کی کتابیں دیکھی ہیں۔
آپ کی کتاب میں کہاں کا ہیرا لگا ہوا ہے کہ
کوئی اُسکے دیکھنے کے قابل نہیں۔ آپ نے
کیا مجھے نرا گنوار تصور فرمایا ہے۔

(دوسرے صاحب) صاحبزادے[له] کیا آپ نے ہم لوگوں کو دیہاتی
تصور کر لیا ہے اور کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی
تصویروں کی کتاب کوئی عنقا ہے۔ واللہ
آپ کے جد امجد مرحوم سے سالہا سال بے تکلفی
کی صحبت رہی ہے اور ایسی سیکڑوں کتابوں کو
ہم لوگوں نے تفریحاً پھاڑ کر پھینک دیا ہے۔

(میں) حضرت یہ پرائیویٹ البم ہے اس لیے
عرض کیا گیا ورنہ اسکی حقیقت کیا ہے اور میری
غرض آپ لوگوں کو منع کرنے سے حاشا کسی طرح
آپ کی توہین نہیں ہے۔ اسپر زور سے قہقہہ
لگا کر پھر ورق اُلٹنے اور البم دیکھنے لگے
ورق اُلٹتے اُلٹتے ایک نہایت حسینہ
اور عالی مرتبہ خاتون کی تصویر نکلی اُسکو دیکھکر
مختار صاحب دوسرے صاحب کی طرف متوجہ
ہو کر فرمانے لگے بھئی شاہزادے دیکھنا کیا ہی اچھی
رنڈی کی تصویر ہے۔

(میں) اے حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہیں
یہ کیسی خلاف شرافت رائے زنی ہے۔ یہ کیا
بداخلاقی ہے۔ یہ ایک معظمہ و محترمہ خاتون کی
تصویر ہے۔ جو میری بڑی مشفقہ اور محسنہ ہیں
اور جن کو میں اپنی بہنوں کے برابر سمجھتا ہوں

(مختار) (نہایت حقارت انگیز طور سے
قہقہہ لگا کر) آپ اپنی بہن جو کچھ جی چاہے
سمجھیں بندہ تو ان کو رنڈی ہی تصور
کرتا ہے۔

(دوسرے صاحب) واللہ جواب ترکی بہ ترکی
اسی کو کہتے ہیں۔ یہ مہذب کلام سن کر مارے
غصے کے میرے سارے بدن کے خون میں
بڑا جوش آیا اور میرے جگر کو نشتر الم نے
چھید ڈالا۔ مگر میں نے بہت ضبط کیا اور خون جگر
پی کر رہ گیا۔ کیونکہ اگر میں اور بولتا تو خود بھی
گالی سنتا۔ اور اگر میں بھی غیر مہذب طور سے
اُن سے جھگڑتا تو انھیں لات جوتی کرنے میں
بھی محابا نہ تھا۔ کیوں کہ ہم لوگوں کے ایسے
دو چار لامذہبوں کا مار ڈالنا بھی ویسے شریعت
کے ٹھیکداروں کے نزدیک ایک قسم کا چھوٹا
جہاد ہے۔ اب تم ہی انصاف کرو کہ ایسے
خوش اخلاق اور ذی فہم حضرات سے کون شخص

له مرد شریف ۱۲—

دنیا میں باہمی میل جول اور معاشرت کے
معاملات کو صحت کی حالت پر رکھ کر بہتر
سکتا ہے۔ اس تاریخ سے جو میں نے البم کو صندوق
میں بند کیا ہے تو آج تک نکالنے کی بات نہیں
ہوئی ہے جن لوگوں سے کہ ہم نے گفتگو کی ہر قسم کی
ضرور سنا ہے۔ اور جو کہ ہمارے پرنسپل صاحب کے
پڑھانے کے آلہ میں ان کی خوش اخلاقی تو
اس درجے میں بڑھی ہوئی ہے اب بھلا کس
دل و جگر سے ہم لوگ پیشۂ وکالت میں قدم
رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں ان ہی ظلموں کے
سہنے کی قدرت اپنے میں نہ پاکر بعض احباب
نے سرکاری خدمت قبول کی خواہش کی ہے اور میں
اپنی نسبت ابھی تم سے کچھ کہہ نہیں سکتا کہ آئندہ
کیا کروں گا۔ دو ہفتے کا عرصہ ہوا کہ میں اپنے
عزیزوں اور والدین سے ملنے اور چار برس
کے بعد وطن دیکھنے وطن گیا تھا وہاں پہنچ کر
مجھے ہر قسم کی تکلیف بہت ہوئی مگر احباب
اور عزیزوں کی خاطر سے دو ہفتہ تک قیام
کرنا پڑا۔ اس سفر کی مفصل کیفیت دوسرے خط کے
سلسلے میں درج کروں گا اور اس میں دکھاؤں
گا کہ پورب بنگالہ کے مسلمانوں کے خیالات
آج تک کیسے گندہ اور پراگندہ ہیں اور
ان کی عورتوں کی حالت کیسی خراب ہے
اور وہ لوگ کس درجہ قابل رحم ہیں۔ ان
تمام باتوں کی ایک عمدہ تصویر قلم سے کھینچ کر
دکھاؤں گا۔ چونکہ یہ مراسلے نہایت
بیش قیمت ہیں ان کو بڑی حفاظت سے رکھو
اور ان کی قدر کرو کیونکہ آئندہ نسلوں

۵۱ کار روائی لطافت ۱۲—

کے لیے یہ نہایت مفید ثابت ہوں گے
گو طولانی ہیں۔

مارچ و اپریل – [illegible] عیسوی

راقم

یعنی خروس

مولانا آزاد کا ولایت کا شوق

ولایت کا شوق

جناب مولانا قبلہ الایمان صاحب اور ان کے
فرزند رشید مرزا تہذیب بیگ صاحب کا
مکالمہ۔

(ق) آج کالج نہیں گئے۔ کیا آج کالج بند ہے؟
(م) نہیں کالج تو کھلا ہے مگر میں نے پرنسپل کو
رخصتی بھیجی ہے۔
(ق) آخر کیوں پڑھنے لکھنے کی طرف سے
اچاٹ کیوں ہوتا جاتا ہے؟ ایک روز کے
ناغہ ہونے سے ایک مہینے تک لڑکے کو وحشت
رہتی ہے۔ اگرچہ میں نے (خدانخواستہ) کسی اسکول میں
نہیں پڑھا مگر آخر اٹھارہ برس تک طالب العلمی
کی ہے اور طرز تعلیم اور اس کے حسن و قبح سے تو
واقف ہوں۔
(م) میرا آج کالج نہ جانا بدشوقی سے نہیں ہے
بلکہ آج حضور سے ایک نہایت ضروری گزارش
کرنا ہے جس کے لیے تنہائی درکار تھی۔
(ق) ماشاء اللہ کیا وقت نکالا ہے کہ جب میں
اکثر قیلولے میں ہوتا ہوں۔
(م) بہت مناسب اگر حضور کے آرام میں

۵۳ اللہ معک فی امان اللہ۔ خدا حافظ ۱۲—

فتور کا گمان ہو تو دوسرے وقت پر ملتوی کیجیے۔

(ق) مجھ خوب تم! تاکہ دوسرے روز بھی آپ کالج سے غائب رہیں۔ خیر اگر تکلیف ہوگی تو مجھکو ہوگی تمکو جو کچھ کہنا ہو کہو میں پوری توجہ سے سننے کو تیار ہوں۔ فرمایئے۔

(م) (غالیچے کے قریب دوزانو بیٹھ کر عرض کرتا ہوں۔

(ق) ہاں تو پھر جو کہنا ہے صاف صاف کہو میں سنوں تو سہی۔

(م) آپ تو مجھے بدشوق جانتے ہیں مگر مجھے رات دن اس کی فکر ہے کہ کس طرح سے میری تعلیم اعلی درجے کی ہوگی اور کیونکر میں دنیا میں عزت اور آبرو اور نام و نشان پیدا کر سکوں گا سب سے زیادہ مجھے اپنی تعلیم کا خیال ہے۔ جس کے ناقص اور ناتمام رہنے کی وجہ سے میں ہمیشہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گا۔

(ق) خیر معلوم ہو گیا مطلب سعدی دیگر است اب تمھارے دماغ میں بھی اُس مالیخولیا کا مادہ موجود ہو گیا ہے جس نے بہت سے نوجوان مسلمانوں کو آجکل خراب اور تباہ کر دیا ہے اور بہت سے گندۂ دوزخ بن چکے ہیں۔

(م) اگر حضور میری گذارش پہلے سن لی جائے پھر جو کچھ خیال مبارک میں آئے ارشاد ہو۔

(ق) کیا خوب تانت باجی راگ بوجھا۔ آپ صرف گٹ پٹ انگریزی پڑھ کر مجھے فقرہ دیا چاہتے ہیں۔ ارے میاں یہ وہ خیال ہے جو سلّم اور شفا اور اشارات کے اوراق کے اندر سرگرم سیر رہتا ہے یہ تمھارے آلو خور بیکن اور ہملٹن کا خیال نہیں کہ ایک ہی سی بات کے بیان کرنے اور سمجھانے میں جزو کے جزو سیاہ اور پھر بھی مسئلہ لاینحل کا لاینحل۔

(م) حضور میرے مطلب کے سننے کے پیشتر ہی اپنی قوت متخیلہ کے زور سے ایک خیال پیدا کر کے اپنے ذہن میں جگہ دے کر مجھ پر افروختہ ہو گئے یہ تو سراسر انصاف کے خلاف ہے اور بھلا میری یہ مجال ہے کہ حضور سے کسی دوسری قسم کی بات کروں۔

(ق) نہیں نہیں تمھاری تمہید سے بو آتی ہے کہ تمھارا دماغ گندہ اور پراگندہ ہو گیا ہے۔ اور تم یہ سمجھتے ہو کہ باوجود ہزاروں روپیہ خرچ ہونے کے بھی تعلیم اچھی نہیں ہوتی۔ کیوں ہے نہ بات؟

(م) ہاں البتہ اصل مطلب میں تو شک نہیں مگر عنوان میرا جو حضور نے قرار دیا ہے وہ میرے مطلب سے بالکل جدا ہے بالکل مجھ کا کچھ ہو گیا ایک طرف سے بالکل الٹ پلٹ گیا۔

(ق) الٹا پلٹا! ارے میاں جو علم تحصیل کرتے ہو اُس کا اصول ہی الٹا پلٹا ہے پھر تمھارا مطلب کہاں سے مسلسل اور مربوط ہو اتنے بڑے علم کے لیے گرامر کا قاعدہ بھی ایسا لچر اور غیر مسلسل ہے کہ ہر قاعدہ کلیہ دس سطر کے بعد ٹوٹ جاتا ہے۔ معقولات جس کے بغیر انسان کی عقل کی صفائی غیر ممکن ہے اور جو سارے علوم کی تحصیل کا بڑا بکار آمد آلہ ہے اسکا وجود تک انگریزی میں نہیں اور سنا ہے انگریزوں کا ایسا خیال ہے کہ معقولات کے پڑھنے سے آدمی مجنون ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ شاید انگریزی منطق کی تاثیر ہو تو تعجب نہیں ہزاروں سکولی لونڈے تو

میری رائے میں بے شک دیوانے ہیں۔
(م) حضور باتیں کیا کرتے ہیں گویا سلیم کے
کسی مکمل مقام کا درس دے رہے ہیں مگر میری
گزارش اگر منظور نہیں تو صاف صاف فرما
دیا جائے تاکہ میں اپنے کسی اور شغل میں مصروف ہوں
(ق) کس نے کہا کہ مجھے تم سے بات کرنی
منظور نہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری
کہ میں تمھاری ہر بات کا سمجھا اور معقول اور
پورا جواب دوں۔ ہاں کیا تمھارا مطلب
یہ ہے کہ تمھاری تعلیم زبان انگریزی کے لیے
مکالے اور ملٹن اور بائرن کی روح
روز آیا کرے اسکے سوا تو تمھارے خیالات
کے مطابق کوئی مشکل تمھاری عمدہ تعلیم میں
نظر نہیں آتی۔
(م) بندے کے کلام سے کہیں بھی اس
بات کی خواہش مترشح نہیں ہوتی کہ میں غیر ممکن
اشتغال اپنی تعلیم کی سوچتا ہوں اور معلوم ہو
تو حضور کو کیونکر معلوم ہو کیونکہ ابتک تو
عرض مطلب کی فرصت ہی غلام کو نہیں ملی۔
(ق) اچھا کہو مگر صاف صاف اور سچ سچ
کہو اور نئی روشنی کے پیچ پانچ کو بالائے طاق
رکھو کہ اب میں ہمہ تن گوش ہوں۔
(م) عرض یہ ہے کہ اب ہر روز زمانہ ترقی
کرتا جاتا ہے اور دنیا کا رنگ بدلتا چلا جاتا
ہے جو بات کل تھی آج نہیں جو کل ہوگی پرسوں
نہیں۔ میری تعلیم میں حضور کی طرف سے کسی
قسم کی بے توجہی و پہلو تہی نہیں ہوئی بلکہ
حضور نے بڑی سیر چشمی سے میری تعلیم کا خرچ
دیا ہے اور ہندوستان میں جس قسم کی عمدہ
تعلیم [illegible] جو ہو وہ میں پا رہا ہوں
میں نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا اب بی اے
انشاء اللہ اب کے سال وہ بھی دوں گا مگر
میں سوچتا ہوں کہ بی اے یا ایم اے بھی
ہو گیا تو کون سی بڑی بات ہوئی اور کیا
خصوصیت حاصل ہوئی کیونکہ آجکل گلی گلی
بی اے اور ایم اے مارے مارے پھرتے ہیں
کوئی پوچھتا تک نہیں بی اے ہیں جو کانسٹبل
ہیں بی اے مدرسے کی دکان کرتے ہیں
بی اے کپڑے دھوتے ہیں۔
(ق) یہ کچھ فقط تمھارے ہی واسطے نہیں
بلکہ ہر ایک انجو جو شخص وارد کا معاملہ ہے طریق
تعلیم کا نقص ہے رستم لوگوں کی بے توجہی اسکا
سبب ہے کہ یہ سب سامان ادبار انگریزی کے
علما کے لیے ہے گورنمنٹ کا بھی اس میں کچھ
قصور نہیں گورنمنٹ نوکری دے تو کتنوں کو
دے ہر سال سیکڑوں طلبا پاس کر کے
نکلتے ہیں پھر کس کس کو نوکری دیجائے اور
سب پر طرہ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو لیاقت
ہی نہیں استعداد ہی نہیں فقط طوطے کی طرح
چند کتابیں رٹ لیں امتحان دیدیا اور پاس
ہو گئے اور دو چار حروف کی دم نام کے
ساتھ لگ گئی لیاقت کا یہ حال ہے کہ گھر کی
چٹھی صحیح نہیں لکھی جاتی۔ تا بمعاملہ نگاری چہ رسد
اسکی پوری تصدیق خود تمھاری لیاقت سے
ہوتی ہے کہ نو برس پڑھنے کے بعد بھی تم سے
ایک تحریر لکھی نہیں جاتی ایک صفحہ کسی کتاب کا
ترجمہ نہیں ہو سکتا ہم تو تمھارے سن میں
شرح تہذیب پر حاشیہ لکھتے تھے۔

(م) خدا حضور کو سلامت رکھے اب مجھے گزارش کرنے کی ضرورت نہیں ہو جو کچھ میں عرض کرتا — اسکو تو حضور ہی نے بڑی شرح و بسط اور شد و مد سے بیان فرما دیا۔

(ق) نہیں نہیں میں نے جو کچھ کہا اپٹ ڈیل انگریزی سے سنا تھا۔ تمکو لازم ہی کہ اپنا مطلب خود بیان کرو۔

(م) جیسا حضور نے فرمایا یہاں کے طریق تعلیم کا نقص تو ظاہر ہی ہے اور یہاں اور بھی دو چار برس اگر ہم اوقات ضائع کریں گے تو کیا ہوگا اب ہندوستان میں انگریزی کی تحصیل بجز تضیع اوقات کے اور کچھ نہیں ہی اور اسلیے بڑے بڑے لائق فائق اور عالی مرتبہ مسلمانوں نے اپنے لڑکوں کو ولایت بھیج دیا ہی اور بہت سے لوگ ولایت چلے جاتے ہیں۔ اب ولایت کا سفر بھی نہایت سہل ہی اور خرچ بھی بہت کم اس غلام کی بھی یہ خواہش ہی کہ اب ولایت جاے اور وہاں جاکر تحصیل کرے مگر یہ تمنا بغیر حضور کی توجہ اور مرضی کے پوری نہیں ہو سکتی۔

(ق) ولایت! تعلیم! اور نوجوان مسلمان! اُف اوہ اب عقدہ کھلا۔ سمجھ گیا میں تو پہلے ہی تمھارے مطلب کو تاڑ گیا تھا اور میرے خیال میں یہ بات آچکی تھی کہ تمھارے دماغ میں جسمیں بجز چونے اور گوبر کے اور کچھ نہیں تھا وہی زہر آلود مالیخولیا کا مادہ دسما گیا ہی۔

(م) حضور پہلے میری اس معقول گزارش کو غور کر لیں پھر جو خیال شریف میں آئے فرمائیں اللہ یوں تو ناحق کا عذر انصاف و خردمندی کے خلاف ہی۔

(ق) انصاف! اور خردمندی! اور غور! یہ بھی کوئی مشکل مسئلہ حکمت ہی جسکے سمجھنے اور حل کرنے میں مجھے کسی قدر دقت ہو یا غور کی ضرورت ہو۔ تجھ پر ظاہر ہے کہ میں نے اس مسئلہ سفر ولایت کو چھان بین کے رکھدیا ہی۔ اچھا بیان کرو سفر ولایت اور وہاں کی تحصیل انگریزی میں کیا کیا فوائد ہیں جو ہندوستان میں میسر نہیں۔ ہاں یاد رکھو میری خواہش ہی کہ تمھارا حوصلہ باقی نہ رہ جائے اور تم یہ سمجھو کہ میں اپنے جابرانہ حکم سے تمھارے خیال غلط کو دبا دینا چاہتا ہوں بلکہ میں ہر بات کی فیصل کرنے میں آزادانہ اور منصفانہ اور حکیمانہ مباحثہ کو پسند کرتا ہوں گو کیسا ہی ادنیٰ شخص کیوں نہو۔

(م) بے ادبی معاف ہو تو اس خصوص میں اپنے خیالات اور دلائل عرض کروں۔

(ق) (مسکرا کر) بسم اللہ۔

(م) ولایت میں جانے سے آدمی سویلین ہو سکتا ہی کونسلی بن سکتا ہی اسکے سوا اور بھی بعض اعلیٰ درجے کا علمی امتحان دے سکتا ہی علم معدنیات اور علم ریاضی بخوبی سیکھ سکتا ہی انگریزی کے فن ادب میں کمال حاصل کر سکتا ہی قدرت تحریری و تقریری کامل درجے کی ہوتی ہی۔ آزادی مزاج میں آجاتی ہی اطوار اخلاقی کی درست ہو جاتی ہی عالی ہمتی سے دماغ بھر جاتا ہی صحت میں ترقی ہوتی ہی تجربے میں پختگی آتی ہی۔

(ق) خیر ولایت جانے کے فوائد کی جو یہ لمبی چوڑی فہرست تم نے دی ہی اسمیں سے تم نے کسکو پسند کیا ہی اور کس قسم کی تعلیم کے لیے تم ولایت جانا چاہتے ہو

(م) مجھے چونکہ سرکاری نوکری پسند نہیں اور
چونکہ آزادی کا عاشق ہوں اسلیے میری نیت
یہ ہی کہ میں کونسلی بنوں اور پیشہ وکالت کو
اختیار کروں اور ساتھ ہی اُسکے بحالت قیام
لندن میں فن ادب میں بھی اچھی دستگاہ بہم پہنچاؤں

(ق) وکالت کا امتحان کیا ہندوستان
میں نہیں دے سکتے؟ عمدہ انگریزی کا یہاں
رہ کر سیکھنا کچھ غیر ممکن ہی؟ کونسلی بننے سے
کیا کوئی پر سرخاب لگ جاتا ہی؟ جو ولایت
جاتا ہی وہ کیا عنقا بنکر آتا ہی؟ کیا کسی نے
ہندوستان میں رہکر وکالت میں شہرت
نہیں پیدا کیا؟ کیا کسی وکیل نے لاکھ دو لاکھ
سال نہیں کمایا؟ کیا تمھارے خیال کے مطابق
علم ادب کا جاننے والا کوئی ایسا انگریزی داں
نہیں جو ولایت نہ گیا ہو؟

(م) کونسلی سے اور وکیل سے بڑا فرق ہی ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک
یہاں کا وکیل ہزار لائق ہو مگر کونسلی کی سی ہیبت
کہاں سے پائیگا اور وہ آزادی کہاں سے
لائیگا۔ انگریزی جسکو کہتے ہیں وہ بغیر ولایت
گئے آہی نہیں سکتی یوں گٹ پٹ بولنا اور سٹر پٹر
لکھنا کسکو نہیں آتا کونسلی لوگ ججوں اور
مجسٹریٹوں کو دھمکا دیتے ہیں بھلا یہ بات
وکیل سے کہیں ہو سکتی ہی قانونی تعلیم کی تکمیل
بغیر لندن میں جاکر لکچر سنے ہوئے ممکن ہی نہیں
یہاں کے وکلا کیا خاک قانون جانتے ہیں۔
جو لوگ ولایت سے آئے ہیں اُنکی انگریزی
تقریر نہایت شستہ اور اُنکی تحریر پختہ اور بامحاورہ
اور پُر زور ہی اب بھلا حضور ہی خیال کریں
یہ خوبیاں کیونکر ہندوستان میں حاصل ہو سکتی ہیں
اور جو شخص ایسا خیال کرے اُسکی غلط فہمی ہی
ولایت ولایت ہی ہی اور ہندوستان ہندوستان
ہی۔

(ق) (غصہ ہوکر اور ہاتھوں کو ٹیک کر)
ہاں بھائی کرسٹانی کی تکمیل باقی ہی اور تم
اب تک باضابطہ کرسٹان نہیں بنائے گئے
گویا تمھاری کرسٹانی میں دم کی کسر ہی اسکی
تکمیل کے لیے اسقدر دور جانے کی ضرورت
کیا ہی ہندوستان میں بھی سیکڑوں گرجے
ہزاروں مشن اسکول ہیں وہاں بھی یہ بات
بہ آسانی حاصل ہو جائیگی پھندنے والی ٹوپی
تم پہنتے ہی ہو – ترکی کرتی بھی زیب بدن رہتی ہی تھی
پتلون بھی پہنتے ہی ہو الٹے بوٹ بھی تم ایسے رنگ کا
پہنتے ہی لگے ہو جیسے کافر کا نامۂ اعمال جراب بھی
پہنتے ہی ہو۔ پھر اب اور کیا باقی رہا جسکے
حاصل کرنے کو میرا دس ہزار روپیہ برباد کروایا
چاہتے ہو۔

(م) حضور آداب مباحثہ سے گریز فرماتے ہیں
کیونکہ خارج کی باتوں کا مباحثے میں داخل
کرنا آداب مباحثہ کے خلاف ہی اور حضور سے
یہ کچھ کہنا صاف حکمت بہ لقمان آموختن ہی

(ق) کیوں نہو شاباش اب ایک آپ ہی تو
آداب مباحثہ کے جاننے والے رہ گئے ہیں
اگر یہ بھی ہوتا تو مجھے تسکین ہوتی تمھارے
یا تم جیسے اور نیم کرسٹان اور کند ذہن بیوقوف
لڑکے ولایت جانے سے کیا فائدہ ع

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

جن لوگوں کو اپنے بزرگوں کے تمام ورثہ ان کو
ملا تھا اپنے گو موروثی خلق اللہ بنانا اپنے بزرگوں
کی روح کو ستانا منظور ہو وہ شوق سے اپنے
اپنے فرزندوں کو ولایت بھیجیں بفضلہ تعالےٰ
وجود نہ تھا اسلئے مجھے ابتک جیسا ایمان باقی ہے
اور میں سچا اور پکا مسلمان ہوں مجھے حاجت
اسکی خواہش نہیں کہ میں اولاد کو دیدہ و دانستہ
جہنمی بناؤں اور انکا ایمان دوزخ کے حوالے کرلوں
(م) حضور غصے میں پھر نفس مطلب سے گریز
فرماتے ہیں۔ واقع میں ہمارے دلائل کی کوئی
تردید حضور سے نہیں ہو سکی۔

(ق) دلائل یا اور تردید! اے میرے تم اسقدر
یہ سیکڑوں کونسلی انگریزا اور بنگالی کیوں
خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ اور کیوں یا انکی کا خرچ
کے ان غریبوں کو مصیبت تھا کیوں یہ لوگ دس دس
روپیے میں جلی پور اور پلیس کورٹ کلکتہ اور
سیالدہ میں دوڑتے پھرتے ہیں کیوں
ایک ایک مختار کی خوشامد کرتے کرتے انکی زبان
خشک ہوتی ہے یہ لوگ کونسلی ہیں یا کوئی دوسری
چیز ہیں؟ جس آزادی کو تم سمجھتے ہو وہ آزادی
ولایت جانے وہاں پڑھنے وہاں رہنے سے
نہیں ہوتی اور نہ قانونی تحصیل کرنے سے وہ
اگر وہی بات ہے جو تم کہتے ہو تو بنگالی کونسلی کو
ضلع کے مجسٹریٹ کیوں نہیں دباتے
یہاں قومی تاثیر ہے جسکے سبب وہ آزادی آئی
ہے اور تم اپنی خام خیالی سے اُس کو تعلیم کا نتیجہ
سمجھے ہوئے ہو۔ لکچر اور سپیچ ان لفظوں کو
سنکر مجھے غصہ آتا ہے۔ یہ الفاظ ہیں یا معدن
شرارت یہ الفاظ ہیں یا کان خیانت اگر تمہیں

جسنے کوئی لائق نہیں ہوتا تو بتاؤ ورنا پرشاد والے
دوارکا ناتھ متر کہ جنکے نام سے پیشہ وکالت
و عدالت قانون دانی و بیانی اور بلاغت و فصاحت
کو عزت ہے کون سی ولایت گئے تھے اب کونسلی بنے
تھے کس دن کالا جبہ پہنا تھا کون سے کونسلی صاحب
ان کا مقابلہ کرسکتے تھے اس کو جمہور نے
قبول کرلیا ہے کہ جسٹس دوارکا ناتھ متر کا
قانون دانی میں کسی کونسلی سے نہیں تھا پھر بتاؤ
انھوں نے کمایا تھا یا نہیں یہ انگریزی جانتے
تھے یا نہیں ان کی تقریر پر حکام ہائی کورٹ
عش عش کرتے تھے یا نہیں اور اب بھی
بابو کالی موہن داس چندر مادھب بوس
لوہی لی موہن رائے اور مولوی محمد یوسف
یہ لوگ سیکڑوں کونسلیوں سے زیادہ
مقرر اور زیادہ [illegible] ہیں یا نہیں اور
انکی آمدنی پر رشک بڑے بڑے کونسلی کرتے
ہیں یا نہیں اور یہ بھی انگریزی داں ہیں
یا نہیں ان میں سے ہر شخص دو چار کونسلی مول لے
سکتا ہے۔ نوکر رکھنے کا کیا مذکور۔ ہاں اب
رہے انگریزی دانی ڈاکٹر راجندر لال متر
بابو سمبھو چندر مکرجی آنریبل کرسٹو داس پال
مسٹر آئی ای ریورنڈ لال بہاری یہ لوگ کون سی
ولایت گئے تھے؟ ولایت سے جو لوگ
تحصیل کرکے آئے ہیں ان میں سے کس کو
اس کی ہمت ہے کہ انکے سامنے قلم ہاتھ میں
لے یا زبان کھولے ان کی تصانیف تحریر یا
لکچروں کو بڑے بڑے قابل حکام یہاں اور
ولایت اور ممالک فرانس اور جرمن وغیرہ میں
بنظر استفادہ دیکھتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کی تحریر شست

اور تقریر بامحاورہ اور پختہ نہیں ؟

(م) ان لوگوں کی طبیعت میں ایک ازلی استعداد اور تیزی اور ذہانت کا ایک فطری مادّہ تھا - یہ لوگ معمولی آدمی نہیں ہیں ایسے کیا سب لوگ ہوتے ہیں اور کیا تمنے چند کے ایسے لائق فائق ہونے سے کوئی نظیر ہو سکتی ہے -

(ق) ازلی استعداد کیا یہ تو پرانی ہندوستانیوں کی بات ہے اس پر دنیا کے نئی روشنی والوں کا تکیہ اور عقیدہ نہیں ہے - میں اس انگریزی مثل پر عمل کرنے کہتا ہوں (جو کچھ آدمی نے کیا ہے آدمی کر بھی سکتا ہے) کیوں یہ انگریزی ہی مثل ہے نہ ؟ دیکھو تمھارے ہی اصول سے تمکو قائل کرتا ہوں جن لوگوں کا ذکر ہوا ان میں سے چند آدمی تو اوسط درجے کی طبیعت رکھتے ہیں مگر جفاکشی محنت اور غیرت سے سب کچھ ہوتا ہے انکے سوا بھی سیکڑوں ہیں جن کے نام سے ایک کتاب بھر سکتی ہے اور تم خود ان لوگوں کو جانتے ہو پس تمنے چند کہاں رہے نمبر سیکڑوں سے بڑھا ہوا ہے - کہاں ہو دنیا کی خبر بھی ہے ؟ -

(م) خیر کونسلی نہ ہوئے نہ سہی سولین تو ہونگے یہ ایک بڑی عزت کی نوکری ہے اور یہ عہدہ دولت خیز بھی ہے -

(ق) (حقارت آمیز ہنسی) ہا! ہا! ہا! کیا خواب دیکھتے ہو - ہو کہاں عقل کی دوا کرو قاعدے کے مطابق اب سولین ہونے کا تمھارا سن کہاں ہے کیا خوب اب آپ بڈھے ہو کے سولین ہونگے - ولایت کے خردمندوں نے وہ راستہ ہی بند کر دیا - اب سولین ہونا کارے دارد - انگریزی دانی کا دعویٰ اور یہ بے خبری افسوس! افسوس!

(م) کچھ ہو مگر سولین کی عزت تو بڑی ہے -

(ق) ارے او بے وقوف سولین کی عزت نہیں ہے قوم کی عزت ہے ہم اور بہت سے نواب زادے ایک تازہ وارد ولایتی صاحب اسسٹنٹ کو بیسیوں مرتبہ خوشامد اور خوف سے حضور اور خداوند کہیں گے مگر تم اگر سولین کے باپ ہو کر بھی آؤگے تو تمھاری کوئی ہندوستانی ویسی تعظیم کبھی نہیں کرے گا اور یہ سراسر ایک امر طبعی ہے کیا کوئی سولین بابو اتنی امید کر سکتے ہیں کہ کوئی دیہاتی بنگالی ان کو دیکھ کر ویسے ہی ڈر کر خوف سے الگ ہو جائے گا اور جھک کر فرشی سلام بجا لائیگا جب یہ نہیں تو سول سروس کو سلام ہی سلام ہے -

(م) خیر انجنیرنگ سیکھیں گے -

(ق) یوں کہو کہ گز ہاتھ میں لے شولے کی ٹوپی سر پر رکھ ایک ٹٹو پر سوار ہو کر جنگل اور صحرا کی خاک چھانو گے - کیونکہ انجنیروں کا تو یہی کام ہے اگر ارادہ ہے کہ سڑک بناؤ تالاب کھدواؤ (پاخانہ صاف کرتے پھرو لوگو اپنے ہاتھ سے نہیں) البتہ اس سے زیادہ ناموری اور عزت کی اور کون سی بات ہو گی - ہاں اس خدمت میں ایک فائدہ اور ہے کوٹ پتلون پہننے کا اکثر موقع ملیگا پھبتیوں کی دولت مفت ہاتھ آئے گی -

(م) خیر یہ بھی نہیں تو علم معدنیات حاصل کرنے میں کون نقصان ہے -

(ق) نہیں معلوم کون سی بڑی سلطنت کے

مولنا آزاد کا سفرنامہ

سفرنامہ مولنا آزاد

سویز۔ سپٹمبر ۱۸۸۵ء

جہاز میرزاپور کمرہ نمبر ۱۲۳ پہلی کلاس

میرے پرانے اور مہذب دوست مولنا اودھ پنچ آپ اس تحریر کے عنوان کو دیکھکر اسقدر متحیر نہوں گے جس قدر میرے اور پرانے خیالات کے احباب۔ ایک مدت سے آپ کے سامنے باوجود بعد مسافت کے یہی مغربی خیالات اور نئی روشنی کے برگزیدہ اصول کے اس چھیڑنے کی آواز کا اثر ہوتا رہا ہی جو میرے دماغ کے فیض سے جاری ہی اور آپ کو معلوم تھا کہ کسی نہ کسی روز بندہ بگڑی وگڑی سنبھال بیاب ونگ دے سیاحی یورپ کا تمغا اپنے سینے لگا پی اینڈ او کمپنی کے کسی دخانی جہاز برج (گارڈن ریچ) سے سوار ہوجائیگا اور تمام ہند علی الخصوص ممالک مغربی و شمالی میں میرا نام مثل ستارۂ ہند کے تابان و درخشاں تمغے کے چمکیگا اور دمکے گا۔ آپ کو جہاں میرے سفر یورپ کا یقین ہوگا میرے بڑھاپے اور ضعف اور تعلقات خانگی وغیرہ کا بھی خیال ہوتا ہوگا اور کبھی کبھی ضرور آپ اپنے دل میں یہ بھی کہتے ہونگے کہ کہاں سے وہ شعلہ بار اور کسل سوز جرأت اور پھرتی مجھ میں آجائیگی کہ میں ایسے مشکل سفر کے اختیار کرنے کی ہمت کرگزرونگا بارے الحمد للہ کہ قادر مطلق کے فضل سے منزل مقصود کی نصف راہ طے کرچکا ہوں یہانتک آتے آتے جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا اور جو کچھ میرے تجربے میں آیا اُس کو آپ کو دکھائے اور سنائیے اور اُس سے اپنے ہم قوموں اور ہم وطنوں کو فائدہ اندوز ہونے کا موقع دیئے بغیر اب مجھ سے رہا نہیں جاتا۔ چونکہ آپ اور میں دونوں ہی ازل کے اولڈ فیشن کے تہذیب کے مکتب میں ہم سبق تھے اور بعد اُس کے دنیا میں بھی ایک زمانے تک دونوں کے خیالات کا فوارہ ایک ہی رنگ سے اچھلتا رہا اس لیے آپکو تو میرے سوانح عمری پر کما حقہ آگہی حاصل ہی مگر میں اس مقام پر چاہتا ہوں کہ عام ناظرین پنچ کے لیے کچھ تھوڑا سا حال اپنے اس سفر یورپ کے اختیار کرنے کا آپ کی اجازت سے لکھوں تاکہ اُن کو معلوم ہوجائے کہ مجھ سا دقیانوسی اور متعصب پرانے اسکول کا ایک ستون اعظم کیونکر یکایک گریبان چاک کرکے سفر یورپ کے عشق میں دیوانہ بن گیا اور یکایک سستی کو چستی تاریکی کو روشنی تعصب کو آزادی۔ ذلت کو عزت۔ نحوست کو اقبال مندی پاجامے کو پتلون چکن کو کوٹ۔ کرتے کو قمیص کلاہ مخملی کو سولے ہیٹ سے۔ دلی والی جوتی کو ولایتی بوٹ۔ تسبیح کو (بیچ) کے ڈنڈے۔ پیری کو جوانی۔ تن آسانی کو ورزش جسمانی۔ بی بی کی محبت کو میم دیکھنے کے شوق و تمنا۔ عزیز و اقارب کی الفت ناجائز کو مردانہ سنگدلی۔ پرانی روشنی کی نحوست بار گٹھری کو مغربی خیالات کے اقبال ریز بیگ سے بدل کر کیونکر ایک ہی غوطے میں نہر سویز کے اندر داخل ہوگیا۔ جب کہ میں نے نئی روشنی کے ناصحیہ پیام کے

---

۱ پرانی طرز ۱۲۔ ۲ انگریزوں کا ٹوپ ۱۲۔

ذریعے سے آپ کے اخبار گہربار کے میدان
صفحات میں اپنے پاکیزہ اور سنجیدہ اور پاک
اور برگزیدہ خیالات کی نہر کو بہنے کی اجازت
دی تھی اُن ہی دنوں میرے دماغ کی تیرہ و تار
اور تاریک کوٹھری میں ایک شعلہ نئی روشنی کا
بڑی دقت سے داخل ہوا تھا اور ان ہی دنوں سیدنا
حضرت مولٰنا و سیدنا [illegible]
صاحب کی تصانیف پڑھنے لگا تھا۔ مگر اُس
وقت اپنی کہنہ سالی کے سبب سفر یورپ کے
بے انتہا فوائد سے بہرہ اندوز ہونے سے بالکل
مایوسی تھی اور وہ مایوسی بجا تھی کیونکہ تب تک
یہ معلوم نہ تھا کہ خیالات مغربی کی پرتاثیر اسپرٹ
میں کیا جادو و اثر اور کیا حیرت انگیز زور ہے۔
اُس سال گو میری عمر ساٹھ سے زیادہ نہ تھی مگر
چونکہ اُس کے قبل تک کبھی میں نے حفظان صحت
کے قواعد کے جاننے اور برتنے کا موقع نہیں پایا تھا
اس سے میری صحت مثل ایک خستہ نان خطائی
کے تھی اور بیماری سے مشکل سے اُٹھ سکتا تھا
یعنی ہر وقت ایک دوسرے شخص کی مدد کا محتاج
تھا۔ سب سے پہلے اپنی غذا کا منہ بانہ بندوبست
کیا یعنی ایک مگ باورچی پوشیدہ طور سے نوکر
رکھا۔ چھ ہی مہینے میں بعنایت ایزدی ایسی طاقت
آئی کہ تمام جھرّیاں غائب ہو گئیں اور گاڑی کیا
سوار ہو کر دن میں ایک مرتبہ بلکہ اکثر دو مرتبہ
اُس جاں پرور اور روح افزا اسپرٹ[1] کے گرجا گھر
میں جانے لگا جس کو آپ لوگ ولسن ہوٹل[2]
کہتے ہیں پھر تو میری صحت نے وہ روز افزوں

۱ روح شراب ۱۲ —
۲ کلکتے کی ایک بہت بڑی مشہور و معروف انگریزی [illegible]

ترقی پکڑی کہ کبھی کبھی بخدا غرور کے نشے سے
مخمور ہو کر اپنی صحت کو گلیڈ اسٹون کی صحت
سے بھی ترجیح دیتا تھا اور وہ گویا یہ
زمانہ تھا جب کہ شروع شروع میری طبیعت
سفر یورپ کی طرف اُس تیزی اور شوق و
شغف اور جوش سے متوجہ ہوئی جس شدت
اور اشتیاق سے [illegible]
[illegible] کی طرف کھنچتا ہے۔ جب میں نے اپنی
طبیعت میں سفر یورپ کی کافی قوت پائی
تو ڈاکٹر لارنس صاحب کے پاس گیا اور ان کو
فیس روپیہ دیکر اپنی صحت کا امتحان کروایا
اور اُن سے سفر یورپ کی قابلیت کی نسبت
نوشتہ رائے طلب کی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف
نے نہایت توجہ سے ایک بشاشت خیز تبسم
کے ساتھ (جس کو آپ شاید حقارت انگیز تبسم کہیں گے)
میرا امتحان کیا اور کہا کہ میری صحت سفر یورپ
کے لیے کافی ہے۔ اس کو انھوں نے مہربانی سے
میری مزید تشفی کے لیے ایک کاغذ پر لکھ بھی دیا
اور وہ سارٹیفکٹ[1] میری نوٹ بک[2] میں
بعینہٖ موجود ہے۔ اس کے بعد میں نے مختصر
طور سے تیاری سفر کی اور اہلکاران کمپنی سے
کمرے کا بندوبست کر کے یورپ کا قصد
مصمم کر لیا وہ صبح مجھے عمر بھر یاد رہے گی
(کیونکہ اُس کی کیفیت میرے دل سے ایک لمحے
کے لیے بھول نہیں سکتی) جب میں گارڈن ریچ
میں کمپنی مسبوق الذکر کے جہاز پر سوار ہونے
گیا تھا اور میرے احباب اور عزیزوں کا ایک
قافلہ رخصت کرنے اور خیرباد کہنے۔ بقیہ حج کر

۱ سند ۱۲ — ۲ کتاب یادداشت ۱۲ —

۲۰ - دقیقے ہوئے تھے کہ گھنٹی بجی اور گورے
خلاصیوں نے ایک کل کے ذریعے سے خوش
الحانی سے زمزمہ سنجی کر کے لنگر اٹھایا - ادھر
لنگر نے زمین سے سر اٹھایا اور جہاز مثل ایک بے
گھبرائے ہوئے عقاب کے تیر جیسا ہو کر سرکنے کے
بیچ میں چلا - احباب نے کنارے سے رومال
اور ٹوپی ہلانا شروع کیا اور میں نے بھی
اپنی ترکی ٹوپی کے سیاہ پھندنے کو پکڑ کر
خوب زور سے اس طرح چکر دیا جیسے ہمارے
ملک کی چرخ پوجا میں کوئی ہندو بستی میں
بندھکر مذہبی جوش و خروش سے چکر کھاتا ہو
یہ بات قابل غور کرنے کے ہے کہ اس وقت
میرے دل میں کوئی ایسی دل پژمردہ کن بیقراری
ساری ہونے نہیں پائی جو اکثر ہندوستانیوں
کے کمزور اور غیر مستقل دل میں ایسے موقعوں پہ
ہوتی ہے کیونکہ میرے دل کے آتش خانے کو گرم رکھنے کے
میرے دماغ کے مضبوط اور وسیع گودام میں
نئی روشنی کے کوئلے کا کافی سرمایہ تھا اور
میں اس وقت تک جہاز کے (ڈیک) یعنی
اوپر کے درجے پر ہشاش بشاش ٹہلتا رہا کہ
جب تک وہ کنارہ نظر آتا رہا جہاں کہ جہاز کا
گھاٹ تھا اور بعد اس کے میں اپنا کمرہ دیکھنے
اور اسباب سجانے اور اسباب کا انتظام کرنے نیچے کے
درجے میں چلا گیا اور وہاں جاتے ہی اپنے کو اس مہذب
پری خانے میں پایا جس کا اس کے قبل کبھی تصور نہ تھا
میرے کمرے میں کل ضروری سامان اور اسباب مناسب
مقامات پر لگے تھے اگرچہ میں دیر تک ٹھرا
سوچتا رہا کہ کسی اور چیز کی تو ضرورت نہیں
مگر کچھ بھی میرے خیال میں نہ آیا کیونکہ وہاں کا انتظام
ہر طرح سے کامل تھا کہیں کوئی ضرورت کی جگہ باقی
نہیں رکھی گئی تھی کرسی - کوچ - ٹیبل وغیرہ
جتنے اسباب تھے سب مضبوط پیچ و پیچ سے
لگے ہوئے کہ جہاز کے [illegible] ہو ان کا
[illegible] بہت [illegible]
میرے [illegible] اور تعجب [illegible]
جانب سنگ مرمر سے مڑھا ہوا نہایت
خوشنما ایک تاب [illegible] برتن چینی تھا جو ایک
موزوں [illegible] پر لگا ہوا تھا اور اس کے
اوپر ہی پانی آنے کا پیچ بھی نظر پڑا - بندہ اپنی
سادہ لوحی اور نیاپ پنی سے اس کو منہ
ہاتھ دھونے کا طشت خیال کر کے صابون
اور تولیا لے کر اور پیچ کھول کر نہایت
آسانی سے منہ دھونے لگا اور منہ ہاتھ
دھونے سے فارغ ہو کر کرسی پر بیٹھا ہی تھا
کہ (بٹلر[1]) نے دستک دی - میں نے اس کو
آنے کی اجازت دی - وہ آیا اور آن کر
بعض انتظام ضروری کر کے ایک تبسم انگیز ادا سے
وہاں سے چلا - میں نے اس سے جب غیر معمولی
تبسم کی وجہ پوچھی تو اس نے معافی مانگ کر
مجھ سے کہا کہ وہ ظرف جس میں میں نے منہ
دھویا تھا دوسرے مصرف کے لیے تھا -
نہ کہ جیسا میرا خیال تھا منہ ہاتھ دھونے کے لیے
پیشاب میں سمجھ گیا کہ وہ مہذب بول دان تھا
اور میں نے اس کے استعمال میں غلطی کی -
اس وقت میرے خیال میں یہ بات آئی کہ اگر

سے منشی ۱۲ -

[1] ٹبلر انگریزوں کا بوتل بردار جس کو عرف میں بٹرل بھی کہتے ہیں ۱۲ -

اُس ہوٹل پر اُس کا مصرف انگریزی میں
لکھدیا جاتا تو مسافروں کی ہدایت کے لیے اچھا
ہوتا اور اُسی وقت مجھے اپنے مجتہد العصر صاحب کا
سکاٹ اور مہذب پاخانہ یاد آیا جس میں بعنوان
شایستہ اِس قسم کی ضروری ہدایت خطِ روشن
سے مناسب مقامات پر لکھی ہوئی تھی۔ میں منہ
ہاتھ دھوکر تیار ہی ہوا تھا کہ اتنے میں حاضری کی
گھنٹی بجی۔ اور سب مسافران ذوی الحرۃ اپنے
اپنے کمرے سے نکل کر اُس بڑے کمرے کی طرف جانے
لگے جہاں حاضری کی میز لگی تھی۔ گو ایک مدت کی
مشق سے انگریزی کھانوں سے میری طبیعت نے ایک
اچھی مناسبت حاصل کی تھی مگر دو باتوں کی کسر
میری تہذیب میں اُس وقت تک باقی تھی ایک تو
یہ کہ اُس کے قبل میں نے کبھی معزز یوروپین کے ساتھ ایک
میز پر نہیں کھایا تھا اور ثانیاً غذائی تہذیب اخلاق
سے بالکل ناواقف تھا اور اُس باب میں میری تحقیق
تمام تر خانساماں ہوٹل کی ہدایت پر مبنی تھی۔
الغرض کوٹ بوٹ وغیرہ سے مسلح ہو کر میز پر جا پہنچا
اور وہاں جاتے ہی مصنوعی سنجیدگی اور بردباری کا
پرتو اپنے چہرے کو دے کر ایک کرسی پر آہستہ سے
(ماشاءاللہ) کہکر بیٹھ گیا جب کہ سب لوگ اپنی اپنی
جگہ پر آبیٹھے پھر تو چھُری کانٹے اس سرعت اور
صفائی سے چلنے لگے کہ گوروں کی سنگین اور
کابلیوں کی تلوار کی کاٹ یاد آگئی۔ اُس وقت
میں نے اپنی تہذیب کی حفاظت کی بجز اُس تدبیر
کے جو اکثر رندانِ خانہ خراب عید اور جنازے کی
نماز میں کرتے ہیں یعنی کنکھیوں سے دوسروں کی طرف
دیکھتے جاتے ہیں اور جو مرتبہ تکبیر میں اُن کو ہاتھ
اُٹھاتے دیکھتے ہیں اُتنی ہی مرتبہ آپ بھی اُٹھاتے ہیں

اور کوئی معقول اور بکار آمد تدبیر نہیں دیکھی بس
اِس عمدہ اصول کو آغوشِ خیال میں دبا کر کھانے
لگا مگر خلافِ معمول جلدی جلدی تیز چھُری
کانٹے سے کام لینے میں زبان اور لبوں پر بڑی
آفت آئی اور کھانا تمام ہونے کے قبل میری زبان
کی وہ کیفیت ہوئی جو مربے کے آموں کے
شیرے میں ڈالنے کے قبل کانٹوں سے ہو۔
اب مصیبت کا وقت آگیا۔ وہاں تو مچھلی تقسیم
ہو رہی ہے یہاں میں ابھی تک مٹن چاپ کو
کانٹے سے گرفتار کر کے محبس دہن میں ڈال نہیں چکا
وہاں کاری بھات برتنوں میں چمچے اور کانٹے سے
سٹاسٹ اُڑ رہا ہے۔ اور میں ہوں کہ مچھلی کے
ٹکڑے کے پیچھے برتن پر کانٹے کو اس تیزی سے
دوڑا رہا ہوں کہ گویا سرکاری سوار ایوب کی فوج
کا پیچھا کر رہے ہیں مگر وہ ٹکڑا ہے کہ کسی طرح ہاتھ ہی
نہیں لگتا اور بغل میں جو دو ایک شوخ طبع
میم ہیں وہ آپس میں چشمک کرتی جاتی ہیں مگر
اس غلط خوف سے کہ میں انگریزی خوب جانتا ہوں
کسی کو بولنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ قہر تو یہ ہوا
کہ جب صاحب لوگ فیرنی (پوڈنگ) (پڈنگ)
کھانے لگے اُس وقت میں نے کاری بھات کو
ہاتھ لگایا اور پھر بعد اس کے اخلاق کے برتاؤ
کے خیال سے بمجبوری اشتہا باقی رہنے کے ساتھ بھی
چند چیزوں کا کھانا ترک کر دینا ہوا۔ کیونکہ میرے
واسطے دو بجے دن تک میز کا لگا رہنا معلوم۔
علاوہ بریں سفر میں کل مہذب لوگ بہ نسبت اپنے
گھر کے کچھ جلد بھی کھاتے ہیں۔ مگر نہیں کہہ سکتے
سے رہتے ہوں قصہ مختصر حاضری سے فارغ ہو کر
میں کمرے کی طرف چلا آیا اور کھاتے وقت

جو تکلیف ہوئی اس پر غور کرنے لگا اور حافظ
کا یہ مصرع یاد آگیا۔ ع

کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کھانا کھانے کے بعد جو ہمیشہ سے حقہ پینے کی عادت
تھی اس عادت و خواہش کے رکھنے اور پورا
کرنے کی غرض سے میں چرٹ نکال کر پینے لگا مگر
اس سے تسکین کہاں آخر کار گھنٹا بھر بعد ریاح کا
غلبہ ہوا اور اس غصے کے پیٹ پھول کر ایک
نشک کی صورت بن گیا سیکڑوں ہی قطرے
پیپرمنٹ وغیرہ کے پیئے مگر ریح کا خیمہ ہو کر معدے
سے اٹھتا نظر ہی نہیں آتا۔ اس وقت میں نے
اپنی طبیعت پر بہت جبر کیا اور تھوڑی دیر کے
واسطے سو رہا۔

راقم
محمد بصیر اللہ خاں

مولنا آزاد کا اشتہار مسرت بار

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اس کو ایک ایسی
بی بی کی ضرورت ہے جس میں صفات ذیل ہوں۔

(۱) عالی خاندانی کی چنداں ضرورت نہیں
مگر جس خاندان سے ہو اس کے خون میں تازگی ہو۔
تازگی کا ثبوت یوں ہو سکتا ہے کہ بذریعہ اسناد
یا بشہادت چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت
کی جائے کہ اس کی اوپر کی دو تین پشتوں میں یا
خون میں قوت اور تازگی دینے کے خیال سے
کسی قوی الخلقت اور صحیح المزاج غیر خاندان کے
آدمی کے خون کو بیچ کے معمولی قواعد فرحت بخش
و نسل اندازی کی تاثیر سے منتقل کیا گیا تھا (انگلستان
کے تہذیب یافتہ ممالک میں طبی خیالات سے
تازگی خون کا ایسا سامان اکثر کو ہی لوگوں کے
قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس اور
پچاس کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔ قویٰ درست
طول میں ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت
دبلی نہ بہت فربہ۔ وزن قریب تین من کے
(جو کہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا
وزن سارے ممالک تہذیب یافتہ میں ہے)
رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم
چشم غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھوں کی
ضرورت نہیں معمولی چھوٹی مگر یہ کہ آنکھیں
بہت خوشگوار ہوں کی صحت نہایت اچھی ہو
ایسی کہ سوائے مرض الموت کے ڈاکٹر اور حکیم
بلانے اور اس فضول مد میں روپیہ خرچ کرنے کی
ضرورت نہ ہو۔ کسی قدر معمولی دوائیں بچوں کے
علاج کے قابل اس کو معلوم ہوں تو بہتر۔ تعلیم
و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلیٰ درجے
کی تہذیب یافتہ انگلش یا نیم انگلش ہندوستانی
سوسیٹی میں نہایت آسانی سے بے خلش طور پر
چل پھر سکے۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہیں
اس قدر تو ضرور ہی ہو کہ مجھے شام کے بعد گھر میں دل بہلا
رکھنے کی قوت ہو۔ ناچنے میں اگر کمال نہ ہو تو اتنا دم خم
تو ضرور ہی ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے
جلسے کی مہذب اور فرحت بخش پالی میں بخوبی تھکا دے
گفتگو کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر اس کی مشق نہیں
تو ایسا مادہ ہو کہ آئندہ اس خصوص میں طبیعت تعلیم پذیر ہونے
کے لیے تیار ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگوں سے کسی قسم کی

قرابت ہو تو بہت عمدہ بات ہے اگر واقعی طور پر نہ ہو تو
ایسی قرابت کا دعویٰ وہ یا اُس کے قرابت مند زور و
شور سے کرتے ہوں یا کرنے پر راضی ہوں۔ نسب
کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم شجروں سے
آسانی اور صحت کے ساتھ ملا دیتا ہے اور مہ
اس کا تردد ہرگز نہ کریں) خوش خوراک۔
خوش گپ۔ خوش ادا۔ اور خوش مزاج ہو۔
(خوش خوراکی سے ایک چپاتی اور چار ملے ہوئے
کباب غرض نہیں ہے بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر
گوشت دس پندرہ انڈے سیر ڈیڑھ سیر دودھ
پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے ماسوا
میوجات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور
دوائی پانی اور چائے وغیرہ وغیرہ کھانے
پیئے) مذہبی خیالات میں نہ بہت خشکی ہو نہ
بہت تری ہو۔ نئی روشنی کی پھلجھڑی۔
تہذیب کی ہتھکڑی۔ آزادی کی چھڑی۔
خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو۔ گھوڑ سواری
اور مہذب اور صحت بخش کھیلوں سے واقف
ہو اور ہر طرح کی آب و ہوا کی سختی کو برداشت
کر سکے۔ قانون کے مطابق شادی ہوگی
رجسٹرار قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے
فن میں کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا
صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ
ہے تو اس میں اس فن نامی میں مہارت حاصل
کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے
ایک تہذیب یافتہ انسان کی بی بی دنیوی کاموں
میں عمدہ طور سے قابل استعمال نہیں ہو سکتی)
اگر اس فن میں مہارت ہے تو کس درجہ (اس کو
لکھنا ضرور ہوگا) کیا اُس کے بوسے کی کشش

اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل
و نسل کی ممبری مل سکتی ہے یا اُس کے ایسے
کسی مجرم کی خطا دھوئی چھٹکتی ہے یا اس کے ذریعہ
سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہیں یا اس کا نسب
کمند بن کر کسی جنٹلمین کو پھنسا سکتا ہے (ان نمبروں کی
مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا
کیونکہ اور صفات کے مقابلے میں ان باتوں کو
بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ درجے کی انگریزی
سوسیٹی میں [illegible] کے اوپیرا اور اُن کے [illegible]
اور شہروں میں اپنے شوہر کے مقابل اور بے دھڑک
طور سے پوری آزادی سے آنے جانے اور
ملنے جلنے میں کلکتے کی نمائش گاہ کے سیزن ٹکٹ
یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو نمائش گاہ مذکور میں
برابر ہر وقت اور ہر دروازے سے آنے جانے
کے لیے کافی تھا۔ بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر
اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت
اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کرے
بلکہ لڑکوں کے جننے کے شوق سے اُس کا دل و دماغ
ایسا پاک اور صاف ہو جیسا ہر باغ خزاں میں پھولوں
اور پتوں سے۔
مشتہر اپنے مختصر حال سے بھی پہلے سے آپ بیبیوں
کو واقف ہونے کا موقع دیتا ہے اور درخواست
فرمائشی جوڑے کے میسر ہونے کے بعد اپنے تفصیلی
حالات سے بھی واقف کرنے کا وعدہ کرتا ہے کہ
فی الحال بفضلہ نیچر میں ایک ممتاز عہدے پر مامور
ہوں اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمائشی بی بی کو
لے کر آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ
میری ترقی کے لیے وطن کا مطلع صاف نظر آتا ہے
کیونکہ اس طرف آج کل میرے ہم خیال و ہم مشرب

لوگوں کا دور دورہ ہے اور میرا لگا بھی گویا
ایک طرح لگ چکا ہے۔ فضل نیچری کے سایے میں
دو چار برس وہاں بسر کرنے سے پھر میں بھی
اپنے شہر نیچر آباد کا ڈیوک بن جاؤں گا
اور پھر اپنی آرام جان کو لے کر نینی تال پر (جو
میرے شہر سے قریب ہے) مزے سے رہوں گا۔
مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک غریبانہ ہم صحبت
کے لبھانے اور آپ کا مجھے اپنا دائمی شریک
رنج و راحت بنانے کے لیے کم نہیں ہے۔

نیچر آباد۔ ملحدی اسٹریٹ نمبر ۱۳ | المشتہر
تاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء | ایک سی سالہ مجرد

مولانا آزاد کی ستایش نیچر

ستایش نیچر

او بحر و بر کے خالق۔ شجر و ثمر کے خالق۔ خورشید
و قمر کے خالق۔ اخگر و شرر کے خالق۔ نار و نور کے خالق۔ تار و
پود کے خالق۔ نیل و جھیل کے خالق۔ کوثر اور سلسبیل کے خالق۔
بهمن و دے کے خالق۔ ہر خیر اور شر کے خالق۔ تو ہی کہیں ابر
گہر بار ہے۔ کہیں عمان در خیز۔ کہیں گلفام شفق۔ کہیں حیرت
انگیز مسبوق۔ کہیں برف آسمانی۔ کہیں باڑھ۔ کہیں طغیانی۔ کہیں
زمرد پوش زنگ بصیرت نواز سبزہ زار۔ کہیں جھجول
کہیں فرات۔ کہیں برق آتش بار۔ کہیں رفیع
الشان اور برف پوش سلسلۂ جبال۔ کہیں
غضب نشان عافیت سوز۔ اور نیستی ہالا مال
بھونچال۔ کہیں نحوست بار ستارۂ دنبالہ دار۔
کہیں کہکشاں ہزار از تنگ در کنار۔ کہیں برق کے
آتشیں اساس پردے میں گرم شرر افشانی۔ کہیں
کان میں لعل رمانی۔ کہیں باغ میں سبز قبا دوطرفن۔
کہیں چاند میں دل آزار گہن۔ کہیں نیاگرہ کے
فال کی مہیب آواز سے نہنگوں کا زہرہ
آب کیا۔ کہیں سرزمین حبش کی تپش نے
ملک کے ملک کو تیرہ پوش اور سیہ تاب کیا
کہیں شہاب ثاقب کی گرم رفتاری۔ کہیں زنگاری
سقف فلک میں ہزاروں فروغان انجم سے
مصروف گلکاری۔ کہیں سحاب کے پردے میں
خورشید جہاں آرا کے رخ کا نقاب۔ کہیں دریا
کی موج کہیں پہاڑوں کا اوج کہیں برسات کا
شباب۔ تو ہی بہار آفرینش کی جان ہے۔
تو ہی فضائے چمن۔ جوش بہار اور زینت صحرا
و بیاباں ہے۔ کہیں آفتاب عالمتاب کو دولھن
بنا کر آسمان کے نیلگوں حجلے میں بٹھاتا ہے۔
کہیں سے چمک دمک کر ظلمات لیالی کو یک قلم
ہٹاتا ہے۔ ہمالیہ کی چوٹی کو برف کا نورانی تاج
تو نے پہنایا۔ آئس لنڈ کے فرش خارا کو کثرت
برف باری سے تختۂ عاج تو نے بنایا۔ کہیں
گنگا کے پانی کا تعجب انگیز زور ہے۔ کہیں پہاڑی
جھرنوں کا قدرتی شور ہے۔ کہیں چشمۂ سیتا کنڈ
کے عقیدت انگیز پانی کی کھلبلی۔ کہیں انسان
کہیں جن جان۔ کہیں شیطان۔ کہیں ولی۔
کہیں لالہ۔ کہیں نسترن۔ کہیں نرگس۔ کہیں سوسن ہے۔
کہیں رنگ۔ کہیں روغن۔ کہیں عشرت ام۔ کہیں چمن ہے
کہیں دامن کوہ میں خودرو لالہ زار۔ کہیں سبز بتوں

ف امریکا میں اس نام کا ایک بہت بڑا عظیم
آبشار ہے جو کمان کی شکل میں بڑے زور سے پہاڑ
پر سے کوسوں دور جا کر گرتا ہے اور دنیا کے سات
عجائبات میں سب سے بڑا شمار ہوتا ہے ۱۲۔

کے رنگ میں کحل الجواہر الابصار ہے۔ کہیں سبزہ رویوں کی زلف پُر پیچ کا خم ہے۔ کہیں اپنی جلوہ گری کے لیے خود ہی آئینہ سکندر اور جام جم ہے۔
کہیں رفتار نسیم سحری ہے۔ کہیں قاف کے پردے میں پری بن کر وقف جلوہ گری ہے۔
کہیں باغ شداد کی غیر معمولی زینت و خوبی کا افسانہ۔ کہیں فرعون کے دریائے نیل میں ڈوبنے بہانہ۔ کہیں اپنی ہوش ربا اور حکمت آموز قدرت نمائیوں سے دنیا کے ہزاروں بھوت جن دیو پریوں کی قدرت کی کہانی ہے۔ کہیں اپنی معصومانہ آتشیں نفسی سے ہمارے بھٹکنے اور کھٹکنے کی معذرت میں غول بیابانی ہے۔
کہیں سمندر کی جبیں پر موج کی چین بن کر کشتی نشینوں کو ڈراتا ہے۔ کہیں زعفران کے کھیت میں پھول پھل کر ایک عالم کو ہنساتا ہے۔
کہیں تبسم بن کر لب پر چڑھا ہے کہیں نالہ و شیون بن کر دل کے تہ خانے سے دہائی دی۔
کہیں درخت چنار سے فطرتی آتشبازی بن کر چھوٹا۔ کہیں آسمان سے تارا بن کر ٹوٹا۔ کہیں سنگ میں رنگ بن کر لعل شب چراغ بنا۔ کہیں دریا۔ کہیں صحرا کہیں باغ کہیں داغ بنا۔ بہزاد و مانی تیرے رنگ آفریں اور ہمیشہ آباد مرقع آفرینش کے خوشہ چیں۔ تیری ہی روشنی سے بہار ہستی کی جملہ تزئین۔ سرو آزاد تیری ایک کم قیمت چھڑی ہے کوہ آتش فشاں کی شعلہ ریزی تیری ادنی پھلجھڑی ہے۔ ہر ایک مصور اور نقاش تیرا نقال ہے۔ تیرا ہی جادو سحر حلال ہے۔ شباب تیری ہستی کی ایک پُر لذت ترنگ ہے۔ تیری تیرے آئینۂ قدرت کا بد رنگ زنگ ہے۔

اژدر کے منہ میں آگ کی زبان تو ہے۔ آگ میں سمندر کی جان کی امان تو ہے۔ کہیں ایک مشت پر میں حیرت افزا قدرت پرواز۔
کہیں ہمت کی بلندی کہیں دناءت کی پستی کہیں غنا اور کہیں آز۔ کہیں غمزہ۔ کہیں کرشمہ کہیں ناز و نیاز ہے۔ کہیں مسرت کہیں حسرت کہیں سوز اور کہیں ساز ہے۔ کہیں سنگ مقبول میں اکسیر بن کر مسند نشیں ہے کہیں مہینوں کی نحوست بار بار و درشت اور ناکامی در جلوہ جہاں و جبیں ہے۔ کہیں اپنے گلستان قدرت کے مردم گیاہ جیسے ضعیف البنیان پابان کا اشرف المخلوقات کو جذب منفعت کے لیے محتاج بنا کر اس کا غرور توڑا۔ کہیں مومیائی کے شیشے میں نباتاتی سبز پری بن کر اترا یا اور سیکڑوں ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں کو دم کے دم میں بلا فتور جوڑا۔ کہیں آہو کی ناف میں خود رو اور خوشبو نافہ بنا۔ کہیں افسانہ کا مادہ رو اور جنگ جو قیافہ بنا۔ کہیں نورانی سیمائے صبح پر افشاں شبنم ہے۔ کہیں مسلمانوں کی شادابی عقائد اور سرسبزی صحت کے لیے آب مطہر زمزم ہے۔ کہیں اپنے غیر معنوی حسن کی جلوہ نمائی کے واسطے دریا بن کر آئینہ دار بنا۔ کہیں غزالان ختن کی آنکھوں کی شوخی۔ کہیں نرگس کی بیماری اور تحسین بار بیماری۔ کہیں گلرخوں کے رخساروں کی شفق ریز سرخی۔ اور کہیں سیم تنان بنگالہ کے حسن کے پیرایے میں صباحت بار اور ملاحت زار بنا۔ حسن سبز میں نمک ریزی تیری ہے۔ گل اندَاموں کے پسینے میں عطر بیزی تیری ہے۔

سینے کے حسن خیز اور لذت ریز ٹیلے سے دل جو
اور غور رو جوئے شیر بن کر جاری تو ہی ہے۔
چشمۂ چشم سے سرشک بن کر مصروف گلکاری
تو ہی ہے۔ خم فلاطوں تیرے بیت الخلا کا ایک
ٹیڑا اور چھوٹا لوٹا ہے۔ عصائے موسیٰ تیرے
ہاتھ کا ایک معمولی سونٹا ہے۔ اپیکیورس[1] تیرے
خوان نعمت کا ایک حریص بلا ہے۔ ڈارون[2]
تیرے صحرائے وحشت کا ایک بن مانس[3] کو پدر بتاتا ہے
خزانۂ حکمت کی دانش آموز کتاب تو ہی ہے۔
شمس اکبر اور ہلال عید تو ہی ہے۔ شہد کی مکھی کا
معلق ایوان تیری انجینئرنگ کا ادنیٰ نمونہ ہے۔
جس میں نہ اینٹ ہے نہ لکڑی ہے نہ سرخی ہے نہ
چونا ہے۔ چینیوں کی ناک تیرے ہی قاعدے
کے رو سے محذوف۔ جس کے شاہد عادل
جملہ چینی ظروف۔ اونٹ کے معدے میں
پانی کا مضبوط اور محفوظ خزانہ تو ہی ہے۔ تیرے کارخانۂ
عجائب خانۂ رحم میں دم میں دم ہو کر بنتی ہے آدم
آب و دانہ تو ہی ہے۔ دنیا میں ہر شے تیرے
آئین قدرت کی صحت کی دلیل ہے۔ تیرے
قوانین سے برگشتہ ہمیشہ سرگشتہ علیل اور
ذلیل ہے۔
شاعروں کے آئینۂ خیال کی صیقل تو ہی ہے۔ ان کی
فکر کی چشم بصیرت کا کاجل تو ہی ہے۔ وہ تیرے
پر نعمت دستر خوان کے زلہ ربا ہیں۔ معشوق
تو ہی ہے وہ اور تو دونوں آپس میں کاہ و کہربا
ہیں۔ شعرا کی بہار دانش تو ہی ہے۔ ان کی وجہ
آفرینش تو ہی ہے۔ تجھ سے دنیا میں ان کا وجود
اور ان سے تیری زینت ہے۔ یہی شاعری
نصف کرامت ہے۔ مقناطیس و آہن کا محبت
انگیز اور حیرت خیز تعلق تیری بہار اور ان
کی گلکاری تیرا ادنیٰ ہے اور مسرت بار نغمہ آپ کے خیال کی تاثیر ہے
شاعر کا دماغ تیرا جواہر خانہ ہے اسی لیے تیرا ...
حسن خیال تیری گہر افشانیوں سے گنجینۂ
معانی ہے۔ خاقانی اور قاآنی کی زبان پہ
آخر کس کی کہانی ہے۔ سچا شاعر تیرا سچا
فدائی ہے۔ انکشاف حقیقت اشیا اور ذرہ ذرہ
مہر و ولا میں ہر شاعر کا تو باخبر رہبر ہے اگر
دنیا میں تیرا سچا ہمسر ہے۔ تیری شمع محبت سے تمام شعرا
کی قندیل دماغ روشن ہے۔ اس لیے ان کے کلام کا جھکاؤ بھی
ہمیں تیرا درشن ہے۔ ان کی زبان کو آب حیات اور لب کو
تو دھوتا ہے۔ ان کے زبان مقدس سے خیال کی لڑیوں میں
مضامین تازہ کے موتی تو پروتا ہے۔ یہ تیری بدولت ہے کہ
شاعری عمر جاودانی کی دلیل ہے۔ یہ تیرا فیض ہے کہ شاعری
مادہ پرجوش حقیقت کی سبیل ہے۔ شاعری رقیق خیال ہے
تیری عکسی تصویر ہے اسلیے ہر فکر تازہ کی روشنی میں تیری تصویر ہے
شاعر تیرے نحاف لذت کا متوالا ہے جب ہی تو متوالوں
آہن کا سے بول بالا ہے۔ تیرے ایک غیر مکمل نسخے کا نام
علم الابدان ہے۔ حکمت فلسفہ فلاحت جغرافیہ سب تیرا
فیضان ہے۔ اپنے غیر مقلد نافرمانوں کی وحشی تسکین اور
مصنوعی آسائش و نازش کے لیے کیف
ایا بیل اور ماہی سقنقور تو ہی ہے۔ مردم
گیاہ میں قوت باہ۔ تریاک میں امساک۔

[1] ایک حکیم کا نام ہے جو حکمائے کلبیین کا گویا مقتدا تھا اس کا قول ہے کہ کھاؤ پیو اور خوش رہو ۱۲۔
[2] ایک انگریزی حکیم کا نام ہے جس کا قول ہے کہ آدمی ابتدا میں بندر تھا ۱۲۔
[3] ایک بڑی قسم کا بندر ۱۲۔

اور انگوروں میں سرور تو ہی ہے۔ نیش عقرب میں سم ہے۔
زبان سگ میں مرہم ہے۔ شریان میں خون
خون میں قوت روانی۔ کہیں آگ۔ کہیں خاک
کہیں باد کہیں پانی۔ بوڑھوں کی سستی
جوانوں کی چستی۔ لڑکوں کی اچھل کود ہے۔
خلقی قوتوں کے جلا دینے کو آتش بے دود
ہے۔ کہیں تہذیب کی لہر۔ کہیں موسیٰ کی لن ترانی
ہے۔ سحر جادو زلیست بیت تیری ترانی۔ ام کہانی ہے۔
بہار ہر سال تیرا جادو جگاتی ہے۔ خزاں انسان کو
تنزل اور انقلاب کا سبق تیرے مکتب میں
پڑھاتی ہے۔ ہزار رنگ سے تیری پرستش دنیا میں
جاری ہے۔ بودھ۔ زرتشت۔ رام۔ لچھمن
اور مغربی رفارمر کے کاندھے پر تیری سواری
ہے۔ کہیں کوئل کی کوک اور فاختہ کی کوکو کا
اثر افشاں سوز و گداز ہے۔ کہیں موسیقار کی
منقار شرربار سے حیرت انگیز انداز سے نغمہ
پرداز ہے۔ کہیں عندلیب کے خوش آہنگ
چہچہوں سے سلمے پر گل افشانی۔ کہیں میاں
تانسین کی تان۔ کہیں حضرت داؤد کی خوش
الحانی۔ کہیں حسان کی معجز بیانی۔ کہیں برک[1] کی
لسانی۔ کہیں فلاطون کے سر کا شور ہے۔ کہیں
نادر کی خونخوار طبیعت۔ کہیں نپولین[2] کی ہمت
اور فولادی عزیمت۔ اور کہیں رستم کا اہرمن
کش زور ہے۔ عشق شجری کے جگر میں بکثرت بار
نقش و نگار۔ جہاں نہ عقل کی رسائی۔ نہ قلم کی
گنجایش۔ نہ کار سرکار۔ بے حصول تیری جیب

جنبش میں کہاں ہے۔ زخم جگر پر نشتر بن کر
گھس رہا ہے۔ اربعہ عناصر کی قوت پر تیری
فیض سرشت سلطنت کی بنیاد ہے۔ اسی لیے
ہمیشہ سرسبز ہمیشہ پائدار ہمیشہ آباد ہے۔
کہیں عقلا کا نقل دہن ہے۔ کہیں شعرا کا زور
سخن ہے۔ کہیں گنہگار کے لیے کیفر کردار کی
دار ہے۔ کہیں خوش اطواری کے ہر قطع میں
تحسین آفرین کا سزاوار ہے۔ کہیں جام
رذالت کے قلب میں کم ظرفی کی دردی ہے۔
کہیں اسخیا کے دماغ میں نشۂ ہمت و جوانمردی
ہے۔ کہیں نودولتوں کی بدنما خودنمائی۔
کہیں کم ظرفوں کی ذلت در آستین خود ستائی۔
کہیں فضول گویوں کی سامعہ گزا بیہودہ
سرائی۔ کہیں سفہا کی غیرت غارت کن
بے حیائی۔ کہیں دغا بازوں کی جو فروش
گندم نمائی۔ کہیں جہلا کی پر شور و شر
ہرزہ درائی۔ اور کہیں گمنا کی بے معنی
خویشتن فراموشی ہے۔ کہیں نجبا کا مرتبہ افزا
انکسار۔ کہیں کملا کا عالی منشانہ اعتذار
کہیں امرا کا صداقت آثار افتخار۔ کہیں
غیرت مندوں کی توکل آموز اور طمع سوز
بے پروائی۔ کہیں نیک نیتوں کی دل خوش کن
بے غرضانہ پارسائی۔ کہیں آزادوں کی
سربکف اور اثر در جلو حق سرائی۔ کہیں
جواں مردوں کی صف شکن جاں بازانہ
زور آزمائی۔ اور کہیں خردمندوں کی فراز
مصلحت در آغوش خاموشی ہے۔ ہر چیز کے
حسن کا تو ہی ضامن ہے۔ ہر شے کی نشو و نما کا
تو ہی معاون ہے۔ جملہ اشیا میں تو ہی ساری ہے۔

[1] برک انگلستان کے ایک مشہور فصیح اور مقرر مدبر
سلطنت کا نام ہے ۱۲۔

[2] فرانس کا ایک بہت بڑا فاتح فرماں روا ۱۲۔

اس کا ثمرہ پھول پھل اور ترکاری ہے۔ کہیں
تکبر کی سیہ ہستی کی کالی گھٹا بن کر ذلیل النفس
اور بد اصل حکام کے مطلع خصائل پر چھایا۔
کہیں ظلم کے لباس میں شوق داب و رعب بن کر
سیکڑوں خود سروں کا سر کھایا۔ کہیں
کم ہمتیوں کی اپنے لباس زری۔ سونے کی گھڑی
اور فیل دنداں کی چھڑی پر حقارت آمیز مضطر
نظر ہے۔ کہیں نخوت نفس کی مصیبت سرشت تسخیر
سے ان کا دائمی درد سر ہے۔ کہیں ہمدردی
انسان کا فوارہ بن کر ان کے سینے سے
اچھلتا ہے۔ کہیں سنگدلوں کی سنگدلی کی
چکی سے غربا کے دلوں کو دال کی طرح دلتا ہے۔
کہیں ناصیۂ سعادت پر امید خیر اور بلند طالع
اختر نورانی ہے۔ کہیں تیغ شمشیر طبیعت میں شقاوت کا
سم آلود پانی ہے۔ کہیں توکل کی بے غل و غش
خوش حیاتی۔ کہیں جنون میں بے خلش فارغ البالی
تیرے قانون کی مخالفت کی تعزیر اس سے
طبیعی طور سے بغل گیر ہے۔ تیرے مجرم کو نہ حاجت
حاجت نہ قید محبس — اور نہ پابندی زنجیر ہے۔
کہیں شوہروں کے زخم جگر کے لیے پاک
دامن بیبیوں کے محبت رقیق تبسم کا مرہم ہوا۔
کہیں بیبیوں کی شیریں کلامی میں گھل مل کر
بچوں کی دل خراشی کے واسطے میٹھا سم ہوا۔
انگریزوں کے دل میں قومی ہمدردی کا جوش
بن کر آیا۔ مسلمانوں کے گھر میں نفاق آموز سرکش
بن کر آیا۔ کہیں عورتوں کا حجاب بن کر ان کی عصمت کی
حفاظت کو نقاب ہوا۔ کہیں شرم بن کر ان کے خیمہ عفت
کی طناب ہوا۔ کہیں اولاد کی تمنا بن کر عورتوں کے بار حمل کی
متنوع تکلیف اور بد مزگی کو گھٹاتا ہے۔ پھر کہیں حمیت

و کنار اور مسرت بار محبت مادری کا آنسو
بن کر نقش تکلیف پرورش کو ان کے اطفال
کی لوح سے پاک قلم مٹاتا ہے۔ کہیں آنکھوں میں
ہزار رنگ ہزار شکل اور ہزار لذت ہے۔ کہیں
لذت میں ہزاروں قسم کی چاشنی اور لاکھوں
طرح کی لطافت ہے۔ کہیں آفت بپا اور کہیں قیامت
خیز ہے۔ کہیں پیام صلح اور کہیں شوق رستخیز ہے۔
کہیں نپولین کی تشنہ سرشتی اور ملک گیری
کی خواہش اور ہمت کی بارود سے برسوں
ممالک یورپ و افریقیہ میں شعلہ برسایا۔ کہیں
چنگیز کی خونخوار طبیعت کے رنگ میں خونریز
بدلی بن کر سارے ایشیا پر چھایا۔ کہیں زنخوں
کی نحوست بنیاد نہاد کی گٹھریا میں عورتوں
کے خوش نما ناز و ادا کا لتہ خام ہوا۔ کہیں
خلاف وضع فطری مردوں میں لعنت ریز
اور غضب انگیز شوق اغلام ہوا۔ کہیں ہوائے
نفسانی کا جھٹکا بن کر سیکڑوں آدمیوں کی خصلت
اور اصول کی کمر کو توڑا۔ کہیں مدبروں اور وزیروں کی
حکمت عملی کی کامیابی کی گردن کو کمزوری خصلت
کے پنجے سے مروڑا۔ کہیں بیچاروں کے چہرے پر آئی
بے رونقی کی لعنت بن کر برستا ہے۔ کہیں انسان کو
کشمکش و پیچ حیص بیص اور پس و پیش کے شکنجے میں کھینچ کر
اکستا ہے۔ کہیں ماں کے محبوب بچے رخسارہ پر نور کا غازہ ہے۔
کہیں کنواری عورت کے بشرے پر حسن کا گل تازہ ہے۔
کہیں عورتوں کے دل کی موہوم آسائش ہے —
کہیں ان کی محبت کی مزہ دار اور خوش گوار
گرمی۔ کہیں حرام زادے کی رسی بن کر دراز ہوا۔
کہیں چشم بصیرت بن کر ہمارے دلوں پر باز ہوا۔
کہیں کم اندیشوں کی بد اندیشی اور منافقوں کے

کہیں فکر معیشت اور کہیں غذغۂ محشر ہے۔
کہیں جاں سوز باد سموم اور کہیں صحت در بر
صرصر ہے۔ کہیں مرگ مفاجات کے شعلے سے
سینکڑوں نارسیدہ خرمن امید کو جلا کر
خاک کیا۔ کہیں ہزاروں دامن تسکیں کو
ناخن یاس سے چاک کیا۔ حیات سے مستفید
ہونے میں موت کی دھمکی کی ضرورت ہے۔
تیری دو رخی تصویر یہ انسانی سیرت و صورت
ہے۔ کہیں خیر مردوں کی ہمت کی قوت کا
فولادی پنجہ ہے۔ کہیں حسّاد کی دائمی سزا کے
لیے رشک کا پر عذاب شکنجہ ہے۔ کہیں رحم کی
سیپی میں ایک پانی کے قطرے کی خلقت آفریں
قطرہ زنی۔ کہیں سینے کے ماتم خانے میں تپاک
قلب کے ہاتھوں سے مصروف صد ہزار
سینہ زنی۔ طوفان نوح تیری ایک غیر معمولی
حرکت تھی۔ من و سلوی کی بارش تیرے
نعمت خانے کی برکت تھی۔ رندوں کی نشیلی
آنکھوں میں خود غرضانہ قدر و قیمت ساقی۔
بعض طبیعتوں میں بر ذلت لذت قرساقی۔
کہیں احتیاج کے مکتب میں شیروں کو روباہ
مزاجی کی تعلیم۔ کہیں خدا پرستی میں شیوۂ
رضا و تسلیم۔ کہیں خردمندوں میں عقل سلیم۔
کہیں چنگ و رباب کی غلغلہ انگیز آواز میں
روحانی مسرت اور لذت۔ کہیں چشم و ابرو
کے حسن غمزہ و انداز میں وجدانی لطف اور
کیفیت۔ کہیں کوتاہ گردن اوندھی پیشانی
کہیں پاے لنگ سے حرامزادے کی نشانی
کہیں چوروں میں سینہ زوری کہیں سینہ زوروں
میں چوری۔ کہیں حکمت چین۔ کہیں حجت بنگالہ

کہیں سامری۔ کہیں گوسالہ۔ کہیں عریانی خستہ
حالی۔ کہیں مفلسوں کی بے پروبالی۔ ہمایوں
ہما کی استخواں خواری سے قناعت آموزی کی
کوشش پشم کے پشمینے سے پولینڈ[1] کے نازک
اور خوبصورت کتوں کی پوشش قارون کے
گنج طبیعت میں امساک کا رنگ تو تھا۔ حاتم
کے باغ طبیعت میں بہار کا رنگ تو تھا انسان کے
بشرے میں سعادت و شقاوت کی نشانی تو ہے۔
سچ تو یہ ہے کہ علم قیافہ کا اصلی بانی تو ہے۔ اربع
عناصر تیری جا بیتی کی تفسیر ہے۔ ہر سبز پتے پر
تیری معرفت کا قانون تحریر ہے طبیعت انسانی
فقط تیرا ہی اجارہ ہے۔ مادر زاد شتر کا خیال
تیرا قدرتی نظارہ ہے۔ فاختہ کے گلے میں طوق
منت تو ہے۔ صوفیوں کے دلوں میں ذوق
جنت تو ہے۔ کہیں نطفے کی صورت میں شیرہ
جان شیریں کا شفاف قوام ہوا کہیں باغ کی
تر و تازگی کے خیال سے صاف روغن بادام ہوا
کہیں تقاطر امطار ہے۔ کہیں موسلا دھار ہے کہیں
دولت کی حفاظت کے لیے انسان کے کھال کی
کینچلی میں مار گنج ہے کہیں مجذوبوں کے بڑ بڑیے میں
یاوہ گو۔ کہیں ظریفوں کے روپ میں بذلہ سنج ہے۔
کہیں بددماغی اور زود رنجی سے اپنے اور
دوسروں کے لیے آفت جاں ہے کہیں خوش
اخلاقی اور خوش طینتی سے شیوۂ ستودہ مرنج
مرنجاں ہے کہیں گوزن کے سر سے ہو در و شاخ
بن کر چمکا کہیں سانپ کے منہ سے جہاں افروز من
بن کر دمکا کہیں طاؤس کی خوشنما طنازی۔

[1] یورپ کے ایک سرد ملک کا نام ہے جہاں کے کتے بدن پر بڑے بڑے بال رکھتے ہیں ۱۲۔